J25737.　　　　31-1-2009

Title - BAYAZ NAUHAJAAT MATEEN (Part-1).

Creator - Meer Asad Ali Khan Mateen.

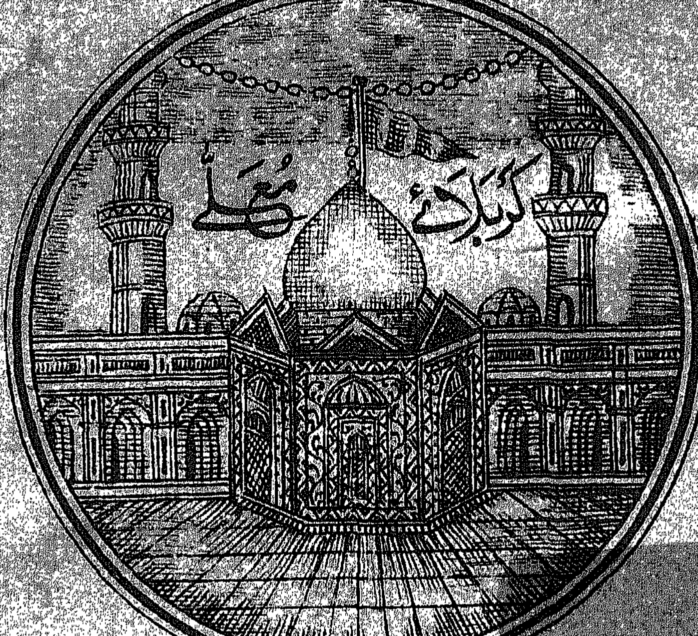
Publisher - Matba Isna Ashri (Delhi).

Date - 1924

Pages - 400

Subjects - Tareekh Karbala - Manzoom; Waqeya Karbala; Tareekh Islam.

بیاض نوحہ جات متین



جلد اول

کئی سو جگر خراش نوحوں کی مقبول کتاب

جو سنہ ۱۳۸۲ / ۱۹۶۲ میں

سید صغیر حسن شمس زیدی الواسطی نے

اپنے اثنا عشری پریس دہلی میں چھپوا کر شائع ک

اعلانِ واجب الاذعان

مشہور و معروف مداح و ذاکر خاص آلِ عبا۔ نواب مستطاب میر اسد علی خاں صاحب متین
کی یہ وہی جلد آپ حضرات کی خدمت میں تیسری مرتبہ پیش کیجاتی ہے جو اس سے قبل دو دو ہزار کی تعداد میں
پانچ مرتبہ طبع ہو کر خراجِ قبولیت حاصل کر چکی ہے جب تک آسمانِ مرثیہ پر میر انیس و مرزا دبیر اعلی اللہ مقامہم کے
نام ہائے نامی و اسمہائے گرامی فلک مرثیہ گوئی پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتے رہیں گے۔ نوحہ گوئی
کی زمین جناب متین مرحوم و مغفور کے کلام کی جوت سے جگمگاتی رہے گی۔

اس جلد کا حق طباعت **مطبع اثنا عشری** دہلی کو حاصل ہے اسلئے کوئی صاحب
اسکے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں۔ ورنہ نفع کے بجائے نقصان شدید اٹھانا پڑے گا۔

مزید فضل ایزدی یہ شاملِ حال ہوا کہ مصنف ممدوح کے خلف و جانشین سیف العلماء
حضرت مولانا و مقتدانا مولوی میر **سلطان حسین** صاحب قبلہ واعظ و ذاکر مظلوم کربلا
علیہ التحیۃ والثنا کی وساطت سے دوسری جلد بھی چھپ گئی ہے جو جلد اوّل ہی کی طرح چکنے
کاغذ پر چھاپی گئی ہے جس میں خصوصیت سے وہ نوحہ بھی درج ہے جس کی بنا پر چند خوارج
دشمنانِ محمد و آلِ محمد اور جہنم کے کندوں نے مرحوم کو ایک جنگل میں نمازِ جنازہ کے
بہانے سے بلا کر شہید کر دیا تھا۔ اس جلد کی قیمت عوام کے رفاہ اور مرحوم کے ایصالِ
ثواب کے لیے صرف دس آنہ رکھی گئی ہے اور ہماری معرفت مل سکتی ہے۔

سید صغیر حسن شمسی زیدی الواسطی دہلوی

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم

در بیان ایام محرم الحرام تذکرہ شہدائے و اقربائے امام حسین علیہ السلام [illegible]

ریاض نوحہ جات متین

من تصنیف شاعر بے نظیر و عالم دین میر سید علی صاحب المتخلص بہ متین

در مطبع اثنا عشری دہلی طبع شد

نوحہ

[illegible]

دکھلا دو جنگ کا طور الا محمد مصطفیٰ ہے ہے
ہوا وہ حضرت والا محمد مصطفیٰ ہے ہے
علی مرتضیٰ رو کر نہایت مضطرب ہو کر
یہ کہتے تھے کھڑے اُس جا محمد مصطفیٰ ہے ہے
ظہور امر ربانی شہود حکم سبحانی
مرے مولا مرے آقا محمد مصطفیٰ ہے ہے

گئی وہ قوت و طاقت گیا وہ زور اور حشمت
ہوا میں آج بیچارہ محمد مصطفیٰ ہے ہے
تری جا ہو گئی خالی رہا سر پر نہ تو والی
ستائیں گے مجھے اعدا محمد مصطفیٰ ہے ہے
کہوں کیا جا کے زہرا کو کہ بتلاتا ہوں بابا کو
یہ سن مر جائے گی دکھیا محمد مصطفیٰ ہے ہے

دنیا سے اٹھے ہے سلطان ہدایت کے
اب دیکھیے کیا ہوں گے سامان ہدایت کے
کیا دور رسالت وہ کیا خوب نبوت کی
صدقے ہیں شریعت کے قربان ہدایت کے
کیا خوب کیا تازہ گلزار خلیل اللہ
موسیٰ کی طرح لائے فرمان ہدایت کے

نہ اترے گا فرشتہ اب نہ آئیگا پیام رب
یہ تھا سب مرتبہ تیرا محمد مصطفیٰ ہے ہے
عطا طاقت کہاں آگے بیاں لکھوں جو مولا کے
یہی تھا حشر واں برپا محمد مصطفیٰ ہے ہے

نوحہ دیگر

بہت سر اپنا پیٹے گی نہ جیوے گی نہ جیوے گی
یتیم اب ہو گئی زہرا محمد مصطفیٰ ہے ہے
یہ آفت کیسی آئی ہے ہوئی تم سے جدائی ہے
اسی غم نے مجھے مارا محمد مصطفیٰ ہے ہے
تری وہ شان اور شوکت ترے عزنسب یا حضرت
ملی سب خاک میں یکجا محمد مصطفیٰ ہے ہے

گم ہو گئے یوسف کنعان اہل بیت
پھرتے ہیں بیقرار عزیزان اہل بیت
مور ضعیف کی طرح بیتاب کیوں نہیں
رخصت ہو جہاں سے سلیمان اہل بیت
سر پہ رہا جو ہائے نہ وہ تاج احمدی
دامن تلک پہنچ گئے گریبان اہل بیت

الہام کی بھی طاقت نہ وہ کمال قدرت
کیا وصف کہ بتائے ہیں سامان ہدایت کے
نائب جو ہوا جس کی اس کی بھی خطا بخشی
بیشک تھا ہی شاہا شایان ہدایت کے

نوحہ دیگر

گھر بار بھی چھوڑا پر حق سے نہ منہ موڑا
قائم کئے عالم میں ارکان ہدایت کے
سمجھانے کیا ہم پاس مطلق نہ کیا وسواس
مضمون میں سب تیرے احسان ہدایت کے
عیسیٰ سے کہا احمد موسیٰ سے کہا مام
ثابت ہیں تیرے حق پر برہان ہدایت کے

کھا کون جانتا کہ مدینہ کو چھوڑ کر
در در پھریں گے آہ یتیمان اہل بیت
جبریل آسمان سے نازل ہوئے کہ اب
در پر سے آج اٹھ گیا دربان اہل بیت
سر پر سے سایہ اٹھ گیا حق کے رسول کا
گریاں ہیں سر برہنہ جوانان اہل بیت

اندھیر ہے چمن میں کہ بکھری ہوئی ہے آج
سنبل کی طرح زلف پریشان اہل بیت
جاں ہے ہماری نشانہ ہو کیوں کر خلاف
قالب سے چاہ کے جائے نکل جان اہل بیت
لازم ہے چشم جہاں سے ہوا ہے غم
روتے ہیں زار زار قربان اہل بیت

اب دیکھیے کہ کس طرح ہے اب جہاں
بے باغبان ہو گیا بستان اہل بیت
ایسا نہ ہو کہ ہاے کریں باغبان دہر
پامال ظلم سے یہ گلستان اہل بیت
اندیشہ ہے کہ وقت سلام ہو خراب
بدلا گیا ہے کس طرح عنوان اہل بیت

بستی بسی ارم کی مدینہ اجڑ گیا
سردار اہل بیت ہوا وا محمدا
بے نور ہو گئی یہ زمیں گرد جہل سے
گل ہو گیا چراغ ہدا وا محمدا
ہے ہے یتیم ہو گئے حسنین و فاطمہ
بیکس ہوئے ہیں شیر خدا وا محمدا

روتے ہیں آج اہل صفا وا محمدا
کرتے ہیں یوں فغان و بکا وا محمدا
یا ایہا النبی و یا خاتم الرسل
ہووے سلام تم پہ سدا وا محمدا
خالی کیا جہاں لیا خلد میں مکاں
گھر مدینہ سونا ہوا وا محمدا

اب کون انکی سمت کریگا نگاہ لطف
اللہ ہی بس فقط ہے نگہبان اہل بیت
حر کی طرح سے بخشدے امت کی بھی خطا
غم میں ہوا ہے اُن کے مہمان اہل بیت

نوحہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کفر و نفاق و شرک مٹایا جہان سے
نام خدا یہ کام کیا واحمدا
طائف گئے جناب ہدایت کے واسطے
واں پر بھی دیکھا جور و جفا واحمدا
قربان صبر و حلم کہ با وصف صد ستم
کیسا قرار حق پہ رہا واحمدا

دنداں ہوئے شہید رہ حق میں آپ کے
کس جرم پر یہ ظلم کیا واحمدا
وہ ساق پا کہ کرتے تھے طے راہ حق بہت
افسوس اسکو زخمی کیا واحمدا
اے کاش راہ حق میں جو ثابت قدم ہے
آنکھوں سے میں لگاؤں وہ پا واحمدا

حسرت سے دیکھ دیکھ کے سوئے چرخ یاس سے
رو رو کے دیتے ہیں یہ صدا واحمدا
برکت جہاں سے اٹھ گئی اس واسطے کہ آپ
تھے رحمت خدا بخدا واحمدا
تیرہ برس وطن میں رہے ظلم ہی سہے
آخر کو ترک کر گیا واحمدا

کہتی ہے فاطمہ کہ ہوئی آج میں یتیم
سر پر مرے پدر نہ رہا وا مصیبتا

شہزادی میں جہان کی تھی آج تک ہی
اب میرا سارا زور گھٹا وا مصیبتا

اب زندگی مری نہیں ہوگی جہاں میں
ایسا ہے دکھ یہ میں نے سہا وا مصیبتا

یارو قیامت آج پڑی دو جہان میں
سر پیٹتے ہیں شیر خدا وا مصیبتا

کہتا ہے جبرئیل پدر کا کبریا
تیرا حبیب جگ سے گیا وا مصیبتا

حسنین دونوں روتے ہیں آپس میں یک دگر
نوچیں ہیں زلف کرکے بکا وا مصیبتا

کیا کیا مصیبتیں ہمیں امت کے واسطے
الفت پہ آپ کی ہیں فدا وا محمدا

نوحہ دیگر

حضرت بی بی جہاں سے اٹھا وا مصیبتا
سر تاج فاطمہ کا گھٹا وا مصیبتا

حسین میں اب نوحہ کچھ بولو شفیق پدر
ہا کہتے ہیں نانا کیا ہوا ہے ہے بی بی ہی بی بی

بس اے عطا طاقت کہاں لکھے جو اسم کے بیاں
عالم میں یہ غل مچا ہے ہے بی بی ہی بی بی

نوحہ دیگر

اے خاتم پیغمبراں میں پاؤں تاب کہاں
سر پر سے میرے اٹھ گیا ہے ہے بی بی ہی بی بی

میں تیرے صدقے ہو گئی کچھ بول تو منہ موڑ کی
قربان ہووے فاطمہ ہے ہے بی بی ہے ہے بی بی

ای یتیم خستہ کو اٹھ کر تسلی آج دو
کیوں چپکے ہو گیا ہو گیا ہے ہے بی بی ہی بی بی

کیا مجھ سے ہو بیان عطا نالۂ حزیں
ہا کہتے ہیں سارے ارض و سما وا مصیبتا

نوحہ دیگر

ہا کہتی تھی زہرا پکارا ہے ہے بی بی ہے ہے بی بی
عالم اندھیرا ہو گیا ہے ہے بی بی ہے ہے بی بی

پاس بٹھا لو اپنے بابا داغ جدائی بابا مت دو
ورنہ کہوں گی ہر دم رو کر ہے ہے بابا ہے ہے بابا
تھا مرا جینا تیرے دم سے اور مری عزت بابا جان
بے ترے جینا جی پہ ہو دو بھر ہے ہے بابا ہی بابا
پر ترے پیارے دو دو نواسے روتے ہیں سر خاک اڑا کر
ان کی تسلی میں کروں کیونکر ہے ہے بابا ہی بابا

بیٹھ دکھیا کی کون خبر لے آج مصیبت میں بابا جان
کیسی پڑی یہ سر پہ آفت ہے ہے بابا ہے ہے بابا
آج نہیں ہے اماں سر پر صبر کروں میں دل کو کیونکر
ڈھونڈوں کہاں میں تم کو جا کر ہے ہے بابا ہی بابا
کون مری غمخواری کرے گا دیکھنے والا [illegible]
ظلم کریں گے دشمن مجھ پر ہے ہے بابا ہے ہے بابا

فاطمہ بولی خاک اڑا کر ہے ہے بابا ہی بابا
تم بن آفت ہو گئی مجھ پر ہے ہے بابا ہی بابا
کس سے کہوں گی اپنی مصیبت ہوگی جسم پہ آفت
زندگی ہو گی میری کیونکر ہے ہے بابا ہی بابا
رستے تھے تم آنکھ سے اوجھل ایک گھڑی بھی میرے پیش
آج چلے ہو چھوڑ کے کس پر ہے ہے بابا ہی بابا

اتاں کی طرح عید کو نہلا کے ہمیں کون گودوں میں بٹھا کر
کنگھی کریگا زلفیں میں پہنائیگا کرتا افسوس صد افسوس
پھر نعش سے چادر کو اٹھا منہ سے ملا منہ کی یہ زاری
حسنین کھڑے کہتے تھے سر پیٹ کے اپنا افسوس صد افسوس
اب اٹھ کے ہمیں پیار کرو چھاتی لگاؤ روتے تھے بلک کر
اشک آنکھوں میں حال ابتر پھٹتا تھا کلیجہ افسوس صد افسوس

احمد سے گلے جا کے یہ جنت میں گئی کس شوق سے بھائی
ہم رہ گئے اس دہر میں بیکس و تنہا افسوس صد افسوس
نانا کے الم سے ابھی فرصت نہ ملی تھی روتے تھے ہمیشہ
یہ داغ ہمیں دوسرا اب دے گئیں اماں افسوس صد افسوس
اب کون ہمیں پیار سے لگا ماں کی طرح ہائے لطف و کرم سے
چھاتی سے لگا کون ہمیں دیگا دلاسا افسوس صد افسوس

آہ کہوں کیا حیدرؑ رو تاب نہیں اب ہے جگر کو
جیسے کہ زہرا کہتی تھی رو رو کے یہ بابا ہی بابا

نوحہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

کہنے لگے رو رو کے حسن بھائی حسینا افسوس صد افسوس
دنیا سے سفر کر گئیں اب فاطمہ اماں افسوس صد افسوس

دنیا سے گئی چھپا کے صد نالہ و زاری خاتون قیامت
شوہر سے کہا یاں مری مخدومہ سدھاری خاتون قیامت
اسما کہا پانی ابھی مانگا تھا مجھ سے اور غسل کیا تھا
اک آن میں بس مر گئی احمد کی پیاری خاتون قیامت
سنتے ہی حسنین جگر میں لگے کہنے اسما سے کہ اسما
کیوں سوتی ہیں یوں اور غمدیدہ ہماری خاتون قیامت

پیاسے گلا ہے بچھڑا اس درد سے اب کون بنت پیمبر
جس طرح سے ماں کرتی تھیں غمخواری ہمیشہ افسوس صد افسوس
اے حیدری اب دل کو کہاں تاب کہاں ہے کیا تجھ کو بتاؤں
پھٹتا ہے جگر کیونکر لکھوں حال وہ انکا افسوس صد افسوس

نوحہ دیگر

اور ایک طرف زینب و کلثوم ارشاد کی حال پریشاں
کہتی تھیں غضب ہے یہ دیکھا نہیں جاتا افسوس صد افسوس
اور ایک طرف شیر خدا با دل مضطر آنکھوں میں بھر آنسو
کہتے تھے کہ ویراں ہوا گھر آج نبی کا افسوس صد افسوس
سینہ سے مٹا تھا نہ ابھی داغ پیمبر اے وائے مصیبت
تم دو بھی چلیں بی بی مجھے داغ یہ کیسا افسوس صد افسوس

بی بی نقصان ہو گئی کچھ بوا تو آمنے دی
زینب کی بھی کچھ ہے خبر اے میری مادر فاطمہ
حسین سے حالت بڑی اپنی بنائی اسکی سہی
ہیں دو تو بھائی پوچھ گئے اے میری مادر فاطمہ
ڈھونڈوں میں جیتی رہی اور رہا سے مادر مرگئی
اے خبر خیر البشر اے میری مادر فاطمہ

نوحہ

روتی تھی زینب پیٹ سر اے میری مادر فاطمہ
ہے سب گئی جاں کے گذر اے میری مادر فاطمہ
اے بنت ختم الانبیاء اس وقت تو کیا ہوا
خاموش ہو گیوں اس قدر اے میری مادر فاطمہ
بابا کی خاطر تھا بجا آخر کو اپنا جی دیا
تم کر گئیں آخر سفر اے میری مادر فاطمہ

فضہ سے کہا بولی کہ بس ہے نہیں بی بی کی ہی اب زیست
دنیا سے سدھاری ادھر تم دور کی ماری خاتون قیامت
حیدر نے بھی یوں نعش پہ فریاد و فغاں کی اب دیکھئے کیا ہو
ہے رحم پہ فرقت کا ہر سے سینہ پکاری خاتون قیامت
جب نکلے تابوت تو کہنے لگی زینب پیٹ کے نافل
کیسی ہمیں دکھلائی ہے اب تیری سواری خاتون قیامت

اب کون رہا ہمکو تسلی جو کریگا شفقت کی نظر سے
بن باپ کے جیتے نہیں بچے سنا ہمکو بہت ایذا اے فاطمہ مادر
افسوس کوئی سر پہ نہیں اپنے رہا ہے غم ہمکو بڑا ہی
جز خالق اکبر نہیں اب کوئی ہمارا اے فاطمہ مادر
اب آگے بیاں ہو نہیں سکتا یہ مضمون کہ غم سے ہی محزون
ہر بار یہی کہتے تھے حسین خدا اے فاطمہ مادر

ہم دونوں یتیموں کا ٹھکانا نہ رہا اب ہم مر گئیں بیکسی سے
کیوں ظالموں میں آپ نے چھوڑا ہمیں تنہا اے فاطمہ مادر
ہیں لوگ جہاں آنکھوں میں تاریک ہمارے بن آپ کے ہر دم
ہر گز نہیں چھوڑینگے ستمگر ہمیں جیتا اے فاطمہ مادر
کیا ہے جو گلے سے لگاتیں نہیں ہم کو کہیں چپ کی پڑی
کیوں ہم سے خفا ہو گئیں تقصیر ہوئی کیا اے فاطمہ مادر

زینب کے نوحہ پہ عطا اک حشر بپا ان میں تھا
ہچکی بھی گر گر خاک پر اے میری مادر فاطمہ

نوحہ دیگر

حسین کھڑے کہتے تھے برلاشۂ زہرا اے فاطمہ مادر
ہم جائیں کہاں کرتے ہوئے شیون و غوغای فاطمہ مادر

قوم

افزوں ان کا فضل ہے رتبہ ارفع اعلیٰ

سب پیغمبر ہیں ان کے ایک سے ارفع اعلیٰ

سب کا ہے یہی قول پایا ہے پایۂ اعلیٰ

سب پیغمبر ہیں ان کے ارفع اعلیٰ

سب سے ارفع ان کا ہے رتبۂ اعلیٰ

سب پیغمبر ہیں ان کے ارفع اعلیٰ

بولا کہ بھائی ہو گیا ٹکڑے مرا جگر
ہائے ہائے وہ طشت لا کے دکھایا حسین کو
بولا حسین پیٹ کے سر دیکھ کے یہ چرخ
اے چرخ تو نے کیا یہ دکھایا حسین کو
اے کاش آج زہر سے کٹتا مرا جگر
بدلے حسن کے کیوں نہ پلایا حسین کو

جونہی حسن نے ہائے بلایا حسین کو
رو رو گلے سے خوب لگایا حسین کو
قاسم کا ہاتھ سونپ کے بھائی کے ہاتھ میں
پھر آہ سوزناک سنایا حسین کو
سونپا تمہیں ہیں قاسم مظلوم بے پدر
پھر بولا ہا کہیو بار خدایا حسین کو

افسوس آج ساقی کوثر ہے ہاشمیہ
ہائے ہائے ستون دین گرا مرتضیٰ علی
خاموش اے عطا کہ نہیں تاب گفتگو
رو اور پیٹ کر کے بکا مرتضیٰ علی

نوحہ حضرت امام حسن علیہ السلام

روئے حسین نعش پہ بھائی کی اے عطا
مر کے نہ مجتبیٰ کے رلایا حسین کو

نوحہ حضرت مسلم علیہ السلام

قہر مسلم پہ ٹوٹا شور برپا
شاہ بیکس کے بیکس ہراول
مار ڈالا ہائے کیسا
شاہ بیکس کے بیکس ہراول

کوفیوں نے کیا کیا دغا کی شامیوں نے کیا کیا جفا کی
بیٹھ پردیس میں گذری کیا کیا شاہ بیکس کے بیکس ہراول
کیسے اعدا نے گھر سے نکالا کس طرح سے کیا کاٹ ڈالا
شیر مارا گیا کیسا تنہا شاہ بیکس کے بیکس ہراول
کوفیوں نے بلا کر دغا کی شرط اسلام کی کیا ادا کی
پھر گئے کیسے سب اہل کوفہ شاہ بیکس کے بیکس ہراول

دیا دعوت میں آ نہ پانی شرط نباہنی کی جانی
عہد پیمان سارا بھلایا شاہ بیکس کے بیکس ہراول
کیوں نہ سمجھا تھا ان کا کیسے جگاڑی کا نہ سمجھا
گھر بلا کر کیا ظلم ایسا شاہ بیکس کے بیکس ہراول

نوحہ دیگر

آپ چشمِ عشق اور بچا شہر خسرو امر تھے
ختم رسل کی ہوں جاں طرح میں دیسی ہوں
شہر ہے سے شور و شر جاؤں بھلا کس کے گھر
لوگ تھا مجھ سے ہاں طرح میں پردیسی ہوں
مرضی ہے تیری اگر آج کی شب تیرے گھر
رہ کے وطن ہوں واں طرح میں پردیسی ہوں

آئی ہے تجھ سے جدا قیصرون ہو چکا
چھوٹ گئے ہیں ابتدا تاں طرح میں پردیسی ہوں
قوم سے ہوں میں بچپن آج لقب ہے غریب
بس مرا نام و نشاں طرح میں پردیسی ہوں
ہوں میں ہی ہمدم بلبل قاصد جان رسول
تجھ سے کروں کیا بیاں طرح میں پردیسی ہوں

آئے سے تھے ہم یہاں طرح میں پردیسی ہوں
بیکس و بے خانماں طرح میں پردیسی ہوں
کہیں نہیں ہے ان کو جا جاؤں کہاں یہ بتا
گھر نہیں میرا یہاں طرح میں پردیسی ہوں
دیکھئے کہاں کہیں خویش و بیگانہ نہیں
دشمن جاں ہے جہاں طرح میں پردیسی ہوں

کروں صدقے قربان میں جاؤں کہاں سے میں قدم پاؤں
نہ پہنچا تجھ تلک شاہا مرے بھائی مرے آقا
نہ آنا اس طرف شاہا پھرے ہیں تجھ سے سب اعدا
کریں گے ظلم یہ برپا مرے بھائی مرے آقا
نہ کچھ وصیان تم اسکا چو مسلم مر گیا تو کیا
رکھے خالق نہیں جیتا مرے بھائی مرے آقا

صبا کہیو مدینہ جا مرے بھائی مرے آقا
ترا میں ہو گیا فدیہ مرے بھائی مرے آقا
نہ کوئی یار و ہمدم نہ کوئی مونس و محرم
فدا ہوتا ہوں میں شاہا مرے بھائی مرے آقا
ترا بھیجا میں آیا تھا مجھے سب نے بلایا تھا
پھرے سب قول سے اعدا مرے بھائی مرے آقا

پھر یہ خبر ہو فاش پھرتے ہیں کرتے تلاش
تیغ بکف جاں ستاں طوعہ میں گردی ہوں
کیونکہ میں بیٹھے سر سوچ کے یہ الحذر
قاصد شہ کا یہاں طوعہ میں پردیسی ہوں

نوحہ دیگر

ان کوفیوں کے ہاتھ سے میں مجھ سے غافل ہوا وطن سے
میں مر گئے اس وقت نہیں اب مجھے چارا افسوس صد افسوس
ہانی نے فقط ساتھ دیا ہے مرا اسدم اور جان فدا کی
اور منحرف اس شہر میں یہ کوفی سارا افسوس صد افسوس
وہ لڑکے جو ہمراہ ہیں لایا تھا وطن سے کیا گذریگی انپر
ہو ویگا مرا قتل کس طرح گوارا افسوس صد افسوس

کو فیوں جو نہی مسلم مظلوم کو مارا افسوس صد افسوس

نوحہ

ہر ایک ملک روئے فلک سے پکارا افسوس صد افسوس
کہتے تھے کہ تھا نام حسین ابن علی کا اسوقت زبان پر
سر ظالم بے پیر نے جب تن سے اتارا افسوس صد افسوس
کہتا تھا مسافر وہ کہ یا حضرت شبیر جاتا ہوں جہاں سے
واللہ کہ میں تشنۂ دیدار تمہارا افسوس صد افسوس

رہے قربان میں ہو کر جو جاؤں خلد کے اندر
یہی احسان ہے تیرا مرے بھائی مرے آقا
اگر سو سر ہوں مسلم کے تو کرتا وہ فدا تجھپر
شہادت میں مزا پایا مرے بھائی مرے آقا
عطا مسلم یہ کہتا تھا جو مارا اوس کے سر تیغ
یہی کہہ کہہ کے دم نکلا مرے بھائی مرے آقا

ظلم کو محبت تھی شہ دیں سے تغافل تھا کسی کا پانی
دنیا سے چلا حضرت شبیر کا پیارا افسوس صد افسوس

نوحہ پسران حضرت مسلم علیہ السلام

حارث کی یہ بی بی نے کہا اسکو نہ دکھ دے ارے کافر بیدرد
یہ طفل ہیں معصوم ہیں تو رحم کر ان پر ارے کافر بیدرد

کیوں کھینچتا ہے زلفوں کو ان بچوں کی ہر دم کر خوف خدا کا
لیتا ہے وبال انکا عبث آج تو سر پر ارے کافر بیدرد
یہ در بدری میں گرفتار ہوئے ہیں مرنے سے پدر کی
کیوں انکو دکھاتا ہے تو اب کھینچ کے خنجر ارے کافر بیدرد
لازم ہے تجھے انکی یتیمی پہ کرے رحم اور قتل سے باز آ
ہیں بچے ولایت کے یہ دونوں مہ انور ارے کافر بیدرد

یہ گھر سے ہیں گردش افلاک سے خود ہی دم ابتر ہیں انہیں سے
بیدم نہ کر انکو کھینچ تلوار دکھا کر ارے کافر بیدرد
گرتے تو اتارا انکو شکم تو کھینچیں عریاں مت خاک پہ بٹھا
بستر تھا سدا انکے لیے دامن حیدر ارے کافر بیدرد
غصہ سے نکال اپنے تو دیدۂ پرخوں یہ جلتے ہیں سہمے
قاتل نہ ہو انکا کہ یہ ہیں جان پیمبر ارے کافر بیدرد

کرتے تھے وہ قتل بہت منتیں اس قاتل بد کا
رحم ان سبھوں پر بھی نہ کرتا تھا وہ ظالم دردا و دریغا
تلوار بھی قاتل نے پئے قتل نکالی جس وقت کہ سے
حلق ان کے گلے سے تھے مظلوم پہ دردا و دریغا
الکے ہے وہ قالب انجمن کہتے تھے نظر کرتے جو لوگ غضب
دنیا میں ہم انجمن تھی تن و روح کے جسم دردا و دریغا

مسلم کے تھے جو دو طفل سو تھے پاس عمر دردا و دریغا
یہ واقعہ مسلم کے نہیں قتل سے کچھ کم دردا و دریغا
جس وقت یہ سنا سخت سر پیٹ کے اپنا گر زمیں پر وہ بولا
مر کے کیا درد کے باغیوں وہ ماتم دردا و دریغا
رسی کے نہیں باندھا تھا ملعون نے ہمیشہ مارے تھے طمانچے
جاری تھا لہو چہرے سے اور جسم بھی پر غم دردا و دریغا

دنیا سے گئے ہاتھ سے تو دین کو مت کھو یہاں ہے بات
سمجھاتی ہوں دلسوزی میں تجھ کو کہ لے کافر بے دین
القصہ کیا قتل نہیں اس کے سمجھنے پہ بھی پیچا
ہر چند وہ کہتی رہی با حالت مضطر اے کافر بے پیر
اے حیدری یہ فعل ہوا اس کا جو بھاگا تو ہے تنہا
حارث کے تھا ہم خنجر کا پر سے پھیر کے کافر بے پیر

گو زینب تنہا کھڑی تھی بیت در و دیوار نہ تھا پردہ
رستے شاہ نجف تھی آہ نجف جاؤں کہاں یا صد حسرت افسوس
مشتاق وطن میں تھے سب ان کو وطن کے غم و جوانی
پھر جائے مدینہ میں منہ دکھا یا صد حسرت افسوس
پھر رات میں کمر بستہ تھی ہر ظالم کی ناقہ ظلم سے
ان کی تجھ کو آج کیوں دل سے بھلا یا صد حسرت افسوس

بن ہم اسکے قسمت سے کہ روٹھ گئی تھی بیکسی سے ہم
سر پر سے اٹھا شیر الٰہی کا ہی سایہ صد حسرت افسوس
جسطرح لگائی سر حیدر پہ بھی شمشیر کو دشمن دیں
کوڑا لگایا ہی بازوے زہرا پہ لگا یا صد حسرت افسوس
نانا گذر تم رہ چکے اور کبھی رو گئے بابا لوہو زاری
بابا کے بھی تابوت پہ یوں پکڑا یا صد حسرت افسوس

سر کاٹ کر ان دونوں کے جب لے گیا قاتل ظالم وہ کھی
فاقوں میں ہوا اس بزم میں بیت حشر کا عالم درد و فغاں

نوحہ دیگر

پیٹو لیے جو بھی باپ کا تابوت اٹھایا صد حسرت افسوس
یوں زینب و کلثوم نے بیت شور مچایا صد حسرت افسوس

نوحہ

کہتی تھی زینب بابا دل مضطر ہے بابا ہائے ری بابا
تیغ لگی یہ کیسی سر پر ہے ہائے بابا ہائے ری بابا
سر چرا دو پارہ ہے ہائے خون میں چہرہ ڈوبا ہائے
حال ترا یہ کس نے کیا ہے ہائے بابا ہائے ری بابا
کچھ کہیے نا اب احمد ظلم کیا یہ کیسا بے حد
آج کہاں ہیں نانا محمد ہائے بابا ہائے ری بابا

غم سے ماں اٹھ پھر ہم رکھتے تھے ہی چشم پرنم
ہمکو تیرے سر کی ہے بیدم ہائے بابا ہائے ری بابا
کس کو مصیبت اپنی سناؤں کس کو یہ اپنا حال دکھاؤں
پوچھو کہاں اب میں جاؤں ہائے ہائے بابا ہائے ری بابا
یکطرف کلثوم کہتی تھی ہائے قیامت ہوگئی کیسی
لٹ گئی دولت دین نبی کی ہائے ری بابا ہائے بابا

ماہ عرب تھا اور ماہ عجم تھا تجھ سے روشن یثرب و بطحا
ہائے تیرا نہیں سر پہ کیا ہے ہائے بابا ہائے ہے بابا
آج یتیم ہوگیا ویراں اٹھ گیا تجھ سا دین کا سلطان
ہوگئے ہم اب بے سر و ساماں ہائے بابا ہائے ری بابا
ایکطرف شبیر و شبر کہتے تھے رو رو کر خاک اڑا کر
دشمنوں میں ہم ہوگئے تنہا ہائے ری بابا ہائے بابا

چھاتی سے لگا رکھتے تھے تم جس کو دلاسا کیونکر نہ پچھاڑیں کھائے
مرنے سے تمہارے یہی آج عزا سا ہی مر گئے بابا
فردوس کو جاتے ہو یہاں مجھ کو نہ چھوڑو از بہر خدا
سر پیٹتے ہیں ورنہ کہو تم کہاں ہو اے ہے مر گیا بابا
پہروں ہی بیٹھے ہیں کہ سب چھوٹے کی ماتم دن میں سے
پر کیا غضب ٹوٹ پڑا سر پہ ہمارے ہم مر گئے بابا

تھا باغ رسالت کا وہ گل سرو خراماں جان چمن
دریائے ولایت کا تھا گوہر غلطاں ہے ہمیں بابا
پر زہر دیا کس نے کلیجہ ہوا ٹکڑے اے شاہ معظم
تھا کون عدو جس کو یہ سبط نبی پر ہے مرے بابا
ہم بیکسوں پر اوس کو نہیں رحم نہ آیا اے وامصیبت
گھر وادی خاک میں ملا ہائے مرے بابا

آہ کیوں کیا چھوڑ دی ناکہتے تھے چلو
آہ فی کے دولہا تو سب ہے بابا ہی بابا

نوحہ دیگر

سر پیٹ کے یوں کہنے لگے قاسم ناشاد ہے ہم مر گیا بابا
مرنے سے ترے خانہ دیں ہو گیا برباد ہے ہے مرے بابا

سایہ تراب اٹھ گیا سر پر سے ہمارے بھنوں کے وارث
کیسی کر گیا شہ سے تم ناصر بیاور مسموم برادر
ہیں دشمن کے تیر جنازے پہ ہمارے اس ظلم کو ستمگر
کرتی ہے فغاں قبر میں زہرا تری مادر مسموم برادر
پیچھے ہوئے الماس کا پانی جو پیا تھا غافل ہی رہا بس
آرام کیا قصر زمردی میں جا کر مسموم برادر

نوحہ

کلثوم فغاں کرتی تھی یوں نعش حسن پر مسموم برادر
اس تیر سے ہر رنگ کے صدقے گئی خواہر مسموم برادر
کیا زہر تھا قاتل کہ جگر ہو گیا ٹکڑے ہی طشت پہ لاکر یوں
نیلا ہی بدن سبز ہوا ہی رخ انور مسموم برادر
وہ راز کھلا آج کہ بیٹا تجھے سم تھا سو اسطے نانا
لیتے تھے سدا بوسے ترے منہ کے برابر مسموم برادر

ان ظالموں میں رہ گیا تنہا ہوا عوض نائب حیدر
دشمن نے چھری پیٹ کے آ کر بائیں سے گا تاب ہم ہے بابا
چھپیاں کھڑی تن میں پڑی پاؤں منظم اور دتی ہیں آیاں
ہم ہو گئے ہیں کس کی تشفی کروں کیونکر ہائے ہرے بابا
اب حیدری دل کہاں تاب عزیز و جدہ دیکھے یکو
جس طرح سے قاسم کے تھا نعش رو رو کے ہم سب بابا

چوروں کے ہمارو رو کے یہ شیر خدا سے کیا پوچھو صاحب
وہ سینے جو زخم سے چھلکی ہی آیا جو کہتے ہیں جسکو
زخموں سے بدن چور پیشانی پہ ٹکڑے ہی جو تھی دریا
سر اسکا پینہ تھا ہر اسکے رومال سے تھا جو کہتے ہیں جسکو
چھیدا ہوا سینہ ہمارو رو کے اسوقت ہی کیا حق کو تھی
شبیر سے اس پہ جو ادا کی ہی بچھا جو کہتے ہیں جسکو

افضال الٰہی کہ یہ رتبہ ملا اسکو در جنگ مخالف
سب پیا جام شہادت سے وہ پیاسا جو کہتے ہیں جسکو
شبیر کے دامان محبت کو نہ چھوڑا اور ہاتھ کٹائے
ہاں سچ ہی یہ تھا جو صلہ پایا لقب سید کا جو کہتے ہیں جسکو
جا کر کہا دروازہ جنت پہ یہ اس نے حیدر یہ کھڑا ہو
شبیر کے شیدائی وہ مجروح ہی آیا جو کہتے ہیں جسکو

لو حسم کہتے جسکو
سے یار رو یہ فدیہ تھا حسین ابن علی کا جو کہتے ہیں جسکو
شبیر کے ہے قدموں پہ سر اسکے کٹا یا جو کہتے ہیں جسکو
وہ تشنہ لب جنت جگر دشت بلا میں شبیر کی خاطر
مر کے سوئے حیدر کرار سدھارا جو کہتے ہیں جسکو
وہ یار وفادار تھا اور صاحب ایمان جرار رہ رحمت
عقبےٰ کے لیے دھیان میں تھی لالایا دنیا جو کہتے ہیں جسکو

سپہ شقی تھی سرو کی پیاں حسن شبیر کا
نشان علم چھوٹ گیا رنج و الم سے حیران یا حی
نور چراغ عالم پہ کیا لاشۂ تیاں سب خیمہ میں غلطاں
کال آیا تھا اسوقت وہ کس جا چشم سے حیران یا حی
سر اسکے لئے زانو پہ فرماتے تھے حضرت پیچھے سے
دل جلی ماہ فرودیں میں تھا آن کا کرم کو حیران یا حی

یا ہی جو ہوا اصغر کو شبیر کے غم سے حیران یا حی
خیمہ میں مچا غل کہ کیا بیچ غم سے حیران یا حی
فضہ نے کہا حضرت زینب سے کہ بی بی حیرت کی جا ہے
باتیں ابھی کرتا تھا گھوڑا شاہ امم کا حیران یا حی
رومال کی تھی یا کھونٹ سے کہتا تھا شاہ معصوم حیران
سر اپنا اٹھاتا تھا سم سے قدم سے حیران یا حی

آج شہ سے تھی گریبان پھاڑا پھول لنبہار
اک جو کو فرمایا کہ جا اسکو بلا لا جو کہتے ہیں جسکو
اب تاب یہیں حیدری دل کو عزیز و تجھ سے کہیا
احوال جو پوچھا ہی پیغمبر سنایا جو کہتے ہیں جسکو

نوحہ دیگر

قاتل کے پھندے میں جہاں تب بھی نہ کیا احسان
یاں گذری جو سر پر مسلم کے پسر سے
زنداں سے بچا کر نکلے تو بھی جہاں سے نکلے
جاتے تھے ہیں قضا کے گھر مسلم کے پسر ہیں
نہ ہیں یا وطن یا رستے تم نہیں پایا
[illegible] سر مسلم کے پسر سے

کس طور سے پوچھے پردیس میں یا رب ہے
بتلاؤ ذرا اکھڑ کر مسلم کے پسر سے
کس طرح نہیں مارا [illegible] ۱۹
کس طرح چھپ کے ور [illegible] مسلم کے پسر ہیں
معلوم نہیں ہوتا [illegible] نہیں ہوتا
یاں قتل ہوئے کیونکر مسلم کے پسر ہیں

بچے وہ وفا قتل [illegible] آل نبی کا حق اسکو جزا دے
والله نہایت ہی وفا کی [illegible] سے جزا دے یا [illegible]

نوحه دیگر

کیا [illegible] ستم [illegible] مسلم کے پسر ہے
بے ہوش ہے یا در مسلم کے پسر ہے

کس طور بچھڑے درد افسوس مرے دلبر
کوفہ میں رہے گھر گھر حیران مرے پیارے
کس جرم پہ مارا ہے سر تن سے اتارا ہے
مل سے لپٹ کر ہو کر نالاں مرے پیارے
کچھ بھی نہ سنی فریاد ظالم نے وہ کی بیداد
بے جرم ہوئے بے سر بیجان مرے پیارے

خاموش ہوئے الفت ہو جوش پہ اب رقت
ماتم ہے یہی گھر گھر مسلم کے پسر ہے ہے

نوحہ دیگر

روتی تھی کھڑی مادر نالاں مرے پیارے
حارث کے ہوئے کیونکر مہمان مرے پیارے

دریا پہ رہے پیاسے آخر گئے دنیا سے
ناچار لب کوثر مسلم کے پسر ہے ہے
پانی نہ ملا ٹھنڈا کھانا نہ ملا اچھا
مارے گئے غم کھا کر مسلم کے پسر ہے ہے
قبریں ہیں مسیب میں ہیں گئیں ان نعشیں
بچھی ہیں یہاں مادر مسلم کے پسر ہے ہے

ماں کو بھی پکارا تھا حارث نے جو مارا تھا
سب سے یہ کہتی مادر قربان مرے پیارے
کچھ کھانا بھی کھایا تھا آرام بھی پایا تھا
قاتل کے گئے جب گھر ناداں مرے پیارے
ظالم نے جو باندھے ہات کس طور کٹی وہ رات
روتے رہے تم شب بھر زندان مرے پیارے

خاموش ہوئے الفت تھی بچوں پہ بہت
کہتی تھی یہی رو کر ہائے مرے پیارے

نوحہ دیگر

کہتے تھے مسلم کے لال مار نہ حارث ہمیں
ہم ہیں بہت خورد سال مار نہ حارث ہمیں

روئیں گے جعفر بہت پیٹیں گے چھوٹے بہن
ہوگا بی بی کو ملال مار نہ حارث ہمیں
ہم کو ہیں سب جانتے ہم کو ہیں سب مانتے
ہم ہیں پیمبر کی آل مار نہ حارث ہمیں
شہر میں مدت سے ہم ظلم یہیں کے سہے
بڑھ گئے ہیں سر کے بال مار نہ حارث ہمیں

بھاگ گئے ہم نہیں زلف کو چھوڑا و لیمیں
دل سے تو غصہ کو ٹال مار نہ حارث ہمیں
جا سکے نہ گھر جا سکے یار کی خبر پا سکے
صدمہ سہے ہم کمال مار نہ حارث ہمیں
ہم ہیں یتیم جفا کیا ہے ہماری خطا
سہہ گئے ہی تجھ سے سوال مار نہ حارث ہمیں

ذرا تجھے دیوے گی خلق ہوں بھی لیوے گی خلق
دیکھ ہمارا جمال مار نہ حارث ہمیں
یار سے پیچھے سے صدا باپ نہ سسر پدر
کہتے ہیں آنسو نکال مار نہ حارث ہمیں
یار سے طمانچے جو ہیں حال یہ کس سے کہیں
روتا ہیں رخسار لال مار نہ حارث ہمیں

قاتلوں سے اٹھے ہیں رخت بیا ہو کفن
یار ہیں سر پر وبال مار نہ حارث ہمیں
ہم نہ کریں گے وفا بلکہ کریں گے وفا
پر وہ سنا پیچ ڈال مار نہ حارث ہمیں
ذرا کا سے طالب اگر دل میں نہ رکھو خطا
زلفیں سنا پیچ ڈال مار نہ حارث ہمیں

یا تیم پدر مرده جدا گشته ز مادر و ز خویش برادر
افتاده درین محنت و غم بے کس ندارم ازرحم نظر کن
با تشنگی و بے سر و ہم بشارت ز کس نه رود بیت
ماموریم یا ہم سر آزار ندارم ازرحم نظر کن
یا اہل و دل رسم ملاقات نکردیم بسعت تو غم
جز یاد علی ہیچ سر و کار ندارم ازرحم نظر کن

آیا ستم بے پر و بازو کس است ہم از بخشائی خدارا
از تشنگی قوت رفتار ندارم ازرحم نظر کن
آخر کہ تو داری ز قولا و فداری اولاد فداری
انسان ضعیف است بجز کار ندارم ازرحم نظر کن
تقصیر گنہ چیست کہ آخر چہ خطا رفت از ما چہ جفا
صد شکر کہ بر جرم خود اقرار ندارم ازرحم نظر کن

کیا ہے تیرا اب بیان بچوں کا کرتا فغان
کھا ہی ان کا مقال مار تہ حارث ہمیں

نوحہ دیگر

حارث بسر مالک ہے یار ندارم ازرحم نظر کن
بنگر کہ درین شہر مدد گار ندارم ازرحم نظر کن

جو قتل جو ہم دو کو کرتا ہے ستمگر حیدر بھی مقرر
احوال کہے گا دے بابا تمہیں گے ہمارا دریا کے کنارے
وہ ظالم بیدیں نہ ڈرا دل میں خدا سے افسوس صد افسوس
معصوموں کے پھر سر کو بھی تن سے اتارا دریا کے کنارے
وہ دیکھے وہاں ڈرتے تھے مظلوم پیاسے ظالم کی جفا سے
کہتے تھے کہ افسوس نہیں کوئی ہمارا دریا کے کنارے

کہتے تھے کہ بابا حیدر کو خبر ہو تو ہماری
جو خالق اکبر نہیں اب کوئی ہمارا دریا کے کنارے
کہتا تھا بڑا بھائی یہ چھوٹے کو لپٹ کر یہ ہائے جو سر
تو قتل نہ کر بھائی کو اب میرے خدارا دریا کے کنارے
تو قتل پہ ہم دونوں کے مت کس کمر ... یہاں ...
پہنچے ہے ہمکو یہ بہا خون ہمارا دریا کے کنارے

احسن چو بہ مقتل گہ خویشاں برسید آہ کشیدند
بگذار کہ بس طاقت رفتار ندارم از رحم نظر کن

نوحہ دیگر

مسلم کے جو دلبند تھے جلاد نے مارا دریا کے کنارے
بیتابی سے ان دونوں نے حیدر کو پکارا دریا کے کنارے

پہنچیں ہیں نلفیں دیکھ لے تیں اب ہم چلے چل
ہاتھوں سے ان کے چھوڑ دے بازو ہمارے کھولدے
شانوں سے اب تو درد سے حارث ہمارے دم چلے
پہنچوں میں رسی باندھ کے بازو ہمارے کھولدے
اس وقت تیرا اسم روح پیمبر کی قسم
پھر نہایت شاق ہے بازو ہمارے کھولدے

الغرض یہ بیان کرتے تھے دو اور وہ تو فریاد و بکا ہی
ہم دونو یتیموں کو ہے بے جرم مارا دریا کے کنارے

نوحہ دیگر

مسلم کے جائے کہتے تھے بازو ہمارے کھولدے
حارث خدا کے واسطے بازو ہمارے کھولدے

جب قتل کیا ظالم نے پسران کو بیتی نہر کنارے
کرتے تھے وہ تب ہونٹ اپنے پانی کا اشارہ دریا کے کنارے
دریا پہ ہوئے قتل جو وہ دو گل اندام بن ظلم و ستم
اک نعرہ وہاں روح نے مسلم کی بھی مارا دریا کے کنارے
آتی تھی یہ آواز کے میرے پیارو تم کو نہیں مارا
یہ مسلم مظلوم دوبارہ گیا مارا دریا کے کنارے

نکل پڑیں رخساروں پہ دونوں ہی لب تک بھر
کہتے تھے وہ بابا کی بچوں کے سر کٹتے ہیں
بازوؤں سے گئے پاس سے گئے ہوش
جاتے ہیں وہ دونوں بھی بچوں کے سر کٹتے ہیں
تیغ الم اس پاس چھپا دلوں میں مر اس
ہائے بابا بی بی بچوں کے سر کٹتے ہیں

نوحہ

دھوم ہے کوفہ میں مچی بچوں کے سر کٹتے ہیں
روتی ہے روح نبی بچوں کے سر کٹتے ہیں
دونوں ہیں کم سن کمال دونوں ہیں ماں کے لال
صورتیں ہیں چاند سی بچوں کے سر کٹتے ہیں
زلفوں کو بیدردی سے پکڑ کے ہو سر کھینچ کر
لیگیا حارث شقی بچوں کے سر کٹتے ہیں

پردیسی بچے پیاسے ہم جا سکیں گے بھاگ کر
یہ شک ہے بیکار ہے بازو ہمارے کھول دے
اے کوفہ والو ہے کوئی جوار پہ روح نبی
اس سے سفارش یہ کرے بازو ہمارے کھول دے
سنتا تھا کب حارث لعیں وہ دونوں بچے ناز میں
رو رو کے کہتے تھک گئے بازو ہمارے کھول دے

ہماری لو خبر جلدی کہ ہم ہیں خلد کو راہی
کھڑے ہیں ہم دونوں ہیں منتظر محمد اور ابراہیم
تمہارے فضل سے شاہا ہمیں ہے مدعا آشنا
لیں ہم باپ سے جا کر محمد اور ابراہیم
ہمارے باپ کو مارا کیا ہے ہمکو آوارہ
کھڑے ہیں ہم بیٹے تھر تھر محمد اور ابراہیم

نوحہ دیگر

موئے جب دونو دریا پر محمد اور ابراہیم
یہی کہتے تھے رو رو کر محمد اور ابراہیم
صبا کہیو یہ مسلم سے کہ ہم تیرے موئے فرزند
گئے دونوں ہیں ہم سر محمد اور ابراہیم

ہائے وہ ان کا مقتل ہم ہیں پیمبر کی آل
یارو بتا دو کوئی بچوں سے کہتے ہیں
خوف سے وہ چہرہ زرد دیکھ ہیں ہائے درد
بات ہے کیا ظالم کی بچوں کے سر کٹتے ہیں
تھام تیغ اب قاتل ہوا پامال غم
ظلم یہ ستمگری بچوں سے کہتے ہیں

تلوار لگا مارے حارث جو شقی انکو وا حسرت و دردا
بیتاب ہوا اسوقت محمد کو پکارے وہ طفل مسافر
وہ بولے کہ حارث شقی یہاں ماں بھی نہیں ہے ہم دونوں یتیم ہیں
کس طرح کٹی کشمکش میں ہیں ہم دونوں بچارے دو طفل مسافر
اک بوند نہیں پانی کی سینے کو دیا پیاسے ہیں بیٹے
ہم سوکھتے ہیں بہتوں کرتے ہیں ستائے دو طفل مسافر

عطا کہتے تھے رو رو کے عجب تھا ظلم والا انپر
ہوئے وہ قتل دو دلبر محمد اور ابراہیم

نوحہ دیگر

کس بیکسی سے بیٹھے تھے دریا کے کنارے دو طفل مسافر
عریاں بدن روتے تھے گلے گردنوں کو ملائے دو طفل مسافر

پکڑ لایا ہے اک ملعون یہاں بہانا ہی ہمارا خون
ہمیں کہتا ہے بد اختر محمد اور ابراہیم
نہیں اب مار ڈالوں گا تو جا خلعت میں پاؤں گا
ملیگا مال اور زیور محمد اور ابراہیم
نہیں یہ مانتا شاہا ہماری منتیں اس جا
ملیں گے تجھ سے در محشر محمد اور ابراہیم

احسان نہ حجت جو امت کے تھے دو وہ بھی شاہ کی جانی
جنت کے عوض ہو گئے بھیگے سر سے صارے وہ طفل مسافر

نوحہ دیگر

تیسری کو جو شبیر آئے کربلا میں
کیا لکھوں رنج کیا کیا اٹھائے کربلا میں

خلقت جو کنارے پہ کھڑی تھی لگی کہنے تماشا دیکھ کر
پانی پہ برستے ہوئے سینے میں کیا پاؤں پسار کے وہ طفل مسافر
مسلم کی کیا بیوہ نے سر پیٹ کے اپنا شبیر کے آگے
تعبیر ہوئے گور میں ہیں کے راج دلار وہ طفل مسافر
حق نے جو تجھے چاند کی مانند درخشاں سب کہتے تھے گھر کو
اللہ یہی نور الٰہی کے تھے تارے وہ طفل مسافر

مسلم کے تھا خادم یہ پسر شاہ رسل ہیں کیا جرم شہ
تلوار سے ہیں قتل کئے بے کس و بے ہمت کے وہ طفل مسافر
سر تن سے جو ہی کاٹ کے تن پانی میں پھینک دیا ظالم نے اور بھی
سب لکھے ہیں کہ دو پیارے جانیں بچا کے وہ طفل مسافر
شبیر کے لشکر میں خبر یہ آئی جب قتل کی پہنچی
گھر رو کے کہا بس یہ سب گھر کو گھٹا کے وہ طفل مسافر

نوحہ حضرت قاسم علیہ السلام

یوں لاشہ قاسم پہ پکارتے تھے اکبر ای جان برادر
پامال ہوا گھوڑوں سے یہ تن اطہر سجاد برادر
یاد آتا ہے اس سن میں عجب اوکی طرح سے ای قوت بازو
وہ جھوم کے چلنا ترا تلوار پکڑ کے ای جان برادر

کی یہ مہماں کی مہمانی رو کا پانی
جان زہرا پہ ظلم آزمانے کربلا میں
بیٹھی آرام سے فوج ناری آہ ساری
روح زہرا کی کھڑی خاک اڑانے کربلا میں
سنے زینب کیا لکھوں حال سر و پیٹ کر
سر پہ مٹی سے اپنے لگانے کربلا میں

جبکہ دریا پہ خیمہ لگایا شمر آیا
کیا ہی شمر اس شقی نے اٹھائے کربلا میں
تیر سے نیزے سے فرمایا بڑھ کر کے ستمگر
بن بلائے نہیں تیرے آئے کربلا میں
کس نے مہماں کو گھر میں بلایا اور ستایا
نہیں لازم نہیں تو ستانے کربلا میں

در حسرت و بکا

زینب نے کہا بھائی سے جب مر گئے پیاسے
تم نعش نہ لاؤ
مارے گئے مارے گئے سب صید تو تمہارے
تم نعش نہ لاؤ
ڈیوڑھی پہ کھڑے روتے ہو تم پاس ادب سے اکبر کی تو کیا کہ
یا حسرت نہیں ساتھ کسی بھائی کا یا پاس ہمارے
تم نعش نہ لاؤ

اصغر بھی جوان ہوتے تو وہ تم سے زیادہ کرتے نہ اطاعت
جو امر کیا پوچھ کے قربان ہوں تیرے اے جان برادر
کیا ان سے کہوں پوچھیں جو بچے جان جو تمکو شرم آتی ہے مجھکو
رخصت کو بھی جا سکتے نہیں خیمہ کے اندر یا جان برادر
اس شخص کی بخشش کا رہے آپ کو بھی دھیان حشر کو بھائی
سید جو ازل سے ہی غلام علی اکبر اے جان برادر

کیا اس سے تھا تم میں کہ جب دیکھنے والے کہتے تھے اکبر
دو قالب و اک جان ہیں قاسم و اکبر اے جان برادر
اس لئے یہ تنہا سوئے فردوس سدھارے بیٹھا ہوں نہیں تم بن
دم بھر کی یہاں زیست ہے اب موت سے بدتر اے جان برادر
ہم بطن بھی بھائی کبھی ایسے نہیں دیکھے جو عشق تھا ہم میں
میں آپکا عاشق تھا وہ آپ بھی مجھ پر اے جان برادر

اب پیاس میں اس دھوپ میں گر غش نہ آیا تن بچے اٹھیں
سب ہیں کہ یہ ہیں دیکھیں کبھی تو پکارے تم نعش نہ لاؤ
کیا جھوں نہیں آ کر میں چھپے سب غش میں گی پڑے
اس غش میں بھی کرتی تھی وہ ہونٹوں سے اشارہ تم نعش نہ لاؤ

دیگر

جو دیکھے وہ پچھتائے تم ہو شہ والا یہ الٰہی کہ پھر کیا
واری گئی اب وہ ہمارے نہ تمہارے تم نعش نہ لاؤ
پوچھیں بھی یہ دھوپ میں مر جاؤ گے تم خیمہ میں آؤ
اٹھتے ہیں قدم سینے سے آتش کو شرارے تم نعش نہ لاؤ
منظور ہے گر دیکھنا پر ماتمیں دنیا مجھ کو نہیں لینا
مرتی ہوں خدا جانے کس سے کہا تم نعش نہ لاؤ

صدقہ کروا ہو گئی اماں یہ حق کیا تم کو قلق ہے
اب صبر سے نہیں نانی کہیں دو دنیا سے تم نعش نہ لاؤ
تم کس لئے غم کھاؤ کہ نعش ہیں بیٹے ہیں دو برادر
پاؤں یہ میدان میں اب تنہا رہو تم نعش نہ لاؤ
دھیان اب نہیں لوٹی گئی میری کمائی کیا پیچ سے بھائی
ہیں نعش مرے بابا کے چھوڑ دو لئے آتا ہیں تم نعش نہ لاؤ

ماری گئے بن بیاہی مجھے بیاہ نہ دیکھا ارمان نہ نکلا
باندھونگی میں سہرا نہ کبھی جا کے تمہارے اے عون و محمد
ماں واری ہو ماں کے نہ ہوئی آخری حسرت یہ سخت بپتا
فردوس میں نانی ہیں تابوت سنوارے لے عون و محمد
گودی میں تو لوگوں سے رکھتی تھی رو رو پیار آتا ہے مجھکو
ان چھوٹی سی لاشوں پہ تو مجھکو کوئی واری اے عون و محمد

زخموں میں تو پیکان ہیں اور خون میں غلطاں ہیں کیا ارس ری
کس طرح سے ماں خون بھرے کر تو نکو اٹھائے اے عون و محمد
ان چاند سی شکلوں پہ انہیں رحم نہ آیا یہ حال بنایا
تلواریں لگائی ہیں بہت تن پہ ننگے عون و محمد
اب کسکی رکھوں آس کہ تم کر گئے بیکس مادر کو بھی یاس
سب خاک میں اب مل گئے ارمان ہمارے عون و محمد

چلاتی تھی زینب کہ مرے جانی پیارے اے عون و محمد
تم صدقے ہوئے ماموں کے میں صدقے تمہارے اے عون و محمد
دریا پہ تمہیں خون میں نہلا دیا جانی ہاتھ آیا نہ پانی
بچتا تھا تمہیں دودھ تو کوثر پہ سہارا اے عون و محمد
تلوار دنئی کیا زخم لگے جسم پہ کاری کیا پیٹ سے چھوڑی
ماموں کے بھی پہلو میں بھرے خون میں سوئے اے عون و محمد

بھی بچا ذرا نہ تنہا وطن کو چھوڑ میری جلو میں بھی اٹھو
جسطرح سب کو بچا لیے آئی میرے نندیا بالو اٹھو رے
میرا چھانا وطن ہوگیا اکیلا کیوں فاطمہ سے میں جا کر
پوچھی گی کیا سے بچا باپ بھائی میرے نندیا کو بالو اٹھو رے
پیارے دیکھو تو غم میں تمہاری سر پر چادر نہیں ہمارے ہے
کالی کفنی ہے ہم نے رنگائی میری نندیا بالو اٹھو رے

اٹھو زینب کے پیار کرتی ہوں دل تڑپتا ہے چھاتی لگاؤں
جان میری لبوں پہ آئی میرے نندیا کے بالو اٹھو رے
پھر پیچھے بندھے تھے رسن میں زینب بھی میں نے دیکھی
دیکھو زخمی ہے میری کلائی میری نندیا کو بالو اٹھو رے
پشت پر زخم نیزہ کے کھائے صد سے زیادہ او تھا
آئی ہوں کیسے حال تباہی میرے نندیا کے بالو اٹھو رے

کہ درد یہ بیان کرتے ہی غش ہو گئی زینب جب جاگی تب
سب لوگ چلاتے ہیں پیارے کو تمہارے عون و محمد

نوحہ دیگر

کبھی زینب مقتل میں آئی میری نندیا بالو اٹھو رے
آئی زینب فلک کی ستائی میری نندیا بالو اٹھو رے

افسوس کہ تقدیر سے کس وقت میں آیا پانی بھی نہ پایا
ہمشیر کو دعوت کا تری کیا کروں ساماں اے حرم کے مہماں
نادار ہوں محتاج ہوں اور بھوکا پیاسا افسوس کروں کیا
تقدیر سے دل کا نہ نکالے مرے ارماں اے حرم کے مہماں
مایوس نہ ہو رحمت اللہ سے بھلی ہے حق کی خدائی
غفاری ستاری کی ہے بڑی شان اے حرم کے مہماں

کیا کہوں اے مومنین اب وہ حالت کربلا میں بھی قیامت بپا تھی
کبھی جب آئی زہرا کی جائی میری نندیا کے بابا آؤ ادھر سے

نوحہ دیگر

فرماتے تھے دلجوئی سے یوں شاہ شہیداں اے حرم کے مہماں
راضی ہو خدا تجھ سے وہ بخشے تجھے ایماں اے حرم کے مہماں

کیسے ارمانوں سے تجھ کو پالا میری تقدیر کا یہ لکھا ہے
بازاروں میں ہائے کہاں تو میری نندیا کے بابا آؤ ادھر سے
نعش پہ شاہ دیں کی لپٹ کر بھائی بھائی کی کہکر رو رو کر
جب آئی صدا لب پہ لائی میری نندیا کے بابا آؤ ادھر سے
آگ سینہ میں میرے لگی ہے کیا کہوں تجھ پہ جو کچھ بنی ہے
پھرتی ہوں چار سو بلبلائی میری نندیا کے بابا آؤ ادھر سے

جو حق وفا تھا وہ ادا ہو گیا مجھ سے
تو جان ہی بہتر ہے تو ہو شاد عزیزاں اے حرم کے مہماں
آتے ہی مرے پاس کچھ آرام نہ پایا یہ داغ دکھایا
کیا کیا نہ مرے دل سے ہی دلیں ہی ارماں اے حرم کے مہماں
تو نے جو رہ راست پہ سر کو کٹایا اور ترک کی دنیا
آراستہ ہے تیرے لیے روضۂ رضواں اے حرم کے مہماں

نوحہ دیگر

روتے ہوئے ہیں نقش پہ اے شہ ذیشاں ہے سب پہ نمایاں
دعوت کا تری ہائے نہ کچھ ہو سکا ساماں اے حرم کے مہماں
اللہ نے جلوہ جو تمہیں حق کا دکھایا پھر چین نہ پایا
آخر کو وطن چھوڑ کے ہی دی جاں اے حرم کے مہماں

گذری ہوئی تقصیر کا اب فکر نہ کر تو کچھ فکر نہ کر تو
اللہ کا ہر وقت خطا وار ہے انساں اے حرم کے مہماں
رومال ہے کیوں ہاتھ میں باندھے ہوئے تو
شرمندہ ہیں ہم تجھ سے اتنا نہ کرو ہم سے پریشاں اے حرم کے مہماں
احسن کہوں کیا حال کہ عشق حرم تھا طاری اور جو تھی جاری
ہر چند کہ لاچاری سے شہ کہتے تھے مہماں اے حرم کے مہماں

دنیا میں پیاسا ہی رہا راہِ رضا پر اور صابر و شاکر
اب ساقیِ کوثر ہیں لئے حوری و غلماں ہے حرم جہاں

فوراً ہوئے گم قوم جفا کار سے باہر حبیبِ حق ہوا ظاہر
تم جیسے کہاں سے تھیں اللہ سلماں اے حرم تمہاں

خاموش عجب حشر بپا تھا دمِ رخصت رقت تھی نہ شدت
آخر کو کہا شاہ نے اللہ نگہباں اے حرم سے ہاتھاں

نوحہ

شہ دیں ہوئے گویا در خیمہ پہ بصد یاس کہ گئے عباس
اب لوٹ گئی میری کمر قطع ہوئی آس کہ گئے عباس

بس ہو چکی اب زیست رہ چارہ ہوئی بند و تمہ لینا
سقائی تری آئی نہ بھائی کو مرے راس کہ گئے عباس

غربال ہوا تیروں سے اس شیر کا سینہ اور مشک سکینہ
حسرت رہی دل میں کہ بجھائی نہ گئی پیاس کہ گئے عباس

پیاسا تھا سیراب ہو وہ نہر پہ جا کر چپیں اٹھا کر
پھر چھلکے پانی جو دیا آئی میری پیاس کہ گئے عباس

یہ جوش صداقت تھا یہ ایمان کا اثر تھا اللہ کا ڈر تھا
ہمدرد اسے کہتے ہیں یہ صدق کا ہے پاس کہ گئے عباس

نوحہ دوم

کٹ گئے تجھ سے سر دریاں ہائے برادر جواں
مر گئے تم میری جاں ہائے برادر جواں

اُسکے مرے عباس آہ کر گئے مجھ کو تباہ
روح مری اور جاں ہائے برادر جواں

مر گئے میں تیرے ہاں ہو گیا ہوں نیم جاں
پشت ہوئی غم سے کماں ہائے برادر جواں

دل کو دل سے راحت تھی دم کو دم سے الفت تھی
واہ کیا محبت تھی میرے بے ریا بھائی

یاد جب تو آتا ہے منہ سے یہی نکلتا ہے
بخشے تجھ کو رحمت سے اپنی کبریا بھائی

نوحہ دیگر

میرے با ادب بھائی میرے با حیا بھائی
زور بازوے سرور صاحب وفا بھائی

آہ کیا لیاقت تھی واہ کیا سخاوت تھی
ہائے کیا وجاہت تھی میرے مہ لقا بھائی

کیف زندگی کیا لطف حیات کیا رہا
تجھ سا جواں جو مر گیا میرے دلربا بھائی

نہر پہ بھی ہم گئے ہائے نہ لب تر کئے
خشک ہے منہ میں زباں ہائے برادر جواں
لاکھوں سے رن میں لڑے پیچھے نہ مطلق ہٹا
واہ مرے سورماں ہائے برادر جواں
کیوں نہیں تم بولتے کیوں نہیں لب کھولتے
کیا نہیں ہلتی زباں ہائے برادر جواں
کیا ہو تحریر اب رقم حالت شاہ امم
کہتے تھے ہر ایک ان ہائے برادر جواں

نوحہ دیگر

کہتی تھی سکینہ مرے عمو کو بلا دو اچھے مرے بابا
مرجاؤں گی میں شکل مجھے ان کی دکھا دو اچھے مرے بابا
بابا یہ کہو مجھ سے میں پیاری تھی تری واری کیوں مجھ سے خفا ہو
جو میری ہو تقصیر وہ سب دل سے بھلا دو اچھے مرے بابا
بابا مرے عمو سے یہ کہدو کہ تم آؤ میں پیاسی رہونگی
بابا ذرا خدا کے لیے پانی کو بہا دو اچھے مرے بابا
تم کہدو کہ مجھ سے ہوئی تقصیر چچا جان جو پانی کو بھیجا
اب اس کے عوض چاہو جو کچھ مجھ کو سزا دو اچھے مرے بابا

تو میں صدقے گئی آپ یہ کیا بن گئی
حال ہے کیا آپ کا مشک مری کیا ہوئی
جنگ ہوئی نہر پر خوں میں ہوئے تر بہ تر
میں بھی سنوں تو ذرا مشک مری کیا ہوئی
پانی نہ پایا تو کیا یہ بھی تھا حکم خدا
منہ سے بولو ذرا مشک مری کیا ہوئی

دختر شہ نے کہا مشک مری کیا ہوئی
اچھے چچا میں فدا مشک مری کیا ہوئی
وعدہ جو تم نے کیا پانی کے پلوانے کا
ہو نہ سکا وہ وفا مشک مری کیا ہوئی
شانے یہ کیوں کٹ گئے زخمی ہو کیوں سر سے
سر کا علم کیا ہوا مشک مری کیا ہوئی

یہ سن کر وہ ستم دیدہ سے کہاں اشک کی ہوئی اور غش آتا
ہم سید چچا سمجھے اب بس چھڑا دو پیچھے بابا
آشفتہ یہ کہتی رہی رو رو کے سکینہ جب تک تھی سرور
پھر ایک دفعہ تم سے عمو کو بلا دو پیچھے بابا

نوحہ دیگر

پانی نہ پیا سوچ کے یہ پیاسا ہے بھائی
قربان وفا کے تری ہو جائے برادر

پیاں چھد گئی مشک اور وہاں آس لگائے
بیٹھی ہے بھتیجی تری سقائے برادر

دل سوزی سے اب کون پھریرا علم کے
اس صحن میں سر پر مرے پھیلائے برادر

نوحہ

چھو جائے برادر شیدائے برادر
عباس کہاں سے تمہیں لے آئے برادر

ٹوٹا گیا شبیر وہائی ہے خدا کی
اب سینہ کمر ٹوٹ گیا ہائے برادر

اے کودکے پیارے یہ تاسف کا محل ہے
میں زندہ رہوں برچھیاں تم کھائے برادر

اب نہ پوچھو چچا تجھ سے برائے خدا
اب نہ کہو گی چچا مشک مری کیا ہوئی

حال تو پوچھو خیر سے صدقے گئی خیر ہے
کیجیے تو پوچھ کیا ہوا مشک مری کیا ہوئی

اسپر تھیں جب کہا مر گیا میرا چچا
پھر نہ یہ منہ سے کہا مشک مری کیا ہوئی

بولو نہ کرنا قبول ہم سے نہ قصہ کو طول
کھاتے ہو کیوں مفت گھاؤ پانی سے بازآئی ہیں
روز کہیں گی بچی تیرے سبب ہیں لٹی
طعنوں سے ہم کو بچاؤ پانی سے بازآئی ہیں
میری بہو ہوگی کہ دو جان وہی تم نے اگر
کون اٹھائیگا چاؤ پانی سے بازآئی ہیں

نوحہ

بس سکینہ پھر آؤ پانی سے بازآئی ہیں
عمو نہ تلواریں کھاؤ پانی سے بازآئی ہیں
اچھے پدر میں نثار چلتے ہیں عمو پہ وار
جلد انھیں لینے جاؤ پانی سے بازآئی ہیں
کہتا یہ کہتی ہے بات جو کہ سکتے تھے سے بات
عمو مجھے منہ دکھاؤ پانی سے بازآئی ہیں

اب کوئی باقی رہا ایسا کہ پس از مرگ
لاشہ مرا مقتل سے وہ اٹھا لائے برادر
ہم ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں کہ ہا ہو
کون ہاتھ پکڑ کر مرا لے جائے برادر
میداں میں یتیں رونے لگے اہل حجاب
سر پیٹ کے جب شہ نے کہا ہائے برادر

بھیجا تھا سکینہ نے نہیں نہر پہ بھائی یہ تو نہ کہا تھا
افسوس کہ تم ہو گئے کوثر ہی کے عازم ماہ بنی ہاشم
روتی ہے سکینہ کہ چچا جان کہاں ہیں جلد آؤ ہمارا و
کہہ دو کہ نہیں دیر لگانی نہیں لازم ماہ بنی ہاشم
کس سمت میں کس ابر میں چھپ کر یہ بتا دو دکھلا نہیں تو
برساتا ہوں میں آنکھوں سے خون بیٹھے ظالم ماہ بنی ہاشم

نوحہ

تشنہ گئے تھے یوں لاشہ عباس علم ماہ بنی ہاشم
پانی نہ ملا پیاسے گئے خلد کے عازم ماہ بنی ہاشم
کون آ کے بچائے گا ہمیں کون ہمارا جز خالق اکبر
اکبر ہے نہ اصغر ہے نہ جعفر ہے نہ قاسم ماہ بنی ہاشم
میرا بھی نہیں بھیا چھوڑ گئے تم تو لب نہر جا کر سیا
پیاسا ہی پیاسے گئے تو نکلے آئی ہیں یہ ظالم ماہ بنی ہاشم

جان ابھی بے جل جائیگی تشنہ کی شکل
دیکھو قیامت نہ لاؤ پانی سے باز آئی ہیں
فوج سے ملو او صبر رنج نے بھی او دھر
گھیرا ہے اکبر چھڑا او پانی سے باز آئی ہیں
شان ہیبت کٹ کے واں مر گیا وہ نوجوان
اور یہاں غل تھا آؤ پانی سے باز آئی ہیں

پیاسے لب دریا مر گیا کیا نہ صدمے و دکھ سہے
شانے کٹے سینہ چھدا یارب تری فریاد ہے
دریا کو بس تکتی ہوئی پیاسی کی پیاسی رہ گئی
اور مر گیا عمو مرا یارب تری فریاد ہے
فوج شقی سے اک قلم بازو کٹے دونوں قلم
مارا ہے بے جرم و خطا یارب تری فریاد ہے

اسوقت زوال مہ و خورشید تھا حسن کی ہمشکل تھی جو ہم
بچھڑ کے ساتھ بھتیجے ہمیں لو یہ لازم ہاوی ماتم

نوحہ دیگر

رو کر سکینہ نے کہا یارب تری فریاد ہے
مارے گئے میرے چچا یارب تری فریاد ہے

جنگل کی ہوا بھائی کہ دریا کی ترائی کچھ بولو بھائی
کیوں بھائی سے نفرت ہوئی دو روز کے صنم ہاوی ماتم
کس بات پہ کاٹے گئے شانے نہیں معلوم ہاوی قوت بازو
بیہمات تھے کس دین کے کس قوم کے ظالم ہاوی ماتم
بھائی یہ کیا ہائے کہ مارا تجھے پیاسا اس دشت بلا میں
بلوا کے وفا سے نہ رہے عہد پہ قائم ہاوی ماتم

احسن کو عاشق جین ہو نہیں غمِ حسین ہو
رہتا ہو وہ بیمار سا یارب تری فریاد ہے

نوحہ دیگر

لوٹی عباس پہ شور ہوا ہے ہائے ہائے
دیکھا بھائی کو خون میں نہائے ہائے ہائے

جاسے تیغ ان کو شاہ دیں لگی میں آ کے تیغ بھی
ہائے یہ غضب کیا خانہ یارب تری فریاد ہے
پانی نہ پی سکے برسے بہ گیا خون دل شیر خدا
ہے ہے غضب یہ کیا ہوا یارب تری فریاد ہے
مجھ سی نہ خالق کوئی اس عمر میں بن باپ کی
مجھ سی نہیں ہو غم اٹھا یارب تری فریاد ہے

بیٹی جدائی اپنا اگر جانے نبی کی اے
پیاسی ہی کر جائی قضا یارب تری فریاد ہے
ہو گی سکینہ شمر سے کس طرح سے کر کی جیب بھی
پر چادری سقائی کا یارب تری فریاد ہے
ہیں علی و مصطفیٰ کرتی ہوں بین یہ اب بھی
پیسے بچا کے چلا یارب تری فریاد ہے

تم تو شانے کٹا کر سدھارے سوئے جنت
تشنگی کون میری بجھائے ہائے ہائے
صدقے ہو جائے تم پر سکینہ میری خاطر
زخم تیروں کے سینہ پہ کھائے ہائے ہائے
کیا وفا ہے کہ دریا پہ جا کر وا دریغا
پانی تم اپنے لب تک نہ لائے ہائے ہائے

گھر میں آ کر کہا شہ نے رو رو کے سکینہ
تیر سے سقے نے بازو کٹائے ہائے ہائے
سن کے بولی سکینہ کہ ہے ہے میرے عمو
نہر پر جا کے پھر کے نہ آئے ہائے ہائے
جان میری چلی تشنگی سے تم سدھارے
مشک میری نہ تم بھر کے لائے ہائے ہائے

سر پیٹ کے بھائی کے لاشے سے سرور اور بولے
کیسے صدمے فلک نے دکھائے ہائے ہائے
تجھ سے تھی میرے بازو میں قوت دل میں طاقت
چھٹ گئے ہم تجھ سے بیکس کہائے ہائے ہائے
تم سپر میری ہوتے تھے ہر دم میرے ہمدم
فوج اعدا سے کون اب بچائے ہائے ہائے

آج ہی گردن مری تن سے اتر جائے گی
اس لئے یوں بلکتی مردہ اٹھا لو مرا
گھوڑوں کی ٹاپوں سے یاں بھائی مری ہڈیاں
روندی یہ پھر جائیں گی مردہ اٹھا لو مرا
غم تو اور اکبر مرا اور یہ زمین الجب
دوش بدوش اسکے اخی مردہ اٹھا لو مرا

داغ تو دو اپنا اب آپ ہیں ہم جاں بلب
مان لو منت مری مردہ اٹھا لو مرا
کام تمہارے لئے پیچھے بہت ہیں مرے
کام کی ہے یہ گھڑی مردہ اٹھا لو مرا
بعد میرے مرنے کے دفن جو مجھ کو کرے
اور نہیں ہے کوئی مردہ اٹھا لو مرا

تو بھی اشرف اب آہ و فغاں کر پیٹ سر
ہائے عباس حیدر کے جانی ہائے ہائے

نوحہ دیگر

کہتے تھے شہ سے اخی مردہ اٹھا لو مرا
مرنے نہ جاؤ ابھی مردہ اٹھا لو مرا

یوں آ کے چچی جان کے پاس شرم کے مارے
گردن مری جھکوائی چچا جان پھر آؤ
اب تم کو خدا لائے مگر بھیجنے کی پھر
آگے کو قسم کھائی چچا جان پھر آؤ
جانے نہ دیے اور ادھر آپ کے بابا یہ ہمارے
ہے عالم تنہائی چچا جان پھر آؤ

ناداں یہ چلائی چچا جان پھر آؤ
میں پانی سے باز آئی چچا جان پھر آؤ
میں نے تمہیں پانی کے لیے بھیجا تھا اور واں
کیوں جنگ پہ ٹھہرائی چچا جان پھر آؤ
ذکر آیا نہ اس وقت رنڈاپے کا چچی کے
اب بھیج کے پچھتائی چچا جان پھر آؤ

دشمنوں کے پوسے میں زینب و کلثوم ہیں
ان کی کرو وارثی مردہ اٹھاؤ مرا
ہاتھ کو باندھے ہوئے وہ تو یتیمیں روتے تھے
کہتے تھے شہ ہر گھڑی مردہ اٹھاؤ مرا

نوحہ دیگر

سینہ سے چلتا ہے دم ہے نکلتا مرا
دل سے اٹھتا ہے دھواں میرا بہشتی کہاں
چھٹتے سے اب پیاس سے حد سے سوا پیاس ہے
بس تجھے کس سے بیاں میرا بہشتی کہاں
پیاس سے ضعف آتا ہے سینہ پھٹا جاتا ہے
غیر ہے حالت یہاں مرا بہشتی کہاں

کرتی تھی ناتواں بیاں میرا بہشتی کہاں
مرتی سکینہ ہے یاں میرا بہشتی کہاں
نہر پہ جاؤ کوئی ڈھونڈ کے لاؤ کوئی
پیاس سے ہوں نیم جاں میرا بہشتی کہاں
کچھ نہیں ملتی خبر کیوں ہوئی دیر اس قدر
جلد کوئی دو نشاں میرا بہشتی کہاں

دل پر شہ مظلوم کے اس وقت سے اب تک
ہے غم کی گھٹا چھائی چچا جان پھر آؤ
عباس کب آتے تھے پیش رو رو کے کہا تھا
چلائی وہ دکھیاری چچا جان پھر آؤ

نوحہ دیگر

حال سکینہ بیاں تجھ سے ہم کیونکر کریں
ورد تھا یہ ہر زباں میرا بہشتی کہاں

نوحہ دیگر

لاشہ پہ سکینہ یہ کہتی ہوئی آئی ہے عمو
پانی کے لیے تم نے اذیت یہ اٹھائی ہے عمو

پھر یہاں آوے گی پانی نہ منگواؤ نگی
ہوتی ہوں کوثر رواں میرا بہشتی کہاں
ضعف سے غش آتا ہے دل بھی بجھا جاتا ہے
تیرہ ہے سارا جہاں میرا بہشتی کہاں
پیاسی ہوں دو دن سے میں موت کے آثار ہیں
لوگے مجھے دو نشاں میرا بہشتی کہاں

پیاس سے منہ بند ہے سارا بدن سرد ہے
سوکھ گئی ہے زباں میرا بہشتی کہاں
حلق میں کانٹے پڑے صدمے ہیں دل پر پڑے
لب پہ اب آئی ہے جاں میرا بہشتی کہاں
پانی پلادو کوئی پیاس بجھا دو کوئی
دم کی نہیں ہے اماں میرا بہشتی کہاں

اب کون اٹھائیگا علم باپ کا سے پشت اس دو بلا میں
سقے تھے سکینہ کے علمدار ہے اب اور نہ بھائی ہے ہم مرے غم سوں

بازو ہیں پڑے کہیں گئے تیغ ستم سے ہے بازو کے شیر
یہ دست ید اللہ کے ہے ضرب لگائی ہے ہم مرے غم سوں

ہم مر گئے ہیں بیکسی کی ہوئی پیاسی پانی کو ترستی
اور اپنی پیاسی آپ کے شہ پہ بجھائی ہے ہم مرے غم سوں

اب کس سے کہوں گی کہ پیاسی ہوں چچا جان لا دو مجھے پانی
دلسوز کوئی ایسا نہیں دیتا دکھائی ہے ہم مرے غم سوں

افسوس بتایا مجھے تیرو نشان نہ اور جان سے مارا
یہ چاند سی صورت تری ہے خون میں نہائی ہے ہم مرے غم سوں

دریا سے نہ لائے دیا اک پانی کا قطرہ یہ سہانت کی
میں پیاسی رہی جان ہاں تم نے گنوائی ہے ہم مرے غم سوں

بازو بھی ہوئے دو لاچار کٹے بدن تن ہو گیا ٹکڑے
یہ کیسی تری شکل بھین نے بنائی ہے ہم مرے غم سوں

پانی کے لئے ہائے تجھے جان مارا دریا کے کنارے
بھی پیاسی گئے تیرے انھیں شرم نہ آئی ہے ہم مرے غم سوں

گر جاتی ہیں تم کو وہاں قتل کریں گے یہ جانے نہ دیتی
سقائی مری نا تمہیں راس نہ آئی ہے ہم مرے غم سوں

اے حیدری اب آگے بیاں کیا کروں اسکا بھر آتی ہے چھاتی
جس طرح سے کہتی تھی وہ شبیر کی جائی ہے درد عمو

نوحہ دیگر

شبیر نے فرمایا دلاور مرے بھائی عباس علم دار
کیا خوب لڑے چھین لی دریا کی ترائی عباس علم دار

جنگ احد و بدر کا سامان دکھا کر تم خلد سدھارے
یاں مجھ پہ اب لشکر اعدا کی چڑھائی عباس علمدار
کیا نام وفاداری میں تم کر گئے واللہ ابن ید اللہ
پانی نہ پیا یاد مری پیاس جو آئی عباس علمدار
بیدست ہوئے نہر پہ تم ابن ید اللہ حسرت و دردا
افسوس لی نہر یہ پایا کی کمائی عباس علم دار

اب میری کمر ٹوٹ گئی آکے سنبھالو وقت بازو
اے عاشق جانباز حق کے فدائی عباس علمدار
تم ہم سے جدا ہوگئے ہیں وہ شب بلا میں فوج صد افسوس
برچھی کی انی سینہ پہ کھا کر گئے بھی بھائی عباس علمدار
اب بچھڑ گیا ہے مجھ سے کہو نہیں ملتا میں کیا کروں بولو
گھوڑا اٹھ گیا جنگل میں کہیں لے گیا بھائی عباس علمدار

اشرف کی تمنا ہے کہ دی ہاتھ سے اپنے کوثر کا مجھے جام
فرزند علی حضرت شبیر کا بھائی عباس علمدار

نوحہ حضرت علی اکبر علیہ السلام

بانو نے کہا رو کر ناشاد علی اکبر
آئے ہو مجھے کھو کر ناشاد علی اکبر

ہمسر کی نہ دیکھی شان ہے ہے مرے پر ارمان
حسرت ہی گئے لے کر ناشاد علی اکبر
پوشاک ہے سب رنگیں اور جسم ہے سب خونیں
کیا دولہا بنے مر کر ناشاد علی اکبر
کس شان سے آئے ہیں میدان سے آئے ہیں
چھاتی پہ سناں کھا کر ناشاد علی اکبر

نوشاہ بنے آئے سامان نہیں لائے
ہے شرم سے نیچے سر ناشاد علی اکبر
صدقے تری غربت کے واری تری غربت کے
اب کیسے پھروں در در ناشاد علی اکبر
کیا حال بنائیں گے سر ننگے پھرائیں گے
بے مقنع و بے چادر ناشاد علی اکبر

ہائے ہائے یہ تری صورت ہے چاند کی سی مورت
قربان ہو گئی مادر نوشاہ و علی اکبر

چتون سے عیاں شوکت چہرہ پہ ہے کیا غربت
آثار ہیں سب ظاہر نوشاہ و علی اکبر

اب خاک جیو گی میں روتے ہی مرو گی میں
دم نکلے گا یہ ہا کہکر نوشاہ و علی اکبر

ہائے جاتی سب خلقت مادر کی ہے جو الفت
ہر دم تھا یہی لب پر نوشاہ و علی اکبر

نوحہ دیگر

کہتے تھے رو کر حسین دیکھوں کہاں درد ہے
اے مرے آرام و چین دیکھوں کہاں درد ہے

مجھکو تو الم دکھا دکھلا یا کہاں سے تنے گھاؤ
ور ہے کہیں مرتو جاؤ دیکھوں کہاں درد ہے

زخم ہائے مرہم پذیر یا یہیں ہاے منیر
تیر لگا یا کہ تیر دیکھوں کہاں درد ہے

برچھی لگی ہے اگر مجھ سے تو مخفی نہ کر
اے دل و جان پدر دیکھوں کہاں درد ہے

ہات نہ پوچھی کسی نے مر گئے اکبر حزیں
کہتے رہے شاہ دیں دیکھوں کہاں درد ہے

نوحہ دیگر

یوں لاشۂ اکبر پہ کہے شاہ نے نالہ و گریوں سے وا
اب خالق اکبر میں دنیا سے اٹھا لے ای گیسوؤں والے

نبض بھی ملتی نہیں میں نے بہت ڈھونڈلی
مرتے ہو تم مہ جبیں دیکھوں کہاں درد ہے
مروڑی ہے چھاتی تلی تری پھیکی
ایسی بیکلی ہے بی دیکھوں کہاں درد ہے
ایسی پچھاڑیں نہ کھاؤ دل نہ ہمارا کڑھاؤ
مجھکو تو وہ جا دکھاؤ دیکھوں کہاں درد ہے

ہو کو تو اے مہ لقا زخمی کلیجہ ہے کیا
ہاتھ اٹھاؤ ذرا دیکھوں کہاں درد ہے
دھڑکا ہے مجھکو بڑا زخمی ہے سینہ ترا
خنجر جو ہے لگی رضا دیکھوں کہاں درد ہے
چہرہ بھی ہے کچھ اداس اور ہو تم بے حواس
سارے ہیں سامان پاس دیکھوں کہاں درد ہے

پھر آئے ہیں ہر سمت سے بابا پہ ہمارے تم ہو نہ غافل
اب سینہ سپر کسکے ہمیں کون بچائے ای گیسوؤں والے
روتی ہے تمہارے واسطے خیمہ میں سکینہ دل امڑے پیارے
دامن سے ہو گر زخم کو سینہ کے چھپائے ای گیسوؤں والے
اے جان پدر باپ تو زار ہو گیا تنہا ہم جاتے ہیں جنت
جلدی تم آکر دکھائیں بابا بھی تو آئے ای گیسوؤں والے

اٹھارہ برس کے بھی نہ پورے ہوئے جانی ابن رفاقی
کچھ اپنی جوانی کے ارمان نکالے ای گیسوؤں والے
تنہائی میں یہ کون مرا لیں ہمدم ہے تم ہو نہ قاسم
ہر گام پہ گرتے ہیں ہمیں کون سنبھالے ای گیسوؤں والے
سینہ پہ سناں کھا کے یہاں باپ کے آگے جب خاک پہ
کیوں بیٹھتے ہے ای نور نظر چہرہ چھپا کر ای گیسوؤں والے

ہے میر سپاہ ارمان عمر کا ای احمد ثانی تم یہ بتاؤ
ناموس پیمبر کو کرو کس کے حوالے ای گیسوؤں والے
تم نے یہ ... ان ظلم کی کھائی ہے سنان وعین جوانی
کس طرح پدر پیر کلیجہ کو سنبھالے ای گیسوؤں والے
تصویر محمد کا بھی کچھ دھیان آیا اس قوم جفا کو
اس چاند سے سینہ پہ لگائے تھے بھالے ای گیسوؤں والے

نعش اکبر جو پایا پکاری ہمشیر اکبر کہاں تم سدھارے
تم کو ڈھونڈتی ہے کہاں ہاں بچاری ہمشیر اکبر کہاں تم سدھارے
تم کو ظالم نے کیسے مار ڈالا ہے مجھے غم کو دکھوں سے تھا پالا
ہم تجھے [illegible] پرکھا کے کھاری ہمشیر اکبر کہاں تم سدھارے
سینے میں سن کی برچھی کہاں اٹھائی تیری خاطر جو کی فدائی
نعش [illegible] تیری پکاری ہمشیر اکبر کہاں تم سدھارے

دشمن کا بھی ایسا نہ کسی ہوتا تھا سید سلطان دو تا
قاسم تھے جب ہائے مرے نازوں کے پالے ہائے گیسوؤں والے
کاظم آہ خوش آ کر روتے تھے ملا ایک نے کہا جی ہم
یوں ہم کو کیا خالق اکبر کے حوالے ہائے گیسوؤں والے

نوحہ دیگر

کیوں دشمنوں میں چھوڑ گئے تنہا ہمیں پیارے کو ذرا سدھارے
ہم گھبرو تو پایا بھی ذرا حق کے گلے لگاتے گیسوؤں والے
کچھ دیر نہیں سر کے کٹانے میں ہمارے جو صبر نہ تو ہم
اصغر بھی ذرا تیر ستم حلق پہ کھائے ہائے گیسوؤں والے
افسوس تری تشنہ دہانی و جوانی ہے سے مر جانی
دکھلائے مجھے چرخ نے دکھ درد نرالے ہائے گیسوؤں والے

پر تو بتا میرے جیس اور تو ڈر کچھ نہیں
زخم ہے آیا کہاں لگ گئی برچھی کہاں
دیکھ کے مجکو اداس جاتے ہیں میرے حواس
حال کر اپنا بیاں لگ برچھی کہاں
مجھ سے نہ دلبر چھپاؤ کھل گیا تھا ہاے گھاؤ
خوب ہے زیب پہ رواں لگ گئی برچھی کہاں

برچھی کھا کر کیوں نہیں سوتی تجھو شیر الٰہی سچے ہوتے
شام جانی تو میری واری میرے اکبر کہاں تم سدھارے

نوحہ دیگر

بولے شہ انس و جاں لگ گئی برچھی کہاں
اکبر تشنہ دہاں لگ گئی برچھی کہاں

ہاے اکبر تجھی مر جانی تہ پایا نہ اک قطرہ پانی
تشنگی پر تمہاری میں واری میرے اکبر کہاں تم سدھارے
مجکو ظالم نہیں مرجاتے تم نہیں مجکو اکبر بچاتے
دیکھو ٹھہرے ہیں نانی میرے اکبر کہاں تم سدھارے
ہاے بلوے میں ہیں گو مرجھون بال انپہ میں گھر ہو
میرا پردہ کرو بچھڑ کے واری میرے اکبر کہاں تم سدھارے

ہائے کروں کیا میں اب مر گئے آثار سب
صاف طرح ہیں عیاں لگ گئی برچھی کہاں
سانس ہے اکھڑا ہوا طور ہے بگڑا ہوا
پھر گئی ہیں پتلیاں لگ گئی برچھی کہاں
چھا گئی ہے مردنی نبض بھی ساقط ہوئی
خشکی ہے منہ پر عیاں لگ گئی برچھی کہاں

باپ بھی دیکھے ذرا زخم ہے کیسا لگا
بہر خدا دو نشاں لگ گئی برچھی کہاں
توڑ کے سینہ کو پھل پشت سے آیا نکل
ہائے دلاور جواں لگ گئی برچھی کہاں
اٹکے ہے رگ رگ کے دم ہائے ہے کیسا ستم
آنے لگیں ہچکیاں لگ گئی برچھی کہاں

ہائے پسر ہے مجھے اضطراب کیوں نہیں دیتے جواب
کیا نہیں کھلتی زباں لگ گئی برچھی کہاں
آہ کرے کیا پدر کہتے ہیں سب چارہ گر
بیٹھی ہے دل پر سناں لگ گئی برچھی کہاں
خون میں لتھڑے ہوئے خاک پہ ہو کیوں پڑے
آتے ہیں وہم و گماں لگ گئی برچھی کہاں

رنگ رخ ہو گیا زعفرانی ہو گئی کم ابھی روانی

لہو بہتا ہے اب میاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

یاد نانی کی ہچکیوں ہو رہے ہیں سانسیں اکھڑتی جاتی ہیں اٹھتے

ہچکیوں اور وقت آیا سینہ پہ برچھی کا ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

جاتے ہو گئے حضوری میں حق کی خوشیں غلطاں ہے داد خواہی

سوکھے زخم اور ابھی برچھی کا ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

آہ کہتے تھے سلطان ذیشاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

زخم کیسا ہے دیکھوں مری جاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

دیکھ کر تم کو بیتاب بیٹا منہ کو آتا ہے میرا کلیجہ

مجھ سے کرتے ہو کیوں درد پنہاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

خوف یہ ہے کہ پھر اے دو سے جگر پھٹے اور بھی پیچ کھائے

کھینچ لوں میں یونہی کیونکر یہ پیکاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھا لو

وصلیہ مسکا مثلہ ہائے میرے مہ لقا

ہائے میرے نوجواں لگ گئی برچھی کہاں

احسن نالاں خموش اڑتے ہیں عالم کے ہوش

اس کے سہم فغاں لگ گئی برچھی کہاں

نوحہ دیگر

نوحہ

بھوکے پیاسے قتل ہوئے	کہتے تھے سرور وا ویلا	جب بلائیں بھیجیں ہم نانا تم زبان سے شکایت نہ کرنا
فرزند اور وا ویلا	مر گئے اکبر وا ویلا	حال پوچھیں نبی جب کے گریاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھالو
پھیر گئی ہے گردن پر	خاک زمیں پر رن میں گرے	پیجیو حیدر سے تم جام کوثر اور کھڑی سیدہ ہوں برابر
تیغ ستمگر وا ویلا	برچھیاں کھا کر وا ویلا	زخم کو اپنے تب کر کے پنہاں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھالو
خون میں غلطاں ہائے ہوئے	پانی نہ پایا کر نہ سکے	ہو گئی ہر سمت برپا قیامت جس اسوقت جسم مطہر
ریگ تپاں پر وا ویلا	خشک گلو تر وا ویلا	کہتے پیٹ کے یہ شاہ شہیداں ہاتھ سینے سے اکبر اٹھالو

بانو کہتی تھی مرے گیسوؤں والے اکبر
صدقے جاؤں تجھے پاس اپنے بلالے اکبر
ماں کی آنکھوں میں ہے تاریک جہاں تیرے بغیر
مرے مہتاب مرے گھر کے اجالے اکبر
ہے غضب سینہ پہ برسے کہ میں ذرا کی
تیری چھاتی پہ سے ظالم نے بھالے اکبر

آ کے میں دیکھوں رخ کہیں
پیاسے لب کر تر وا ویلا
آیا ہے احسن ماہ عزا
سب تجھے رو کر وا ویلا

نوحہ دیگر

ہوا میسر ذرا نظر
شبیر دلاور وا ویلا
آنکھوں میں ہے تاریک جہاں
ڈھونڈوں کہاں پر وا ویلا
اکبر مہ رو بول ذرا اٹھو
باپ ہے مضطر وا ویلا

کس طرح سوتے ہو آواز تو دو مادر کو
گھر سے نکلی ہوں کلیجے کو سنبھالے اکبر
تیر کھا کر علی اصغر بھی گئے دنیا سے
اب بھلا گود میں بانو کسے پالے اکبر
سر کٹانے کو چلے ہیں سوئے میدان شبیر
اپنی اماں کو رنڈاپے سے بچالے اکبر

خاک سے ہیں تجھے گودی میں اٹھاؤں کیونکر
درد ہوگا کہ ترے زخم ہیں آئے ہیں اکبر
مجھکو تو باندھ کے لے جاتے ہیں اعدائے شام
اب تری نعش ہے زہرا کے حوالے اکبر
سر پٹکتی ہے زمیں پر کبھی زہرا کے لئے
ہیں سکینہ کے بھی اب جان کے لالے اکبر

بیڑیاں پاؤں میں عابد کے ہیں گردن میں ہے طوق
قید سے تم نے بیاسفا کو چھڑا اے اکبر
قد ترا سرو سا جس دم مجھے یاد آتا ہے
رو کے قمری کی طرح کرتی ہوں نالے اکبر
گر قیامت میں کرو تم نہ مدد مونس کی
کون پھر اسکو جہنم سے بچالے اکبر

نوحہ

اے جان علی اکبر بے جان علی اکبر
اے یوسف ثانی گل ریحان علی اکبر
وقت نہ تھا مرگ جوانی سے نہیں حیف
مادر کو رہا بیاہ کا ارمان علی اکبر
کن نازوں سے پالا تجھے سینہ پہ سلا کر
اٹھارہ برس کے مرے مہمان علی اکبر

تم باغ جوانی میں نہ پھولے نہ پھلے ہائے
اے سرو ریاض شہ ذیشان علی اکبر
سیراب دم نزع تلک تم نہ ہوئے ہائے
اے نخل مراد نخل ریحان علی اکبر
کیوں ماں سے خفا ہو گئے کیوں خلد سدھارے
گھر بانو کا کیوں کر گئے ویران علی اکبر

اب زندگی مادر کو گوارا نہیں تجھ بن
مجھ کو بھی بلا لے ترے قربان علی اکبر
کیا زخم سناں چاند سی چھاتی پہ اوٹھایا
اے اوج شرف کے مہ تابان علی اکبر
ناوارث ہے ماں غسل و کفن دے نہیں سکتی
برداشت کا ممکن نہیں سامان علی اکبر

منہ بند ہے اے لال لب زخم کھلے ہیں پیہم یہ ستم ہے
ہم تا نکلتے ہو اور دل خستہ سے پانی ہے یہ علی اکبر
پوشاک تری سرخ ہوئی خون بدن سے ہوگی بھوکی
اب بندی کی چھری تیر سے لئے ہو مر سے جانی ہے یہ علی اکبر
افغاں یوسف کا چاہ ولگا چرجات بادل مجروں
لے بیٹھ گئی ہیں ماں ترے مرنے کی کہانی ہے یہ علی اکبر

افسوس ہے تیغ ہوا اختر ثانی ہے یہ علی اکبر
وا حسرت و درد علی اکبر کی جوانی ہے یہ علی اکبر
خالق کی دہائی ہے پیمبر کی دہائی لوٹی گئی بانو
یہ جرم و خطا قتل ہوا ہے مرا جانی ہے یہ علی اکبر
اے یوسف شبیر تری نعش کو قرباں کیا حسن ہے تیرا
کیونکر نہ کروں غم سے ترے اشک فشانی ہے یہ علی اکبر

مرغوب ہوئی پیاس میں چوبیس پہر کی
صحرا کی ہوا دشت کا داماں علی اکبر
ہے عوض یہی آپ کی خدمت میں شب و روز
کاظم پہ رکھو سایہ داماں علی اکبر

نوحہ دیگر

ہے نقشہ کفن پائی دوا کا میں تمہیں دن پا تا او زاری
لیجا یہ تصویر تمہاراں کی نشانی ہے ہے علی اکبر
پامال کیا قتل کیا نیزہ لگایا پانی نہ دیا آہ
کی امتیوں نے یہ تیری مرتبہ دانی ہے ہے علی اکبر
جنگل کی زمیں کھود کے مدفون مجھے کری نہ چار بیچارہ پریشان
اَدی پہنیں سے لال مجھے قبر بنانی ہے ہے علی اکبر

سر پیٹ کے رو بیٹھے جوانان مدینہ مرقد پہ بھی آ کے
پردیس میں جب جائے گی داں تیری نشانی ہے ہے علی اکبر
گھبرا کے مجھے آج زمانے سے یہ پھر دستے ہیں بلائیں
سب جن و بشر روتے ہیں اشک فشانی ہے ہے علی اکبر
کس بات سے غم بار ہے نالاں سے خفا ہو بتلا دو مجھ کو
وہ کون سی تھی بات جو باور نہ سنانی ہے ہے علی اکبر

یہ سینہ ترا اور یہ بدن اس پہ جراحت افسوس صد افسوس
یہ خاک و خون اور یہ تصویر جوانی ہے ہے علی اکبر
جب گھر میں نہ تم ہو تو مجھے کیا کام ہے گھر سے اے رونق دنیا
لازم ہے مجھے خاک ہی جنگل کی اڑانی ہے ہے علی اکبر
یعقوب سا مضطر رو تے ہیں شہ فرماتے ہیں اور غم ہے مجھ کو
تم احمد ثانی بھی تھے اور یوسف ثانی ہے ہے علی اکبر

تین برس تک پسر گود میں آنکھوں پر
رکھا پدر و رکنار پالا تھا کس چاؤ سے
گھٹنیوں جب تو چلا شاد تھا یہ دل مرا
کرتی تھی دم دم میں پیار پالا تھا کس چاؤ سے
جب ہوئے تم با تمیز ہر گھڑی مثل کنیز
میں نے کیا کاروبار پالا تھا کس چاؤ سے

سبزہ نورستہ کی شکل بڑی بھر کے جی
دیکھی نہ ماں نے بہار پالا تھا کس چاؤ سے
صفحۂ ہستی سے آہ آپ کا اے رشک ماہ
مٹ گیا نقش و نگار پالا تھا کس چاؤ سے
بچپنے سے آپ کے مرنے تک مصیبت مجھے
کٹ گئے لیل و نہار پالا تھا کس چاؤ سے

خاموش و بیکس دل محزوں میں اٹھا درد پُر جوش
بالا یہی کہتی تھی بصد اشک فشانی سے علی اکبر

نوحہ دیگر

کہتی تھی ماں دل فگار پالا تھا کس چاؤ سے
ہائے مرے گل عذار پالا تھا کس چاؤ سے

چودھویں شب کے قمر کہنے کے نور نظر
صورت خیر البشر ہائے جوانی تری
وہ ترا حسن و جمال اور وہ تری چال ڈھال
یاد کروں کیا میں حال ہائے جوانی تری
سر پہ عمامہ دھرا دوش پہ رکھی عبا
چست وہ بر میں قبا ہائے جوانی تری

جس کا پسر ہے مثیل ایسا مرے نازنین
روئے نہ کیوں زار زار پالا تھا کس چاؤ سے

نوحہ دیگر

کہتی تھی بانو پسر ہائے جوانی تری
اے مرے لخت جگر ہائے جوانی تری

اٹھتے ہی دور شباب تم نے کیا پا تراب
ہو گیا سونا دیار پالا تھا کس چاؤ سے
مجھ کو نہ تھی یہ خبر سینہ سے تیرے پسر
برچھیاں یوں ہونگی پار پالا تھا کس چاؤ سے
دیکھتی میں رہ گئی جان تیری چل بسی
رہ گیا باقی غبار پالا تھا کس چاؤ سے

بانو کہتی تھی دیکھو ہائی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
صدقہ ہو جائے تجھ پر یہ دائی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
مجھ مصیبت زدہ کے سہارے جان سو بار ماں تجھ پہ وارے
بانو کس بن میں جا کر پکارے آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
میرے عاشق مرے دم کے بیٹا میری آنکھیں مرا دم کلیجہ
میرے سینے کو ٹکڑے کیا آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا

وقت نماز آیا جان اب نہیں دیتے اذان
اے مرے زاہد جوان ہائے جوانی تری
پیٹتا سر کیوں نہیں کھو کے یہ سرا میش
لخت دل سے شاد ہیں ہائے جوانی تری

نوحہ دیگر

پھول سے رخسار لال چاند سا روشن جمال
اسپہ وہ بل کھائے بال ہائے جوانی تری
بھیگیں مسیں ماہ رو اسپہ وہ خط کا نمو
بھی نہ عیاں ہو سکا ہائے جوانی تری
چاؤ نہ نکلا کوئی دل کی رہی دل میں رہی
سر پہ قضا آ گئی ہائے جوانی تری

نوحہ

ہائی تھی ماں سوگوار میرے چچا واسطے
قید ہوں میں دل فگار میرے چچا واسطے
کیا ہیں اکبر خبر برہنہ سر اونٹ پر
روتی ہے ماں زار زار میرے چچا واسطے
بالوں سے اور تلک شام آئی ہے خلقت تمام
چاروں طرف بیشمار میرے چچا واسطے

گیسو والے میرے ماہ پارے آسمان ہونٹ کے تارے
نار اب ہم او گھائیں سارے آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
اپنی عاشق پھپھی سے کہو تم اکبر سے کالی اتروا دو چادر
تم تو غافل نہ ہوتے تھے ہم گھر آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
گر ہیں پڑھتی نا لاڈلی کھانا کھانی نہ پیتی وہ پانی
درد بھی ہاں مگر یہ کہانی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا

میری جان دلبر میں زخم کاری ہائے میری آنکھوں زاری
میرے گلگون قبا تجھ پہ واری آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
میں بھولوں گی وہ برچھی کہانی وہ دو بیاہ وہ انکھیں جوانی
ہائے جانی تری نوجوانی آ کے اکبر کلیجے سے لگ جا
اب تڑپتا ہے دل ہر میں دلبر چھاتی تھا ان بچھی ہوں گھر گھر
چچا کی چھاؤں کس میں جا کے اکبر کلیجے سے لگ جا

پیدا ہو نہ کچھ بات تو، تو نے کچھ جو
ماں صدقے ہو کر مجھے برباد نہ کچھ
کس نے تجھے سمجھایا کہ دم دیکھ پدر پر
اور ماں کی مصیبت میں کچھ امداد نہ کچھ
دکھ جس نے سہا کتنا تو داری پہ غرض تھی
ہم ... سے دل ناشاد نہ کچھ

حق پدر تو ادا کر چکے تم ہمہ وقت
میں بھی ہوں امیدوار میرے جیا والے ؟
بیٹھا ایمان سے کیوں نہیں ہوئی اس رنجور
تاب بھی انتظار میرے جیا والے ؟
حسرت میں تھا عیاں بیٹی بہتیں بیبیاں
کبھی تھی وہ بار بار میرے جیا والے ؟

صدمے سے ہوا ظاہر صدمہ ہے یا جان پہ
حسرت سا ہے انتظار میرے جیا والے ؟
لال کہاں منہ چھپاؤں کہ نے گوشے میں جاؤں
زندگی ہے ناگوار میرے جیا والے ؟
پاوہ تو ہے بے قیاس ٹکڑے بدن کا لباس
ہوتا ہے جی شرمسار میرے جیا والے ؟

پہونچا نہ اگر زخم کے چھٹ جانے کا کھٹکا چھاتی سے لگاتا
آتی ہے یہی جی میں حسرت دل کیونکہ نکالوں اے گیسوؤں والے ۱۲
یک پیری و صد عیب ہے جیتی میں بیٹا وہ وقت ہے میرا
تم جیسے جواں بیٹے کو کس طرح اٹھاؤں اے گیسوؤں والے
اٹھ جا سکی جہیں مجھ سے تو یہ نعش تمہاری آگاہ ہے باری
دریا پہ سے عباس کو خیمہ میں بلاؤں اے گیسوؤں والے ۱۲

تم ہیں سے میتیں بھیجئے اگر رب بلاؤ
اس مملکت ہند کو پھر یاد نہ کیجو

نوحہ دیگر

نہ سے کہا کس طرح تھمیں گے وہیں ڈالیں اے گیسوؤں والے
اپنے کو سنبھالوں کہ میں اب تم کو سنبھالوں اے گیسوؤں والے

کیونکر کہوں ان باغیوں سے جاکے کہ بیعت
تم قطع کرم اے عزت سنت و نہ کیجو
اکبر تمھیں ارمان کے بانو کی قسم ہے
تم گور کی بستی بھی آباد نہ کیجو
مہمان قضا الٰہی پھر ارمان الٰہی
یا شہ مرے اور کی اولاد نہ کیجو

بولے امام اُمم پردہ اٹھا لو کوئی
لائے ہیں اکبر کو ہم پردہ اٹھا لو کوئی
یہ ہے مرا نور نظر یہ مرا لخت جگر
آیا ہے مشکل سے گھر پردہ اٹھا لو کوئی
ہائے سے میرا پسر خوں میں ہے سب تر بتر
آکے در خیمہ پر پردہ اٹھا لو کوئی

دریا سے شہادت میں پہلے بہانا تو خوب تھا بیٹا
بہت تم نے کی بابا ہیں یہی سیلے بہاؤں ہائے کیونکر
خاموش ہو خاموش ہوئے ضعف دلیر فرماتے ہیں ہم
مانع نہ ہو گر زخم تو چھاتی سے لگاؤں ہائے کیونکر

نوحہ دیگر

ایک شخص بھی آگے شریک درد اپنا جو طرح ہو
اس شخص کی ہمراہی میں لاشہ کو اٹھاؤں ہائے کیونکر
پھر زور امامت کا یہاں کار نہیں ہے وہ اور ہی شے
چاہوں تو ابھی نہر پہ جا پیاس بجھاؤں ہائے کیونکر
چاہوں تو ابھی پھاڑوں حکم خدا سے سارے ہیں یہی
تقدیر کے لکھے کو ہاں کیونکر مٹاؤں ہائے کیونکر

نوحہ

بانو نے کہا پیٹ کے سر علی اکبر رن کو نہ جاؤ
تم جاؤ گے گر رن کو تو مر جاؤں گی مادر رن کو نہ جاؤ
ہتھیار لگاؤ نہ کمر باندھو کے دلبر جان کو پھیر
واری گئی صدقے گئی قربان گئی تم پر رن کو نہ جاؤ
اے چاند مرے پیارے دل گیسوؤں والے اکثار رنگو نیا
اماں تری مر جائے بلائیں تری لے کر تم رن کو نہ جاؤ

زخم جگر کاری ہے سینے سے خون جاری ہے
کوچ کی تیاری ہے پردہ اٹھا او کوئی
ملنے کو ہاں پھپھیوں سے صاحبو آیا ہے
جلدی ہے اب ان کے پردہ اٹھا او کوئی
وا اسفا شاہ امام کہتے تھے رو رو امام
اب نہیں تاب قیام پردہ اٹھا او کوئی

پوچھو نہ کرو قیل و قال اس کا ہے اب غیر حال
کرتا ہے انتقال پردہ اٹھا او کوئی
خون میں سرشار ہے مرنے کو تیار ہے
چھیڑا ہو تلوار ہے پردہ اٹھا او کوئی
کھایا ہے برچھی کا پھل سر پہ کھڑی ہے اجل
جائیگا اب دم نکل پردہ اٹھا او کوئی

افسوس کہ حبیب اکبر بیچارہ کو تھی امید انکو جھیم
بابا نے یہی کہی دی اکبر علی اکبر تم رن کو نہ جاؤ

نوحہ دیگر

ہائے رو کر کہا مر گیا اکبر ہمارا
صورت خیر الورا مر گیا اکبر ہمارا

بابا کون مرد کو تم سے بابا کی جو جانی ہے یوسف ثانی
سے عون و محمد میں ہیں قاسم سے پدر تم رن کو نہ جاؤ
بابا پیارا تمہارے نہ یاور ہیں نہ عون ہے بیکس ناچار
اللہ سلامت رکھے تمہیں ہے دلبر تم رن کو نہ جاؤ
عابد ہیں سو بیمار ہیں اور تپ میں گرفتار رکھنا انہیں زنہار
اسکا نہ کوئی مونس و غمخوار نہ یاور تم رن کو نہ جاؤ

بابا پیارا مر جائے گا اب غم میں تمہارے ہمراہ کہاں رہے
انصاف کرو جیتے کے کسطرح یہ دلبر تم رن کو نہ جاؤ
واللہ کہ تم پیری سے بابا کے عصا ہو کیوں ان سے خفا ہو
یہ چاہئے تم باپ سے بیکس ہے پدر تم رن کو نہ جاؤ
جیتے ہیں جبھی کو تری ہیں عشق پہ غش ہے گر تم جاؤ گے
اب جائے گی نکلی ابھی جان کو اکبر تم رن کو نہ جاؤ

بیاہ نہ اُس کا رچا دل کا نہ مطلب ہوا
مردے پہ سہرا بندھا مر گیا اکبر مرا
حال تیرا اب وہ کیا بانو کا جائے لکھا
اس کو یہی ذکر تھا مر گیا اکبر مرا

نوحہ دیگر

ہمر خدا دو بتا کس نے لیا ہے چھپا
ہائے وہ ماہ لقا مر گیا اکبر مرا
چین مرا لے گیا داغ مجھے دے گیا
بات نہ کچھ کہہ گیا مر گیا اکبر مرا
نیزہ لگا جدم لگا لایا نہ کوئی اٹھا
دل میں یہ ارماں رہا مر گیا اکبر مرا

تشنہ تھا یاں سے گیا پانی نہ اسکو ملا
پیاسا کٹا کر گلا مر گیا اکبر مرا
یا علیؑ بہر خدا تجھے مسیحائی اب
پوتے کو دیجے جلا مر گیا اکبر مرا
زیست کا تھی مرا دو بجھا اس سے دیا
دنیا سے ارمان بھرا مر گیا اکبر مرا

پیہا سنبھ تجھ پہ پاؤں پیاری ہے مجھے دکھاؤں خاک پہ پیارے
جیسے ہم سے خاک پہ اور خاک پہ جینا ای گیسوؤں والے
اے گیسوؤں والے اے گیسوؤں والے اے گیسوؤں والے
لیا کھ کے بس وں تجھ پہ تری مجھے بتلا ای گیسوؤں والے
بتاؤں کیوں پیارا کہوں یار اُج ولا راو کھ درد کا مارا
پیہ کہوں پیا کہوں فرزند کہوں یا ای گیسوؤں والے

افسوس کدو رھی ہی نہ نکلی تری افسوس صد افسوس
بھیگیں نہیں بھیجا تری وا حسرت و دردا ای گیسوؤں والے
کبھی بھی پہنچاؤں تجھے نشانہ سہانی ای لوتانی
پیارے روشن کیا دکھا القصہ ای گیسوؤں والے
سینہ سے کلیجہ ترا باہر نکل آئے پہ زخم شار کھا
کیونکر نکلا آئے ہم سے نہ کلیجہ ای گیسوؤں والے

بحولا شہ اکبر پہ یہ ظلم سے دریغا ای گیسوؤں والے
افسوس صد افسوس نہ پھیرا پہرا اے گیسوؤں والے
تجھے باپ کے عاشق سے دیا ساتھ اپنے کا کیا سینہ
ہاں پہ نکلی ہتھائی کا بھی میدان آیا اے گیسوؤں والے
بہنیں ہماری روتی ہیں پھپھی جان ہیں ماں بھی تیری
بھولے ہیں خطا کیا کہیں بولتے صدا ای گیسوؤں والے

باپ کا نور نظر اماں کا لخت جگر
کھا کے سناں مر گیا اکبر گلگوں قبا
آہ مرے دلربا آہ مرے مہ لقا
کشتۂ راہ خدا اکبر گلگوں قبا
باپ کو سمجھا گیا ماں کو نہ ہمرہ لیا
خاک پہ سو گیا اکبر گلگوں قبا

بانو نے رو کر کہا نو جواں اکبر گلگوں قبا
ہائے جہاں سے گیا اکبر گلگوں قبا
کیونکہ میں غم میں ترے صبر کروں لال مرے
اب نہ مجھے سوجھتی بات اکبر گلگوں قبا
بین کا کروں کیا بیاں سال اٹھارہ جواں
ہائے پیارا ماں مرا اکبر گلگوں قبا

اے مرے ارمان جوان کدھر گئے ہمشان علی
پالا کے جواں کر میں نہ تجھے دیکھا اے گیسوؤں والے
بتلاؤ مجھے میں کہاں پاؤں مری جان دل حیدر
روؤں نہ تجھے فرزند میں کھڑا کر کھینچا اے گیسوؤں والے
روؤں میں تجھے کہہ کے مرے یوسف ثانی یا ہاشمی
یا فدیۂ شبیر کہوں بیٹا سراپا اے گیسوؤں والے

برسوں کی محنت مری خاک میں مل گئی
پھول مرے اکبر جری کس کی نظر کھا گئی
ہائے وہ صورت تری جس پہ تھی عاشق پری
خاک میں خون میں بھری کس کی نظر کھا گئی
اور کسی کی کہیں سوجھتی ہرگز نہیں
ایسی ردیف اے حسین کس کی نظر کھا گئی

آنکھوں کے تارے مرے دل کے سہارے مرے
راج دولارے مرے کس کی نظر کھا گئی
نخل جوانی ترا ہوتا چلا تھا ہرا
خشک یکایک ہوا کس کی نظر کھا گئی
میرے چمن کی کلی صدقے ہو ماں وہ کلی
چھن کے قضا سے چلی کس کی نظر کھا گئی

بانو نے رو کر کہا کس کی نظر کھا گئی
شیر کو میرے جدا کس کی نظر کھا گئی
گود ابھی تک رہی میری سدا سے بھری
اب ہمیں میں جاتی کس کی نظر کھا گئی
اے مرے غنچہ دہن اے مرے رشک چمن
اکبر گل پیرہن کس کی نظر کھا گئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذبح ہیں یہ لعیں خیمہ جلایا ہمیں
چھین لی سب کی ردا کیا ہوا اکبر مرا

یا علی فریاد ہے جور سے بیداد سے
کچھ نہیں ملتا پتہ کیا ہوا اکبر مرا

پھر سے اکبر کہاں جلد کرے نصرت یہاں
لوٹ لیا ہم کو آہ کیا ہوا اکبر مرا

وہ قد پر ارمان تھا ہائے مری جان تھا
ہو گیا مجھ سے جدا کب ہوا اکبر مرا

ہائے مرا نوجوان سال تھا ہجدہ ہاں
بیاہ نہ اس کا ہوا کیا ہوا اکبر مرا

صورت پیغمبری ہائے ہوئیں بھری
کیا یہ غضب ہو گیا کیا ہوا اکبر مرا

شہزادہ عالم کی زیارت کا ہوں مشتاق
پیارے کو دکھا دو رخ نیکو علی اکبر

نوحہ دیگر

بابا کا یہ بین تھا کیا ہوا اکبر مرا
ڈھونڈو تو لوگو ذرا کیا ہوا اکبر مرا

مل جائے اگر لعل مرا گیسوؤں والا
اس سر سے تصدق کروں میں مال و گہر کو
اشک آنکھوں سے جاری ہیں کہ اکبر کے تارو
تا عمر نہ روکوں گی میں اس دیدۂ تر کو
اک مر گئے اکبر کے کیا سب کو پریشاں
ماں کو بھی پھپھی اماں کو اور اپنے پدر کو

میں جاتی ہوں گر جائے گا میدان میں مارا
بھولے سے بھی جائے نہ کبھی دیتی اودھر کو
تھا گھر کا اجالا مرا وہ چودھویں کا چاند
تاریک کیا مرنے نے اس کے مرے گھر کو
اس سال کی ہیں سالگرہ کرنے نہ پائی
مراس آیا نہ تھا سولہواں سن میرے پسر کو

بانو کی جو تھی بکا لکھے وہ مقدور کیا
کہتی تھی صبح و مسا کیا ہوا اکبر مرا

نوحہ دیگر

کیوں پیٹوں نہ سر کو میں جاؤں کدھر کو
بانو نے کہا لوگو مرے ڈھونڈو پسر کو

فریاد ہے اب کربلا ظالم سے تیرے
گھر یہاں ہم لٹ گئے یہ تیری جفا ہے
مقصود کو روضہ پہ بلا لیجیے شاہا
رہتا ہے بہت ہند کے بیزار ہمارا
مقصود علی شکر احسان خدا ہے
تو ذاکروں میں شاہ کے مقبول ہوا ہے

یوں کر چکی تھی عون و محمد کو بھی قربان
شاید کہ یہ صدقہ نہیں مقبول ہوا ہے
اب تک مرا اکبر علی آیا نہیں لوگو
بتلاؤ مجھے جلد وہ کس سمت گیا ہے
لعنت ہے لعینوں پہ جنہیں رحم نہ آیا
ہمشکل پیمبر کو بھی اب قتل کیا ہے

یہ کون ہے جو رن سے ندا دیتا ہے بیٹا
اے لوگو یہ تو میرے ہی اکبر کی صدا ہے
غربت تھی مری جس سے وہ بیٹا گیا ہا ہا
دکھ بھرے گھر میں رہ گئی افسوس کی جا ہے
از بہر خدا مجھ کو بتاؤ وہ کہاں ہے لوگو
اکبر تو مرا جیتا ہے یا مارا گیا ہے

نوحہ

بانو نے کہا لاشۂ اصغر کی بلا لے ای ہنسلیوں والے
تم مر گئے میں مر گئی سب کی بلا لے ای ہنسلیوں والے
یہ بال جھنڈولے ترے یہ بھولا سا اپنا کی لپی جل آئی
تقدیر نے کیا کیا مرے ارمان نکالے ای ہنسلیوں والے
ہے اب رات یہ تیری غضب سونا ہے جنگل کی طرح یاں
آ کے کوئی تجھ بن مرے گود کے پالے ای ہنسلیوں والے

جھولا یہ ترا دیکھ کے بلائیں کروں گی با گریہ و زاری
جا کر نہیں سوئے تم جھولنے والے ای ہنسلیوں والے
میں جانتی تھی تیرے پروان چڑھیں گے اور دولہا بنیں گے
چھوٹے ہی میں تم پڑ گئے بس ہو چکے پالے ای ہنسلیوں والے
داغ دل لالہ تھی لب لعل کی سرخی ہر رنگ جو تر تھی
ہیں لال تری جان کو پڑ جائیں گے لالے ای ہنسلیوں والے

گہوارہ ترا دیکھ کے بلائیں کروں گی جب تک کہ جیوں گی
ہے حق میں گوارا نہیں یاں جھولا جھلانے ای ہنسلیوں والے
ہے چشم تر لالہ بھی اور ریگ بیاباں ہیں سر پہ بیاباں
ہے شیر نے کس طرح تمہیں نازوں کے پالے ای ہنسلیوں والے

نوحہ دیگر

گھر کا اجالا مرا گود کا پالا مرا
پیاسا جہاں سے گیا ہنسلیوں والا مرا
خاک پہ سوتا ہے جب تیر ہے سینے پہ
چھپ گیا ماہ وہ اولا ہنسلیوں والا مرا
ساتھ ہی بچہ کا آہ مر گیا ہے یہ مہ لقا
گودی سے ہے ہی لے گیا ہنسلیوں والا مرا

کرتا بنا کر سیا رکھا تھا اُس کو دھلا
پہنے پایا نہ تھا ہنسلیوں والا مرا
اصغر ناداں مرا یوں ہی جہاں سے چلا
کچھ بھی نہ پھولا پھلا ہنسلیوں والا مرا
ہنسلیاں منت کی بھی اُس کی بڑھائی نہ تھیں
چھین قضا نے لیا ہنسلیوں والا مرا

بانو نے رو کر کہا ہنسلیوں والا مرا
بیبیوں مار گیا ہنسلیوں والا مرا
پیر تو بتا حرملہ بچے کی تھی کیا خطا
مار جو تو نے دیا ہنسلیوں والا مرا
نازنیں اس کا گلا کیوں کیا زخمی بتا
تیر کے قابل نہ تھا ہنسلیوں والا مرا

ترستے چھوڑ کے ہیں پال شہ کو نظر ہو نہ لال
آئے ہیں سو سو خیال گود مری خالی ہے
دودھ ہے اترا ہوا آہ سے تشنہ ہے آ
صدقہ ہو ماں دل ربا گود مری خالی ہے
کون گھڑی ہے یہاں روتی ہے بانو جہاں
بیٹھ رہے تم کہاں گود مری خالی ہے

آہ یہ صدمے کئی دیر نہایت ہوئی
بھوک لگی ہووے گی گود مری خالی ہے
میری غریبی پہ جاؤ ماں کا بڑھاپا نبھاؤ
بیبی مرے گھر کی آؤ گود میری خالی ہے
جانوروں تک نے گھر میں بسیرا لیا
تم نہ پھرے مہ لقا گود میری خالی ہے

بانو کہے گی جو تھی آگے خدنگ کے کھڑی
مارا گیا ہے خط ہنسلیوں والا مرا

نوحہ دیگر

کرتی تھی بانو بکا گود مری خالی ہے
آنکھیں نہ اصغر پھرا گود مری خالی ہے

اللہ رے اصغر ماں سے یہ رنجش
آ جا مناؤں آ مرے اصغر
دل ہے تڑپتا سینے سے اپنے
تجھ کو لگاؤں آ مرے اصغر
سونا ہے جھولا جلتی ہے رتی
گھر میں لٹاؤں آ مرے اصغر

پانی پلاؤں آ مرے اصغر
کھانا کھلاؤں آ مرے اصغر
کنگھی چوٹی پاؤڈر ن کے بسیا
گودی بٹھاؤں آ مرے اصغر
آ میں سناؤں قصہ اکبر
آ میں سلاؤں آ مرے اصغر

جن جن کہ ہوتی تھی شام ہوتی تیاریاں وہ تمام
کس سے کہوں لاڈ تمام گود مری خالی ہے
اب تو تپش الحذر تپش ہے ہمارا جگر
یاد کے اس قتل پر گود مری خالی ہے

نوحہ دیگر

درد و الم کی اپنی کہانی
کس کو سناؤں آ مرے اصغرؑ
چھائی ہیں دل پر غم کی گھٹائیں
تجھ کو دکھاؤں آ مرے اصغرؑ
باتیں سنوں پھر تیری زبانی
غم کو بھلاؤں آ میرے اصغرؑ

پھرتی ہے صورت آنکھوں میں تیری
دل میں بٹھاؤں آ مرے اصغرؑ
زخمی گلے میں میلا ہے کرتا
کپڑے پہناؤں آ مرے پیارے اصغرؑ
تجھ کو گنوا کر ہائے میں کب تک
صدمے اٹھاؤں آ مرے اصغرؑ

سوکھے گلے کو ہو گی اذیت
میٹھی بڑھاؤں آ مرے اصغرؑ
آجا رے اصغرؑ کہتی ہے مادر
جھولا جھلاؤں آ مرے اصغرؑ
گودی میں لے کر ننھے کو اپنے
آمیں کھلاؤں آ مرے اصغرؑ

چمن میں آ تو اے بہو واں
سینے کو آئے مادر مضطر
بھول گیا تو پھر سے تجھے کیوں کر
آ کے دکھائے مادر مضطر
اتنا نہ دکھ دے عزت دہ ماں کو
صدقے یہ جائے مادر مضطر

تجھ کو جو پائے مادر مضطر
رنج اٹھائے مادر مضطر
آ مرے اصغر کرب و بلا کا
قصہ سنائے مادر مضطر
کون ہے گھر میں بیچ کے جس کو
رن سے بلائے مادر مضطر

پھوگا نہ تھکن پھر کے بھی بن بن
پیاسا میں پاؤں آ مرے اصغر
کبھی تھی آس پا تو معصوم
پلاتی پلاؤں آ مرے اصغر

نوحہ دیگر

خالی ہے تجھ بن زندگی اب
چھاتی لگا لے مادر مضطر
داغ جدائی رنج عزیزاں
سہ کے اٹھائے مادر مضطر
ہے یہی اصغر کیا تری مرضی
چین نہ پائے مادر مضطر

اب ہے کہاں پوچھ تو بتا دے
کس طرف آئے مادر مضطر
ایسا نہ ہو یہ روتے ہی روتے
خلق سے جائے مادر مضطر
اب ہیں اکبر جس کو بلا کر
پاس بٹھائے مادر مضطر

ہائے خدا آ دیر نہ کر اب
غم کو بھلائے مادر مضطر
رن میں پیارا تو جانے کے قابل
شادی رچائے مادر مضطر
خون گلو سے سرخ ہے کرتا
دولھا بنائے مادر مضطر

ہفتوں کے دن ہو گئے پورے
طوق بڑھائے مادر مضطر
دور نہیں اب غم میں جو تیرے
جان گنوائے مادر مضطر
اصغر ناداں شکل دکھا جا
سُن سے بچائے مادر مضطر

از سر نو پھر زندہ ہو تجھ کو
دیکھ جو پائے مادر مضطر
دے گیا اکبر داغ جدائی
کس کو دکھائے مادر مضطر
پاس سے احسن کہتی تھی یا بچہ
کس جگہ جائے مادر مضطر

نوحہ

پالا چھاتی سے لپٹا کے پانی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
چھوڑی ساری گھر کی صفائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
گھٹے کے گرد تیرے اک تیر کاری لگی کے بانو کو صغریٰ پیاری
کربلا میں لٹا کر کمائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
دودھ گیا نہ پانی بھی پایا ہائے مرنے کا پیغام آیا
دم کے دم میں اجل کھینچ لائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

یہ نہ سوچا بجز حیف بیکس کی حال کیا ہو گا اور کا میری
میری بھی یاد کچھ بھلوائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
ہتھ سے تیر لب پہ چھن کو ز تشنگی جا بچھائی معتبر
آگ پر میرے دل میں لگائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
کچھ تسلی نہیں دیا رے دل میں پہ قابو نہیں جب سے
برچھی سینہ پہ اگر کے لگائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

ہیں تو موجود ہوں لو صغر در دول کہاں سے اٹھا کر
صد سے تم پر سے ہو جاؤ نی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
تم تو تنہا نہ سوتے تھے دم بھر اکیلی نیند جنگل میں کیونکر
جا کے کس بن بستی بسائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
مشورہ بھی نہ کچھ مجھ سے چاہا بحر ہائے افسوس رکھی
ساتھ خدمت کو چلتی یہ دائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

رہ گئے گھر سے نکلے کو نکلے پانی پینے گئے تھے یہ کیسے
اسکے دن نہ صورت دکھائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
یاد کر کر کے تم کو معتبر جان میں ونگی من لو یہ اصغر
رہ سکو گی نہ ہرگز جدائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
وقعتاً تجھ کو دل سے بھلایا پاس خدمت کا بھی کچھ نہ پایا
ہائے اے حسرت کہاں جا کے پائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

لو وہ چلی ریت پہ سے جان کا خوف خطر
ہونٹ لب پہ ہے خشک اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

ہے سبب پہ تاسو کا غضب ہو سکے اگر جان پہ
وہ شہ لیا سے ہی کفن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

اوتاسے سکتا واری ہے مجبوری سے لاچاری ہے
بے مصیبت ہے کفن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

بیکس ہے سلطان زمن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
بابا کو تشنہ دہن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

کیا ہم ہی با ہم نہیں مظلوم ہیں ظالم نہیں
سب صبر ہی اپنا چلن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

گریاں ہیں سب جن و ملک انساں نہیں ہے اور فلک
دیکھو تو چرخ کہن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

اصغر کے ماں کہو کیا جانی تشنگی ہو تو نہ پیا پانی
وہ بچہ نادانی میں گھٹ کے گلا ہے اصغر کہاں ہم سے چھٹا

پھر ان کو شمشیر پہ لٹکا سر جیسے کوئی بکی یاد اکرم
پھر گئی ہائے ساری صفا نہ میرے اصغر کہاں ہم سے چھٹا

نوحہ دیگر

افسوس باغ دہر سے جاتے ہو میرے سامنے
دیتے مجھے ہو تم تو کفن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
ٹکواؤ گھٹاؤں دلربا یا باپ کو دیکھو ذرا
ہے چور زخموں سے بدن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
احسن تھا ہر فرد بشر بیتاب و مضطر نوحہ گر
سُن سُن کے یہ شہ کا سخن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

اپنا بجز ذات خدا کوئی نہیں ہے دوسرا
ہم ہیں مسافر بے وطن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
گر خون میں کرتا بھرا روتے ہو کیوں ڈر گیا ہوا
اچھا بدل لو پیرہن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
دیکھو نہ تڑپو لاڈلے زخم گلو کی راہ سے
سب بہہ گیا خون بدن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

دل کو سنبھالیں یا تمہیں یہ تو بتا اب ہیں
لاحق ہیں سو رنج و محن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
اٹھو کہ ہم ہیں منتظر خیمہ میں بانو مضطرہ
بیٹھی سیئے ہے پیرہن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں
آتا ہے اب اٹھا ہوا منہ کو کلیجہ باپ کا
یوں خاک پر رکھ کر دہن اصغر نہ رگڑو ایڑیاں

نوحہ

نوحہ کرتی تھی بانو مضطر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
میرا حق میری محنت بھلا کر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
جب پانی کی گود میں تمکو پالا کیا ہو گا اس وقت سوچو
رحم کھاؤ مری بیکسی پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
نوجوان بھائی اکبر تمہارا جا کے رن میں گیا ہائے مارا
اسکے غم میں ہوں پہلے ہی مضطر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر

پھر چھپا کے گلے پر جو تم نے زخم سہا لگا دیکھو پھر سے
دونوں بسمل ہیں مظلوم و بے پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
جاؤ ملک عدم کو نہ تنہا لیچلو ساتھ ماں کو بھی بیٹا
کرتی خدمت چلی گی برابر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
رن کو جاتے ہیں شاہ مدینہ جان کھوتی ہے رو رو سکینہ
غم کی چھائی گھٹائیں ہیں گھر پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر

پیاسا سینے سے تم کو تھا پالا آج سینے کو سونا سا چھوڑا
پہلو ارماں [illegible] لیکر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
رن میں ہے بپا شور قیامت پائی ابن علی نے شہادت
اب مصیبت کا ٹوٹی ہے سر پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر
پیچھے گھر میں [illegible] سلطان کا ہوتا ہے گا
[illegible] سکی گی نہ گودی میں لیکر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اصغر

ابن حسن قاسم جواں بھائی تمہارا تشنہ لب
تن سے نہ ہو الگ سکا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم
زینب کے لخت دل عون و محمد ایک دم
دونوں ہوئے ہم سے جدا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم
چھٹنے ہوئے اقربا ہمراہ تھے سب باوفا
دل سے [illegible] حق پہ فدا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم

ہاتھ سے شاہ کربلا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم
سب قافلہ ہم سے چھٹا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم
جالی عبد رسمی ولقب عباس بھائی بھر پر
ٹھنڈک جگر کا سو رہا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم
مجبور ہو کر پیاس سے اصغر تشنہ لب بیں
گھوڑے سے راہی ہو گیا صغرا نہ چھوڑو ساتھ تم

جس سے کہ زینب جاتی تھیں پیر بھی جوانی ہو گیا
ساتھ ہو کر چلی تھیں وہ اور ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا
سب بام پر تھے سر جھکا کہتی وہ جاوید غم
کہتی تھی پیاسی آہ بھر کر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ صغرا

نوحہ دیگر

[illegible]

نوحہ

آجا رے اصغر آجا
بلکتی ہے خواہر آجا
خالی ہے گودی ماں کی
صدمہ ہے دل پر آجا
بھائی لٹا ہے کس جا
روتی ہے مادر آجا

کیا جانے کہاں چل کے گئے سب کے اور پیں
چھٹتا ہی نہیں کچھ مجھے مفہوم برادر
اب بہر خدا تم ہی مجھے شکل دکھادو
دیکھوں ہوا سیراب بھی حلقوم برادر
آجس در زنداں پہ وہ آکر بھی ہاکی
آجا مرے اصغر مرے مظلوم برادر

کس طرح ترا حال میں دریافت کروں اب
سب جاہ و حشم ہو گیا معدوم برادر
اتنا مجھے کوئی جو سمجھے تم سے ملاوے
ہوں اس لئے میں اور بھی مغموم برادر
ملتے نہیں جو مجھے اکبر نہ شہ دیں
ہے لخت دل عموئے مسموم برادر

مجھ کو ہے تجھ سے الفت
ہوتی ہوں مضطر آجا
تکتی ہوں رستہ کب سے
بیٹھی ہوں در پر آجا
خالی ہے جھولا تجھ بن
سونا ہے سب گھر آجا

بھائی جو تو ہے کمسن
ڈرتی ہے خواہر آجا
چلتے ہیں حربے رن میں
خیمے کے اندر آجا
سنتا بھی ہے پھر میری
کہتی ہوں رو کر آجا

جی تو ہے اچھا کہدے
کیسا ہے دلبر آجا
برپا ہے ماتم تیرا
روتا ہے گھر بھر آجا
سوجی ہیں آنکھیں میری
غم سے ہوں ششدر آجا

تم چھٹتے ہو اکبر نہیں ہیں اور نہ مرے قریب
واللہ لے لوں نظر اصغر نہ مجھکو چھوڑنا
دریا پہ گر جاؤ گے تم پھر کہ نہ پھر آؤ گے تم
پہچانو گے واں خوں میں تر اصغر نہ مجھکو چھوڑنا
جب تم نہ میرے پاس ہو پہچان کی پھر آس ہو
دیتی ہیں آنکھوں پہ اصغر نہ مجھکو چھوڑنا

بانو یہ بولی پیٹ سر اصغر نہ مجھکو چھوڑنا
مر جاؤں گی یہ نوحہ کر اصغر نہ مجھکو چھوڑنا
آنکھیں پھرائے بچہ جو تم کدھر کو یہ کیا جاتے ہو تم
پھیرو نہ تم مجھ سے نظر اصغر نہ مجھکو چھوڑنا
اکبر تو مجھ سے چھٹ گئے سر بھی کٹے بابا کا
لٹ جاؤں گی میں سر بسر اصغر نہ مجھکو چھوڑنا

نوحہ

پانی بھی پایا تو سے
تشنہ تھا اصغر آجا
جاتے ہو تم بیکل اب مقتل
سے ہیں سرور آج
روروکے ہر دم احسن
کہتی تھی خواہر آجا

ایسا نہ ہو کہ زخم گلو پھٹ جائے زیادہ اصغرو
پھر خون ہائے دلاور اصغر نہ تڑپو اس قدر
پینے کا ہائے ہو اگر پیاسے ہائے ہائے ہو اگر
کھاتا ہے تیر پیاسے حلق پر اصغر نہ تڑپو اسقدر
بچے کے ہائے لہو گلو کا منہ میں تمہارے بھر گیا
اور ہوگے سب جہاں میں ترا اصغر نہ تڑپو اسقدر

ہو سامنے تشنہ جگر اصغر نہ تڑپو اس قدر
صدقے پدر قربان پدر اصغر نہ تڑپو اسقدر
کچھ پیٹے کا ہی سن گو شیر خواری کے ہیں دن
پیاسے ہو حیدر کے نگر اصغر نہ تڑپو اسقدر
ہے ہے ہو ایسا کہیں جاتی ہے جان بے چین
کر جاؤ دنیا سے سفر اصغر نہ تڑپو اس قدر

السلام مجھ سے کام آنا تم میری سپر بچانا تم
لوٹیں جو آ کر اہل شر اصغر مجھے چھوڑ نا
اشرف یہ کر کے بیان روتی تھی بانو خستہ جان
پیاسے مرے جان و جگر اصغر مجھے چھوڑ نا

نوحہ دیگر

ستم جوش کہ صغریٰ کی کیا ہو نصیب غم سے منصف عادل
یہ بچہ مرا ناقۂ صالح سے تھا کم اے منصف عادل
پانی کی عوض حلق پہ ہی تیر لگایا کچھ رحم نہ آیا
کرتے نہیں کس جور و جفا ترک و دیلم اے منصف عادل
بچے کا بھلا جرم تھا کیا اتنا نہ سوچا اور کچھ بھی نہ سمجھا
بے مہر و دغا باز تھا کیا حرملۂ ظالم سے منصف عادل

بیٹا کہیں ایسا نہ ہو ہاتھوں سے چھٹ کر گر پڑو
دیکھو یہ بڑھاپے پدر اصغر نہ تڑپو اس قدر
واصف نہ کر آگے بیاں کہتے تھے شاہ انس و جاں
اب تو خدا کو مان کر اصغر نہ تڑپو اس قدر

نوحہ دیگر

تھکے گلے سے تیر کو کیونکر نکالوں کھینچ کر تو
تھراتا ہے میرا جگر اصغر نہ تڑپو اس قدر
کاندھے سے لگ جاؤ مرے تا میں نکالوں تیر یہ
اور لے چلیں پیارے کو گھر اصغر نہ تڑپو اس قدر
ٹوٹی ہے بابا کی کمر چھلنی ہے بابا کا جگر
زرہ ہے ہاتھوں میں پسر اصغر نہ تڑپو اس قدر

ہچکی لیتے ہو مری گود میں آؤ بھائی
پھیلائے ہاتھ بھی ہے خواہر جواب دے
پہچانتی ہوں بول نہیں سکتا ابھی
پیاسے اشارے ہی سے ہمک کر جواب دے
اعدا سے تیر اور تو ارا بھر کے مر گئے
تو کس سے کہتا ارا علی اصغر جواب دے

ہمکی تھی رو کے لاشے سے مادر جواب دے
اے میرے تشنہ لب علی اصغر جواب دے
بابا کے ساتھ پانی تو پینے گیا تھا لال
اعدا نے کیا دیا ہمیں ساغر جواب دے
اس سن میں تیری پیاس کی شدت بیاں نشاں
کیا گذری کھا کے تیر ستمگر جواب دے

احساں ہیں تری راہ رضا میں ہمیں آزار گو سخت ہوں دشوار
مطلوب تری یاد ہے ہر لحظہ ہر دم اے منصف عادل
دشوار ہے بیشہ پہ اصغر کی جدائی خالق کی دہائی
ماہر پدری سے ہوئی اب میری کمر خم اے منصف عادل

نوحہ دیگر

مجھ کو اجاڑا اور بسایا
پھولے سے سرور ماں واری
ایسا نہ ہووے اور کسی کا
الٹا مقدر ماں واری
دیر ہوئی ہے آؤ سلاؤں
بچھا ہے بستر ماں واری

آ جا اصغر ماں واری
صدمہ ہے دلبر ماں واری
روتی ہے گود میں لینے کو
ننھی سی خواہر ماں واری
چاہتا ہے دل مانگ لو پھر تم
دودھ کو رو کر ماں واری

قسمت بھی تیری کوئی بڑھائے پنائی میں
ہچکی ہے کیا یہ اور مضطر جواب دے
ٹھنڈے ہیں ہاتھ پاؤں پھری ہیں جو پتلیاں
کیا چل بسا تو جانب کوثر جواب دے
کافی بیان ہاؤ کرے کس طرح رقم
روتی بھی اور ہچکی بھی اصغر جواب دے

کہتی تھی پھر بانو پیٹتی یوں
اصغر اکبر ماں واری

نوحہ دیگر

بابا کی سونے کچھ پی کھو گئے
اے شکل بی ماں سے بھی اب چل کے گئے

بابا نہ ہے اور جنگل ویراں
کس کا گھر در ماں واری
ایک برس کے بچھڑے ہوئے تم
ہائے مقدر ماں واری
جس کے مریں سب چھوٹے بڑے پھر
کیوں نہ ہو مضطر ماں واری

گور کی بستی ہے اندھیاری
آؤ چلو گھر ماں واری
گو کہ مٹی اور مانگ بھی اجڑی
بن گئی مجھ پر ماں واری
ننھے مسافر مجھ کو بھی لے لے
گور کے اندر ماں واری

نوحہ

آئے ہیں اصغر علی خوں میں نہائے ہوئے
موت کی ہچکی لگی خوں میں نہائے ہوئے
مٹھیاں دونوں بندھیں سینے کے اوپر دھری
آنکھیں کھلیں کچھ مندی خوں میں نہائے ہوئے
مارتے ہیں دست و پا ڈھلتے ہیں سر ننھا سا
جاتے ہیں پیش خدا خوں میں نہائے ہوئے

گو ہم تھے لب گور مگر شاد تھے بیٹا
سمجھے تھے جو مر جائیں گے تم ہمیں روؤ گے
افسوس سے خاک میں ارمان ہمارے
یہ ہمکو گماں بھی نہ تھا اس سن میں مرو گے
کافی مجھے امید ہے اے سبط پیمبر
لاریب مری حشر میں امداد کرو گے

صدمے سے ہم پدر مر گئے یا عالم غش ہے
خاموش ہو کیوں داغ تو تم ہمکو نہ دو گے
اے جان ہم ہیں پیر مگر تم تو جواں ہو
کیا بوڑھوں سے تم پہلے ہی ناشاد مرو گے
مادر بھی کھڑی خیمہ پہ تمکو ہے بلاتی
مضطر کی قدمبوسی کو اے جان چلو گے

نوحہ

شہ بولے آ کے لاشہ پہ اکبر جواب دو
بابا سے کیوں خفا ہوئے دلبر جواب دو

حسرت کا یا ہجوم ہے یا دل میں درد ہے
رکھا ہے ہاتھ کس لئے دلبر جواب دو

تنہا کہو کہ جی کے کرے ہائے کیا حسین
اکبر مرے شبیہ پیمبر جواب دو

جان کے زندہ پسر بانو چلی لینے پر
رہ گئی بس دیکھ کر خون میں نہائے ہوئے

رو کے کہا خیر ہے جان پہ کیا کر گئے
آئے ہو یوں کس لئے خون میں نہائے ہوئے

زندگی اس ماں کی کیا جس کا پسر چاند سا
آئے منین یوں بھلا خون میں نہائے ہوئے

منہ کا ہے ڈھلکا ہوا دم بھی ہے اکھڑا ہوا
سینہ میں الجھا ہوا خوں میں نہائے ہوئے

آنکھیں کبھی کھول کے شہ کی طرف یاس سے
رو گئے ہیں بس دیکھتے خون میں نہائے ہوئے

غش ہوا لے بیبیو آئے ہیں اصغر بھی لو
آخری تسلیم کو خون میں نہائے ہوئے

پھٹتا تھا سینہ کانی جب شاہ کہتے تھے
اکبر جواب دو مرے دلبر جواب دو

نوحہ دیگر

خیمے میں جو اٹھی ہے صدا ہائے پیارے علی اکبر
کس جرم و خطا میں گئے تم ہم سے ہائے پیارے علی اکبر

تابوت اب بنا کے تمہارا میں کس طرح
لیجاؤں تم کو خیمہ کے اندر جواب دو
پیری میں لاش دیکھے جواں بیٹے کی پدر
یہ بھی رسم کیوں علی اکبر جواب دو
شکوہ رکھا تھا چھاتی پہ میں نے ہائے ہائے
زیر زمیں دباؤں میں کیونکر جواب دو

دیکھو کہ ماں بھی تمہاری در پر پکارتی
خاموش کیوں پڑے ہو زمیں پر جواب دو
ملتی ہے خاک میں مری محنت کرو خیال
کھولو ذرا تو دیدۂ انور جواب دو
بانو پکارتی ہے کہ اکبر کہاں ہو تم
مادر تو آئے خیمے کے باہر جواب دو

پیاسے گلے پہ کھائی کہ چھٹا تھا جگر جب ہم کبھی کبھی بیتاب
لائے گلیوں سے گھر اٹھوں کے نانے ہائے ہائے علی اکبر

نوحہ دیگر

شاہ سے رو رو کے کہا مادر نے اکبر کہاں
بہن سے تڑپ تڑپا تھا رو رو کے اکبر کہاں

اس امت بے دین کو ذرا رحم نہ آیا مارا انہیں پیاسا
کیا ظلم کئے تجھ پہ بتاؤ تو پیارے ہائے ہائے علی اکبر
جب کہتے تھے اکبر علی اکبر علی اٹھو سوتے تھے بیدار
بتلاؤ تو اب ماں تمہیں کیا کہہ کے پکارے ہائے ہائے علی اکبر
روتی تھی پیٹتی تھی سر کو کہتی تھی کیا ہو گیا کیا ہو گیا ہے چھٹ گئی
کچھ پاؤ آرام بھی ہمشیر سے بن نہ دلا رہے ہائے ہائے علی اکبر

ہر چند میں کہتی رہی تم رن کو نہ جاؤ افسوس نہ مانے
آخر کو گئے چھوڑ کے مجھ کو ترا کے رکن ہائے ہائے علی اکبر
کہتی تھی بہن بھی دفن کروں گی مرسا جانی پر رنج خبر تھی
اٹھارویں ہی سال میں تم جاؤ گے مارے ہائے ہائے علی اکبر
کرتی تھی صدا شاہ کرم چھوڑ کے چلے بن شادی کرونگی
افسوس ملے خاک میں ارمان وہ سارے ہائے ہائے علی اکبر

پیاس کی ہے تشنگی یا کوئی برچھی لگی
یا پھری چھری گلے سے چھا دردی اکبر کہاں

پیری میں سے نوجواں چھوڑ چلے تم کہاں
دیجئے ہم کو دکھا درد ہے اکبر کہاں

رنج ہے کچھ یا کہ غم دکھ ہے یا کچھ الم
سینے میں ہے غم چھپا دردی اکبر کہاں

کرتے نہیں کچھ بیاں کھلتی نہیں ہے زباں
ہاتھ اٹھاؤ ذرا درد ہے اکبر کہاں

پہلو میں ہے دل میں ہے سینہ بسمل میں ہے
کچھ تو کہے دو پتہ درد ہے اکبر کہاں

نور نظر تم ہوا کچھ کو نہیں سوجھتا
ہاتھ سے کر دو پتا درد ہے اکبر کہاں

سن کے یہ پوچھ پسر کے چلے پدر
کر دیئے سینے پہ کیا درد ہے اکبر کہاں

کافی کروں کیا بیاں مر گیا وہ نوجوان
کہتے رہے شہ پتا درد ہے اکبر کہاں

نوحہ دیگر

ماں نہ ہمیں کی یہی ہائے اگر تیرا بھی
ہو گیا اصغر وہ حال صدقے تری پیاس کے
پینی پہ تو جل گیا دل مرا گھبرائے گا
زندگی ہو گئی بیاں صدقے تری پیاس کے
منہ سے ہچکی نہ تھی یہ وہ سے تصدق ترا
پیسے [?] مجھکو لال صدقے تری پیاس کے

دیکھ ہی ہاتھ لہو بطور میں پھڑ پھڑ کے اور
گل سے ہیں مرجھائے گال صدقے تری پیاس کے
ہوتا ہے وہ تو الم سوکھی زباں ہے ہمدم
منہ سے نہ باہر نکال صدقے تری پیاس کے
کس کا جگر لاؤں میں ہچکیاں جو ہیں تھمتیں
تیر کے کھائے کہاں صدقے تری پیاس کے

بانو یہ کہتی تھی لال صدقے تری پیاس کے
ننھا سا جی ہو نڈھال صدقے تری پیاس کے
تجھکو گماں ہے عار کچھ نہیں پروا نثار
پانی بے منا محال صدقے تری پیاس کے
ایک تو کھا کر سناں چل بسے اور تم یہاں
بچے نہ ماں کو نہال صدقے تری پیاس کے

مرتا ہے گر تو جا بھی مارتا جا مجھ کو بھی
بانو کے پر جیتے جی اے علی اکبر نہ جا
ہچکی ہے سو ہووے گی دیکھوں تو پھر کیسے جی
اور کوئی دم ابھی اے علی اکبر نہ جا
چھوٹ رہے نہ اکبر میں اور بحال حزیں
بانو یہ کہتی رہی اے علی اکبر نہ جا

جلدی ہے کیا جاتا ہو آگ تو بجھ جانے دو
ہے مری حالت بری اے علی اکبر نہ جا
منہ تو ادھر کو پھراؤ بات ذرا سنتے جاؤ
آئی ہو ماں غمزدہ اے علی اکبر نہ جا
بانو کے سر کی قسم اٹھے نہ آگے قدم
پھر ملا دو نہیں اے علی اکبر نہ جا

نوحہ

بانو یہ کہتی چلی اے علی اکبر نہ جا
میں ترے صدقے گئی اے علی اکبر نہ جا
میرے کلیجے کا حال غیر ہے اے نونہال
پھرتی ہے مجھ پر چھری اے علی اکبر نہ جا
سوجھتا مطلق نہیں آنکھوں سے اے مہ جبیں
آگ ہی بھڑکی ہوئی اے علی اکبر نہ جا

نوحہ

ہائے پیوں نوحہ کہ موت نہ آئی مجھے
گئے اکبر سفر موت نہ آئی مجھے
جس کا تھا جینے کا سن اُس ہمراہ دیکھوں کفن
اس سے چھٹا پا کے موت نہ آئی مجھے
چوب سناں سے چڑھی زلف پریشاں تری
آہ ہے ہر دم لگا موت نہ آئی مجھے

کیوں علی اکبر پسر آگے مرے تیرا سر
کٹ کے چڑھا نیزے پر موت نہ آئی مجھے
سوچتی تھی پیشتر مر گئے اکبر اگر
میں نہیں جینے کی پر موت نہ آئی مجھے
زاہد کاں پسر حور شمائل پسر
حیف کی جائے کہ موت نہ آئی مجھے

پیدا جسے رہنا تھا جو رعد و سہنا تھا
اس سے نہ بچ ہے پسر موت نہ آئی مجھے
بالوں سے شام و سحر آہ میں عمر بھر
کیسے یہی کی بسر موت نہ آئی مجھے

نوحہ دیگر

پیاسے ہو گر ہم جان من میں بھی تو ہوں تشنہ دہن
جاسے [illegible] اگر ہم نہ تڑپا اس قدر
[illegible] ہر سے گر چاہ اں کھائی سے کیا انکی سناں
[illegible] جاتی رہی پھر اگر ہم نہ تڑپا اس قدر
کیسی [illegible] گوہ غم کے [illegible]
[illegible] دل رہا جان [illegible] اگر ہم نہ تڑپا اس قدر

ہم وصل رہتے ہیں کیوں میاں جانی ہو گیا سو ہجر اب
رکھو ہم سے نازو ادا ہم اگر ہم نہ تڑپا اس قدر
آتے ہیں کھا کر ٹھوکریں ہم ڈھونڈتے دل رہیں
باتیں کرو پھر بگڑ کر ہم نہ تڑپا اس قدر
قوت ہری راحت ہری سب دفعہ جاتی رہی
شکل ہی رشک قمر اگر ہم نہ تڑپا اس قدر

کہتے ہیں شہ با چشم تر اگر ہم نہ تڑپا اس قدر
صدقے تمہارے ہو پھر اگر ہم نہ تڑپا اس قدر
اس حال میں آئے نہ تھی بیٹھیں ہنس با چھلا
پھر کیوں یہ نوبت جگر اگر ہم نہ تڑپا اس قدر
تم نے ہی دیدی جان اگر تجھ پہ وہ چھلا
زندہ رہے کاکب پھر اگر ہم نہ تڑپا اس قدر

[illegible]

پھوپھی تم ہی پھوپھی شکل اپنی ہمیں دکھلا جاتی
جا کے آرام سے تم ماں سے ہاتھ سینے پہ سر کا دینا
سمجھو کر میں ہوں تم میں ہی لکھا ہے نہ پاس آیا
سینے اور گلا یا ... کی ہم سے ... ہاتھ سینے سے سر کا دینا
پیچھے سے آئی ... کیسی چھپ کے پڑھے پہ بتا
تم جان پہ ... سے ہاتھ سینے سے سر کا دینا

لاش اکبر پہ شبیر ... ہاتھ سینے سے سر کا دینا
جان پہ سے پایا نہ ... ہاتھ سینے سے سر کا دینا
چھوڑ کے چلے تم ... تمہاری ماں نے کیا چھلا دینا
پڑھی سینہ پہ کھائی پیاسے ہاتھ سینے سے سر کا دینا
کیا کیا ... غم کیا سے ... کیوں نہیں کیا ہوا
آ کے کیوں ... ہاتھ سینے سے سر کا دینا

اجی تمہاری زباں دیکھو تو سہی یہاں
پوچھوں نہ کیونکر میاں مرنے کو کیا آئے تھے
جلد میں کربلا جا کے مروں لوگ تا
ہائیں تجھے کہاں مرنے کو آئے تھے

نوحہ دیگر

ہاں کو مرے مہ لقا ہوتی ہے الفت سوا
دل پہ ترے پیار سے چلگئیں کیا برچھیاں
کیسے سمجھے کافر نہیں رحم جو کھایا نہیں
چھید اتن نازنین چلگئیں کیا برچھیاں
کھو کے چلے دل کا چین بلبل باغ چمن
آہ مرے نوعین چلگئیں کیا برچھیاں

کری تھی یادریاں چلگئیں کیا برچھیاں
اگر گرشتہ وہاں چل گئیں کیا برچھیاں
زخموں کی گنتی نہیں پتلیاں بھی پھر گئیں
جاتے ہی رن میں کہیں چلگئیں کیا برچھیاں
کیونکہ نہ تڑپے یہاں سال تھا اٹھا ہوں
بیاہ کے دن سے جواں چلگئیں کیا برچھیاں

ہوتا معلوم اگر مجھکو ایسا تھی تمکو اجازت نہ دیتا
زندگی موت ہے بن تمہارے ہاتھ سے سینہ پر کا دیتا
اب کرے کیا بیاں آگ کافی بچھے آواز لاش سے آتی
کہتے جنت کو شہ بھی سدھارے ہاتھ سے سینہ پر کا دیتا

نوحہ دیگر

پہنچے تو سکے کیوں لاؤ دکھی دولہا کو دکھاؤ
قصہ ہوا مختصر چمن سے اب سوئے
جب رہی اپنی جاں کس کا پدر کس کی ماں
آب بھی [illegible] اور یہ گھر چمن سے اب سوئے
اے ماہ منیر اب ہی پہنچے گا تیر
ہم سے لگے رہے گا [illegible] چمن سے اب سوئے

نوحہ

شہ سے کہا تھا پسر چمن سے اب سوئے
حشر تلک بے خطا چمن سے اب سوئے
آج سے پھیلا کے پاؤں گور کے اندر کی چھاؤں
سو رہے جس میں نہ تیر چمن سے اب سوئے
دیکھے گی یہ جا در ماں کو دکھانے کو لاؤ
جاتا ہے مرنے پدر چمن سے اب سوئے

بچو بتاؤ کہاں اسے پسر نوجواں
کھا کے ہوا نے نشاں چل گئیں کیا برچھیاں
ابن سے ہوا مصر قدموں پہ رکھا تھا سر
جیتے نہ آئیں گے پھر چل گئیں کیا برچھیاں
کاٹی ہے بن بیاباں چل بسے اکبر جواں
ہائے گئی ہائے ناتواں چل گئیں برچھیاں

ایسا نہ ہو یہ دیکھ کے سکتہ پڑا اس حال سے
رو رو کے ہی جان دے مشک و علم پھر تھام لو
نکلی تھی سکینہ دم بدم ہوتی ہے لو اب جیتے تم
بھائی نہیں میری قسم مشک و علم پھر تھام لو
کچھ تم نے اے بھائی سنا کہتی ہے یہ مہ لقا
بابا میں خود کہہ دوں ذرا مشک و علم پھر تھام لو

کہتے تھے شہ رو رو کے یہ

نوحہ

بھائی سکینہ ہی کھڑی مشک و علم پھر تھام لو
پھوٹا دل بھائی بڑا ہوتا ہے نازک دیکھنا
ابھی ہے یہ دنیا کے ذرا مشک و علم پھر تھام لو
تم سے تھا اسکا دل لگا تم سے زیادہ انس تھا
پھر شہ ہر دو سرا مشک و علم پھر تھام لو

خلد میں پھر جھولیو مسکن پہ پھر جھولیو
ایسا نہ ہو بے خبر چین سے اب سوئیے
کھو دنا صغریٰ پہ قبر ہم پہ نہایت ہے جبر
خانہ بے غم کا پُر چین سے اب سوئیے
چاہتا ہے دل تمہیں روضہ شہ کے قریں
زیر زمیں لیٹ کر چین سے اب سوئیے

اے دلبر حیدر اٹھو ثانیِ جعفر اٹھو
دکھلا کے شانِ جعفری مشک و علم پھر تھام لو
گو پیاس ہے اور بھوک بھی سب اقربا بھی مر چکے
کچھ غم نہیں گر تم ابھی مشک و علم پھر تھام لو
لاکھوں ادھر اشرار ہیں ہم بیکس و ناچار ہیں
گر ہے محبت بھائی کی مشک و علم پھر تھام لو

[illegible] اے عباس علی [illegible]
سو جان صدقے اخی مشک و علم پھر تھام لو
ہو مینہ کنارے گر کے بھائی جان [illegible]
کر کے دوبارہ زندگی مشک و علم پھر تھام لو
جی چاہتا ہے ماہ رو دن کٹے میرے روبرو
ہتیار سب سج کر دی مشک و علم پھر تھام لو

کہتی ہوئی یہ عمو کی لاش پہ اور جا پڑی
آئی بھتیجی آپ کی مشک و علم پھر تھام لو
دیکھو تو عمو اک نظر ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر
کہتی ہوں میں یہ نوحہ گر مشک و علم پھر تھام لو
کافی یہ کر کے بیاں غش ہو گئی وہ نیم جاں
کہتے رہے بس بھائی جاں مشک و علم پھر تھام لو

کو دیکھا نہیں جاتا پڑے خوں میں ہو غم سینہ اس طرح چھدن
دل پہ لگتا ہے اک غم کا نشتر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
اب کروں کیا میں بس ہائے جی کہتی ہے فرزند و اشک کوئی ہائے مجھے
کوئی خنجر پھرا دے گلے پر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
تم کو چھوٹا سا وطن میں پالا ہے جوانی میں اب ہائے تنہا
چھوڑ دوں میں بھلا تم کو کیونکر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر

کہتی تھی لاش اکبر پہ مادر کہا ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
مجھ کو تم چھوڑ کر جاتے ہو کس پہ ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
ہو سکے جو دو گھڑی جو رو سہارا پڑی ہوں ہائے جان مضطر
دیکھو دیکھو ہوں خیمے سے باہر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر
در سکینہ سے کانوں کے لیکر اور خیمہ کو اعدا جلا کر
کچھ نہ چھوڑیں گے تکیہ نہ بستر ساتھ مادر کا چھوڑو نہ اکبر

سایہ طفلیں اس دھوپ میں ہم بھائی ہائے بچا لیتا ہیں
ہے پیاس شدت سے لگی مشک و علم پھر تھام لو
تھا قول تم کا لائے مشک سیدھی کر ہوتی نہیں
چاہو شفا گر تم مری مشک و علم پھر تھام لو

نوحہ دیگر

اور زیادہ پوچھو بیان ہو دل مرا ویران سے
تن میں نہیں جان ہے آنکھیں ذرا کھولدے
پیٹ کے سر کو ابھی میں تو یہ صحرا چلی
دیکھ کے بابو کے بین آنکھیں ذرا کھولدے
ماں ہوں تری مہ لقا کر رہی ہوں التجا
دل نہیں بس میں مرا آنکھیں ذرا کھولدے

ہائے یہ چلائی ماں آنکھیں ذرا کھولدے نوحہ گر
سو چکے لے نونہال آنکھیں ذرا کھولدے
پانی تو جانی لگا اب ہے ستم پانی روا
ظہر کا وقت آگیا آنکھیں ذرا کھولدے
شاہ کھڑے روتے ہیں شکوے منہ چھوٹے ہیں
اتنا نہیں سوتے ہیں آنکھیں ذرا کھولدے

اس جوانی میں جو لاش دیکھی پسر کی حسرت بیاہ کی نہ ہوئی
کس طرح دیکھا کروں میں پسر ساتھ اماں کا چھوڑو نہ اکبر
ہائے پیاسے تین دن کے پیاسے تجھ کو ارمان تھا بیاہ کی
جز تمہی تھی اپنا سمجھ کر ساتھ اماں کا چھوڑو نہ اکبر
بیکل کا ہی نہیں ضبط زاری غش میں بھی لیلیٰ یہ تو کہا
ہائے مجھے کیوں ہو دیکھے دلبر ساتھ اماں کا چھوڑو نہ اکبر

لے کے بلائیں تری چاند سی تصویر کی
اے مرے آرام جاں کاش کہ مرجاتی میں
زلفیں بھری خاک میں خون سے رنگیں لباس
دیکھوں میں کیونکر میاں کاش کہ مرجاتی میں
دکھ سہو تیری پڑی سر پہ گھڑی ہو بھی
بخت سے مجھ پر گراں کاش کہ مرجاتی میں

بانو نے کی یہ فغاں کاش کہ مرجاتی میں
بیٹے تم اکبر جواں کاش کہ مرجاتی میں
اے گل باغ حسین تجھ سے ترسے کئی دن
رہ گئی تم بن خزاں کاش کہ مرجاتی میں
حیف مری زیست پر جسم ترا گلبدن
زیر زمیں ہو نہاں کاش کہ مرجاتی میں

پھر نہ چلا کچھ ترا رشک تو مرا دیر کر
بہر خدا مجھ بھرا آنکھیں ذرا کھول دے
سارا اٹھا روؤں کی گھر ماں سے تو نے کہا پسر
تو علی اکبر ارے آنکھیں ذرا کھول دے
مر چکی تجھ پہ وہ میتیں آنکھیں ذرا کھول دے
بانو یہ کہہ کر تھکیں آنکھیں ذرا کھول دے

اعدا برہنہ سر کریں اور مقنع چادر چھین لیں
بالوں سے لیجو منہ چھپا اے شہربانو الوداع
دنیا کی دولت خاک ہے اور دین کی عزت پاک ہے
تطہیر ہے اپنی ردا اے شہربانو الوداع
روتے تھے سب اہل بیت ہنستے تھے سب اعدائے دیں
کہتے تھے جب شاہ ہدا اے شہربانو الوداع

نوحہ

شہ نے کہا حافظ خدا اے شہربانو الوداع
ہوتا ہوں اب تم سے جدا اے شہربانو الوداع
ہر چند ہے رنج و محن اور ہے مصیبت یہ کٹھن
بخشے خدا صبر و رضا اے شہربانو الوداع
حاکم خدا معلوم ہے شرع نبی معلوم ہے
کیجو نہ غوغا و بکا اے شہربانو الوداع

ہائے مقدر مرا دیکھوں میں او بیمار لال
برچھی جو کھا کر یہاں کاش کہ مر جاتی میں
گود بھی خالی ہوئی تم بھی سفر کر گئے
رہ گئی رو یکو ماں کاش کہ مر جاتی میں
غم میں پسر کے مثیل بانو کو ہر صبح و شام
تھا یہی ورد زباں کاش کہ مر جاتی میں

باہیں گلے میں ڈال کے اور منہ پہ منہ رکھ کر کے
بابا ترا رن کو چلا ہے اے سکینہ الوداع
اب ہم کہاں اور تم کہاں دیکھو گی کیا کیا خواریاں
مل لے گلے سے میری جاں لے اے سکینہ الوداع
بابا یہ فرماتے ہیں اے ہمرہ ہو وارث والی ہے تو
بچا نہ ضد کرنا کبھو سے اے سکینہ الوداع

الغرض غضب کا وقت تھا ہی عجب وہ دن سخت تھا
جب شاہ نے آ کر کہا اے شہربانو الوداع

نوحہ دیگر

منہ چوم کر شہ نے کہا اے سکینہ الوداع
بابا ترا مرنے چلا اے سکینہ الوداع

ظالم اگرچہ ہیں شقی پر تم بھی ہو آل نبی
مت چھوڑنا راہ رضا اے شہربانو الوداع
اس خاندان میں ہو رہی ٹھوکر سے گذری ہے کبھی
دیکھا چلن یاں کا سدا اے شہربانو الوداع
صبر علی کیا ہو بیاں صلح حسن بھی ہے عیاں
شکوہ نہیں ہرگز روا اے شہربانو الوداع

کل جب او سکینہ جلد آؤ سکینہ
گھر جاتی ہوں رخصت مجھے کر جاؤ سکینہ
دل لوٹتا ہے بابا کا از راہ ادھر سے
تسکین ہو کچھ ناکرا سے بتلاؤ سکینہ
چھپتا ہے ترے باپ کا سر سم سے ایسی
کالی کفنی پہنو تو رنگواؤ سکینہ

فضل خدا سے آجتک پالے رہے چین و بلک
اب غم ہوا اور جور فلک سے اے سکینہ الوداع
تمہاری تقدیر کا اس بن میں میری دیکھا
داغ پدر تجھ کو ملا اے سکینہ الوداع
کیا وقت وہ ہوگا بیٹی جب وقت پا جاں حزیں
کھنچے یہ ہوگے شاہ دیں سے اے سکینہ الوداع

حالت یہ اب کرنا ذری بابا نہ کہنا گھڑی
بن باپ کی تو ہو چکی اے سکینہ الوداع
گذرے جو کچھ رنج و محن اے میری پیاری گلبدن
چھوٹے نہ دادی کا چلن اے سکینہ الوداع
ظالم جو چھینے بالیاں اور کرتے ہوں وہ گھیاں
شکوہ نہ لانا بر زباں اے سکینہ الوداع

نوح

بہنوں سے یہ رو کے کہا ہوتا ہے رخصت حسین
اے لحد مصطفےٰ ہوتا ہے رخصت حسین
گرمی کے دن اسقدر کربت کا سا تھا یہ سفر
خیر خدا کی رضا ہوتا ہے رخصت حسین
گر نہ بلا اب تو جائیگی بچپن کی جان
سب یہ سفر پر بلا ہوتا ہے رخصت حسین

لو کوئی عزا ہم نہیں تم شوق سے آکر
صف ماتم عباس کی بچھواؤ سکینہ
دم دیتی ہیں اور کہنا کسی کا نہیں کرتیں
تم اپنی پھپھی جان کو سمجھاؤ سکینہ
گھبراتا ہے دل واسطہ خالق کا تمہیں کو
اب کرب و بلا منہ سے بلاؤ سکینہ

آیا سر شہ تم بھی بجا لا کے زیارت
آداب سے تسلیم بجا لاؤ سکینہ
تھا ورد تمہیں ہائے پدر ہائے پدر کا
مقصود کو لو سینہ سے لپٹاؤ سکینہ
رخ نیلے ہیں چہرے کا ۔ بھرا ہوا گرد
اب اپنے خریدار کو دکھلاؤ سکینہ

نوحہ

دیتی تھی بانو صدا آؤ جھلاؤں تمھیں
بخشو میری خطا آؤ جھلاؤں تمھیں
آؤ میں قربان جاؤں آؤ گلے سے لگاؤں
روٹھے ہوئے کیوں خفا آؤ جھلاؤں تمھیں
یا تو نہ دم بھر بسر ہوتی تھی مجھ بن گذر
یا یہ کیا دل کڑا آؤ جھلاؤں تمھیں

چھٹ کے مزار حضور ہو گئی غربت بھی دو
ہائے مقدر مرا ہوتا ہے رخصت حسین
دیکھ کے امت کے ظلم زیست ہے اب تنگ
قصد سفر کا کیا ہوتا ہے رخصت حسین
ہلتا تھا قدم میں کہتے تھے جب شاہ دیں
اچھا خدا حافظ ہوتا ہے رخصت حسین

سینہ میں دل گھٹتا ہے نانا وطن چھٹتا ہے
موت کا ہے سامنا ہوتا ہے رخصت حسین
قبر رسول مدینہ ہے یہ وداع آخر
حافظ و ناصر خدا ہوتا ہے رخصت حسین
دشمن جان ہے جہاں جائے تو امن کہاں
چھاتی سے لیجے لگا ہوتا ہے رخصت حسین

لوری

عباسؑ یہ چلاتے خبر لیجئے آقا
سر میرا نہ کٹ جائے خبر لیجئے آقا
سر کاٹنے کو میرا ہیں چاروں طرف سے
تلواریں لئے آتے خبر لیجئے آقا
پامالی کا ہے قصد ستمگاروں کو میری
کوئی گھوڑا نہ دوڑائے خبر لیجئے آقا

ہنسلی کرتے اور لاؤں تجھ کو پہناؤں
پیار کروں خوب سا اور جھلاؤں تمھیں
کرتے میں بھر کر لہو ہو گئی ہوگی
دھو کے سے لے دلربا اور جھلاؤں تمھیں
باندھتی صبح و شام روتی تھی کہ مدام
اور مرے مہ لقا اور جھلاؤں تمھیں

ہاں نہیں لونڈی جان کہنا کہ میری اماں
مرتی ہے بانو ذرا اور جھلاؤں تمھیں
جاتی یہ جھولا ترا دم مرا جانے لگا
پالنے والی فدا اور جھلاؤں تمھیں
تیر کی ایذا کا حال کچھ نہ کہا تجھ سے لال
باندھ کے زخمی گلا اور جھلاؤں تمھیں

گل رنگ ہی کرتا ہوا کانوں کے لہو سے
کھل جاتے والے سے یہ دھلوا سکینہ
جب تم نہ رہے رسی سے پھر کیوں نہ کسے جاتیں
یہ ننھے سے بازو سے ستم سارے سکینہ
ہم پیاسے ہوئے اور یہاں پانی نہیں پیدا
پھر فاتحہ کس چیز پہ دلوائے سکینہ

نوحہ

سقائے سکینہ شیدائے سکینہ
عباس چچا صدقے ہو مر جائے سکینہ
اب کاسے کو یہ ہے لگا کر تم ڈیوڑھی پہ آؤ
اور دوڑ کے لینے کے لیے جائے سکینہ
کیوں عموں یہی مرضی ہے جو شمر کے ہاتھوں
دن رات پڑی سیلیاں یوں کھائے سکینہ

جنت سے نبی آئے ہیں بیٹے کو ہمارے
تشریف ہیں سب لائے خبر لیجے آقا
ہمراہ نبی بابا علی حضرت شبر
گریاں ہیں یہ سب آئے خبر لیجے آقا
بیماری کا یا شاہ مٹیں آپ کا کب تک
غم اٹھ پھر کھائے خبر لیجے آقا

چاہتی تھی تو تجھے کریں اکبر دولھے
بات وہ الٹی پڑی ہائے کمائی مری
حاشا نہ تھی یہ خبر بیٹوں کی ہیں اپنا سر
لوتھ پہ رکھ کر پڑی ہائے کمائی مری
بانو تھی ہر نام میں سنے تھیں لالہ فام
پالا مصیبت بھری ہائے کمائی مری

نوحہ

ہائے یہ دوڑی پھپھی ہائے کمائی مری
منتوں کی چاہوں کی ہائے کمائی مری
کیسی مشقت سے ہائے دن یہ خدا نے دکھائے
مار کے لوٹ لی ہائے کمائی مری
شکل نبی میں فدا تیری جوانی کی کیا
راہ قضا لگی تھی ہائے کمائی مری

پوچھ کوئی بے ادبی سے ایسا نہ ہو بیتاب
جس طرح تڑپتی ہے پڑی ہائے سکینہ
جی چاہتا ہے ہووے جو سامان میسر
تو دھوم سے لاش آپ کی اٹھوائے سکینہ
شہزادی ترے صدقے حسرت تھی پوری
کس منہ سے تمہیں شکر بجا لائے سکینہ

کیا ہمیں تجھ کو خبر ہیں ہوں علی کا جگر
جان و دل مصطفیٰ شمر مجھے مت ستا
نانا نبی ہے مرا بابا علی ہے مرا
ماں ہے مری فاطمہ شمر مجھے مت ستا
زخموں سے گو چور ہے علم سے معمور ہے
پاک ہے سینہ مرا شمر مجھے مت ستا

نوحہ ودیگر

کہتے تھے شاہ ہدیٰ شمر مجھے مت ستا
آپ ہوں میں غمزدہ شمر مجھے مت ستا
زخمی ہے جسم ہوں میں بھوکا پیاسا ہوں میں
اور ہوں مہماں ترا شمر مجھے مت ستا

ہوتی ہے پھر کمال آگیا تم پہ زوال
ہائے وہ محنت مری ہائے کمائی میری
سب سے ہے اے ماہتاب ہوتی ہے مٹی خراب
واری ترے سر و سے کے ہائے کمائی مری
عرش سے بھیجی تھی رب ادھر کے زینب اجڑ
پیٹ رہی تھی کھڑی ہائے کمائی مری

شمر تو عبرت پکڑ قتل پہ میرے نہ اڑ
دیتا ہے جہاں سرا شمر مجھے مت ستا

عرش لرزنے لگا شہ نے جب احسن کہا
ہائے نبی و خدا شمر مجھے مت ستا

نوحہ دیگر

در پہ ہے زینب کھڑی ظلم نہ اے ستمگری
سن لے مری التجا شمر مجھے مت ستا

ظلم پہ مت کس کمر فانی ہے سب مال و زر
کس کو ہے یاں پر بقا شمر مجھے مت ستا

بھولا ہے کس بات پر ہوش میں آ بے خبر
آتی ہے ایک دن قضا شمر مجھے مت ستا

کب ہے یہ زیبا تجھے سینہ پہ میرے چڑھے
اتنا نہ بن بے حیا شمر مجھے مت ستا

یہ نہیں کہتا تجھے کاٹ نہ سر چھوڑ دے
اتنی ہے پر التجا شمر مجھے مت ستا

روح نبی سے حیا گر نہیں او بے حیا
خوف خدا کر ذرا شمر مجھے مت ستا

چھپ جاؤ میری گود میں پھر دوسے تم اگر
آتا ہے گھر کے کو نگہبان سکینہ
جانی مری مجھ کو بھی اسی گود میں لے لے
اب زندگی دشوار ہے اک آن سکینہ
زائل کرو اندوہ و الم دل کا مٹیں کے
اے لخت دل سید ذیشان سکینہ

یاں تو کبھی نیند نہیں آتی تھی جانی
کس طرح سے اب بی بی سے ہیں کہاں سکینہ
کیوں عشق بڑھاتی جو مجھے علم یہ ہوتا
کل چار برس کی ہے تو مہمان سکینہ
حاکم نے تو بھجوایا ہے رکھا ہے یہ کون
رکھا ہے تری حاضری کا خوان سکینہ

اے جان سکینہ ہے جان سکینہ
بستی مرے گھر کی مری نادان سکینہ
پھیلائے ہوئے پاؤں پڑی سوتی ہو جس میں
اس ننھی سی تربت کے میں قربان سکینہ
غم اصغر و اکبر کا ہل جاتا تھا تم سے
اب باپ کا دل ہو گیا ویران سکینہ

نوحہ

اے جان نبی شیعو بزاری حسینا
اس گھر پہ ہو جاں سے بہن واری حسینا
ہے ہے تری سرکار کہاں لٹ گئی بھائی
اور کیا ہوئے وہ سینکڑوں درباری حسینا
کیا حال ہوا شام کے زنداں میں جو بی بی
اولاد پیمبر کی ہوئی خواری حسینا

ہر سو تھے لعیں اسیروں پہ تخت پہ ظالم
سر ننگے کھڑے رہتے تھے بزاری حسینا
جلد اُڑ گئی تھی دھوپ کی شدت سے بدن کی
دن کٹتا تھا ہر روز بگریہ وزاری حسینا
اور شب کو یتیموں کے کلیجے تھے دہلتے
اس ظلم کی وہ راتیں کٹیں بدشواری حسینا

گھٹ گھٹ کے ہی غم میں سکینہ نے فنا کی
کچھ عارضہ تھا اُس کو نہ بیماری حسینا
قربان بہن چھاتی سے عابد کو لگا کے
دکھ بھر کے بہت آیا ہے آزاری حسینا
للہ یتیموں کی شہ ذیجاہ خبر لو
دکھ اب تو بہت دیتی ہے ناداری حسینا

نوحہ

زینب نے رو رو کر کہا بھائی مرا مظلوم ہے
اے شمر کر خوف خدا بھائی مرا مظلوم ہے

سید ہے اور مہماں ترا پیاسا ہے اور بے خطا
ناری ذرا تو رحم کر بھائی مرا مظلوم ہے

مت پاؤں رکھ سینہ پہ تم ہیں فاطمہ کا چشم تر
کرتا ہے کیا ظلم و ستم بھائی مرا مظلوم ہے

چودہ پہر کی تشنگی ہے بھوک کی شدت بڑی
طاقت نہیں اس میں ذری بھائی مرا مظلوم ہے

تھا بوسہ گاہ مصطفیٰ یہ حلق سن اے بے حیا
خنجر سے کرتا ہے جدا بھائی مرا مظلوم ہے

بابا علی نانا نبی جس کا ہو اس سے او شقی
کرتا ہے یہ کیسی بدی بھائی مرا مظلوم ہے

عبث سے اٹھائے رنج و غم زخموں سے طاقت ہے نہ دم
کہتی ہوں میں کھا کر قسم بھائی مرا مظلوم ہے

امت میں جو کچھ ہے لعیں وہ کیا کوئی اسکا نہیں
آغوش میں میں نے کہیں بھائی مرا مظلوم ہے

دنیا کی دولت کے لیے عقبیٰ کو مت کھو یا شقی
کہتے کیوں ہیں ہان سے بھائی مرا مظلوم ہے

چھٹپن ہی سے جیسی کہ یہ بچی کہیں ہوئی گی
ایسی نہ کسی کی تو ہو تقدیر حسینا
اب کس سے تسلی و تشفی مری ہو گی
اکبر ہے نہ صغرا ہے نہ بے شیر حسینا
کہنے کو تو ہے ہائے گنہگار سمجھ کر
سر لے گیا شام میں تشہیر حسینا

غمگین حسینا و دلگیر حسینا
آئی ترے لاشہ پہ ہمشیر حسینا
لاشہ جو ترا چور ہے زخموں سے سراسر
کس ظلم سے بہائے گئے اور تیر حسینا
وہ زینب مغموم کھلے سر پھرے ہائے
اتری تھی جسے آیہ تطہیر حسینا

ظالم نے دل کو تنگ کر اس وقت پر کر تو نظر
کرتے نہ سجدہ بے خبر بھائی مرا مظلوم ہے
کوئی نہ سمجھا کچھ شقی کاٹا سر سبط نبی
زینب کھڑی کہتی رہی بھائی مرا مظلوم ہے

نوحہ دیگر

اس خاک کے پتلے پہ ترسے افسوس صد افسوس
کس طرح چلی شمر کی شمشیر حسینا
اس خواہر ناچار سے بھی ہو نہیں سکتی
کچھ گور و کفن کی ترے تدبیر حسینا
اب جبر سے اور ظلم سے اعدا ہیں چھڑاتے
لو روح چلی بس لاشہ پہ ہمشیر حسینا

بے آبرو اس مرثیہ گوئی کے صلہ میں
کافی کرے خلد کی جاگیر حسینا

نوحہ دیگر

بانو نے رو کے کہا لٹ گئی پردیس میں
مر گیا والی مرا لٹ گئی پردیس میں

اکبر مہ رو جواں اصغر غنچہ دہاں
دونو ہوئے پائمال لٹ گئی پردیس میں
پیاسا نہ اک کا ہوا چھوٹا نہ پانی چلا
دل ہی میں ارماں رہا لٹ گئی پردیس میں
شاہ کے تشنہ جگر بھائی بھتیجے پسر
ذبح ہوئے یا خدا لٹ گئی پردیس میں

ناوارث ہے زینب ناچار ہے زینب
بھیا تری صورت کی طلبگار ہے زینب
جو زینب مغموم کبھی آئی نہ در تک
وہ برہنہ سر اب سر بازار ہے زینب
یہ ظلم لگا ہے سکینہ کے طمانچے
خاموش ہے بے زور ہے ناچار ہے زینب

شمر لعیں نے خدارا جو ردا کھو دیا
بیکس و بے بس کیا آل کی پردیس میں
کالی ہو کچھ نظر رقم بانو کا اندوہ غم
کہتی تھی آنسو بہا آل کی پردیس میں

نوحہ دیگر

سوئے نجف رخ کیا بولی یہ وہ غمزدہ
یا علی پہنچو ذرا آل کی پردیس میں
لوٹ لی ساری مری لوٹی کمائی مری
اعدا نے سب گھر لیا آل کی پردیس میں
ہوگیا سب گھر تباہ کس سے کہوں آہ آہ
اے مرے رب العلا آل کی پردیس میں

نوحہ

لاش سرور پہ کہتی تھی زینب الوداع اے شہید و مسافر
ہو گئی قید ملنا کہاں اب الوداع اے شہید و مسافر
بعد مرنے کے بھائی تمہارے بازو بندھے رسن سے ہمارے
تازیانے بھی اعدا نے مارے الوداع اے شہید و مسافر
کیسی آفت پڑی مجھ حزیں پر یا تو در تک آتی نہ تھی میں
یا ہوں اس دشت میں اب کھلے سر الوداع اے شہید و مسافر

اے بھائی حسین آ کے تسلی تو ذرا دو
اب زندگی سے قید میں بیزار ہے زینب
کہتی ہے سکینہ مرے بابا کو بلا دو
بلوائے کہاں سے تمہیں ناچار ہے زینب
کیا حشر سے ڈر کا ہے محزوں کو مجو
ذاکر کی قیامت میں مددگار ہے زینب

تم خلد کو راہی ہوئے بھیا مرے شبیر
یاں قید مصیبت میں گرفتار ہے زینب
کیوں برچھیاں بیدیں لگاتے ہیں پس پشت
کیا جانئے کیا ایسی گنہگار ہے زینب
افسوس صد افسوس اسیران حرم میں
بے مقنع و چادر سر دربار ہے زینب

کیا بیاں کر سکے گا کوئی زینب کی آہ و زاری
کہتی تھی اور آنسو تھے جاری الوداع اے شہید مسافر

نوحہ دیگر

بوسے شہ خوش خصال اتنا سکینہ نہ رو
تم ہو ابھی خورد سال اتنا سکینہ نہ رو

کربلا کے بن میں اور بے سر ہائے لاشہ جلتی زمیں پر
صدقے بھائی تمہارے خواہر الوداع اے شہید مسافر
حیف مظلوم نبی کا نواسا ہائے اعدائے مطلق نہ جانا
روند ڈالا سب گھوڑوں نے لاشہ الوداع اے شہید مسافر
قبر نانا پہ جا کر میں دیکھا حال اپنا ہو گئی یہ سارا
تم بھی کہدو ہماری کہوں کیا الوداع اے شہید مسافر

آہ اے رن کو دیکھ ستارے پھیر خنجر گلے پر تمہارے
سر سے چادر اتاری ہماری الوداع اے شہید مسافر
جا کے نانی کو کہو کے تم لو وطن جب آئینگے چلے چھوڑ کر سب
کیا کہے ان سے تب لو زینب الوداع اے شہید مسافر
ہے ستم اور غضب بال کھولے بیٹھی ہیں رنج و تکلیف ایذا
کس سے جا کہوں میں یہ بپتا الوداع اے شہید مسافر

رنج یتیمی جو دکھائے وہیں کہیں مر جائے
جان پدر دل سنبھال اتنا سکینہ نہ رو
پیاری مرے جیتے جی آنسوؤں کی یہ جھڑی
پھر اک دم سے خیال اتنا سکینہ نہ رو
اٹھتا ہے سینہ کو جگر رنج سے اس قدر
باہیں گلے سے نکال اتنا سکینہ نہ رو

پھرتی جو گھر گھر کو باپ ہو تو نہ ہو
کافی ہے وہ ذو الجلال اتنا سکینہ نہ رو
سچ ہے پدر چھٹتا ہے راج ترا لٹتا ہے
تابہ کجا یہ ملال اتنا سکینہ نہ رو
چاک گریباں نہ کر خاک نہ ڈال چہرے پہ
ہوتا ہے دل پائمال اتنا سکینہ نہ رو

یعنی یہ کٹ جائیگا سر مجھ سے گر پیشتر
پھر اٹھو انتقال اتنا سکینہ نہ رو
اور زیادہ بیٹی رونے لگی وہ حزیں
سن کے یہ شہ کا مقال اتنا سکینہ نہ رو

نوحہ دیگر

ہو سکے امام آج وہ بیکس ہیں ہم
فکر ہے چرخ کہن کون ہمیں روئے گا
غیر وطن میں میتیں آئی اجل اگر کہیں
کون تڑپ بچھا کفن کون ہمیں روئے گا

نوحہ دیگر

یعنی وہ سب حق شناس جن سے تھی رونق انس
اُن سے ہے آباد بن کون ہمیں روئے گا
تیغیں برائے ستیز امی کرتے ہیں تیز
ان کے ہیں جب یہ چلن کون ہمیں روئے گا
زخم رسیدہ پڑا دیکھ کے لاشہ مرا
خاک پہ عریاں بدن کون ہمیں روئے گا

شہ نے کہا اے بہن کون ہمیں روئے گا
ہم ہیں غریب الوطن کون ہمیں روئے گا
چلتی ہے مجھ پر چھری جینا تو بندھ جائیگی
ہم رہے پھر اور بن کون ہمیں روئے گا
سب سے جو چھوٹے ہیں ہمیں ان میں سے کوئی نہیں
سوتی ہے سب انجمن کون ہمیں روئے گا

بابا تمہارے بن چین پایا نہ اک لحظہ چین
وعدہ نہ ایفا ہوا صغرا پدر کیا کرے
ہائے غضب لے سکینہ پہ سے پھر شاہ دیں
خنجر چلا انکی رضا صغرا پدر کیا کرے

نوحہ دیگر

کیا ترے قاصد کہوں آپ ہی جو پوچھیں
بند ہے آب غذا صغرا پدر کیا کرے
زخموں سے ہوں چور چور موت قریب زیست دور
سر پہ ہے قاتل کھڑا صغرا پدر کیا کرے
وعدہ تھا بابا نثار کرتا تمہیں آ کے پیار
رہ گیا ارماں مرا صغرا پدر کیا کرے

سن کے یہ رو کر کہا صغرا پدر کیا کرے
آیا ہے قاصد ترا صغرا پدر کیا کرے
بیجد سے کس کے پدر کون ہے تیری خبر
قافلہ سب چل بسا صغرا پدر کیا کرے
بند ہیں سب رہ گزر کون تری لے خبر
موت کا ہے سامنا صغرا پدر کیا کرے

مجھ سے ہوا جب وصال کہہ تو یہی اپنا حال
دکھ دیا یا سکھ دیے گور بتا کیا کیا
زخموں کو ہے اندمال یا وہی اب تک ہے حال
پھر خدا تو مجھے گور بتا کیا کیا
دل تو جلا کیا میں ٹکڑے ہوئے جگر میں
قول اگر ہے گور بتا کیا کیا

چھوڑا وطن دکھ سہے بڑے لیے سر دیے
عاشقوں کے واسطے گور بتا کیا کیا
مثل ولا کے جدا سب سے ہزار دم بھرا
اپنے ہوا خواہوں سے گور بتا کیا کیا
باتیں صد پاش پاش ان کی کرے تلاش
پیچھے جو آفت زدے گور بتا کیا کیا

بین یہ زینب کے تھے گور بتا کیا کیا
تو نے مرے پیاروں سے گور بتا کیا کیا
زینت باغ رسولؐ دامن زہراؑ کے پھول
مجھ میں جو آکر بسے گور بتا کیا کیا
بھوکے پیاسے مرے یاں سے تڑپتے گئے
جب ترے مہماں ہوئے گور بتا کیا کیا

نوحہ

کہتے تھے سرور دیکھئے نانا
ہو گیا دشمن سارا زمانا
دور فلک ہے سخت زمیں ہے
بچے کا ہے اب کون ٹھکانا
چھوڑیں گے ہرگز جیتا نہ بے دیں
قبر میں اپنی مجھکو چھپانا

فوج شقی ہے خون کی پیاسی
اب نہیں ممکن جان بچانا
ان کی خطا کچھ میں نے نہیں کی
سر پہ خدا ہے عالم و دانا
روکا ہے پانی جان کے جابر
شمر نے میرا خون بہانا

آپ کی امت اور یہ کاوش
آ کے ذرا سمجھائیے نانا
کون ہے باقی چھوٹے بڑوں میں
کس سے کہوں میں غم کا فسانہ
اکبر و اصغر قتل ہوئے سب
مجھکو رہا ہے سر کا کٹانا

بھائی کو میرے نہر پہ مارا
سنتے ہو پچھے اے شاہ یگانا
مرگیا اصغر گود میں میری
تیر ستم کا ہو کے نشانا
اکبر غازی اُس کی جوانی
ہائے اور اس پر بیزہ کا کھانا

خاک پہ گرنا توڑنا دم کا
تشنہ لبی سے جان گنوانا
بھائی کا بیٹا ہائے وہ قاسم
اور وہ اسکا خون میں نہانا
دیکھ کے اپنی آنکھ سے سب یہ
سہل نہیں یہ داغ اوٹھانا

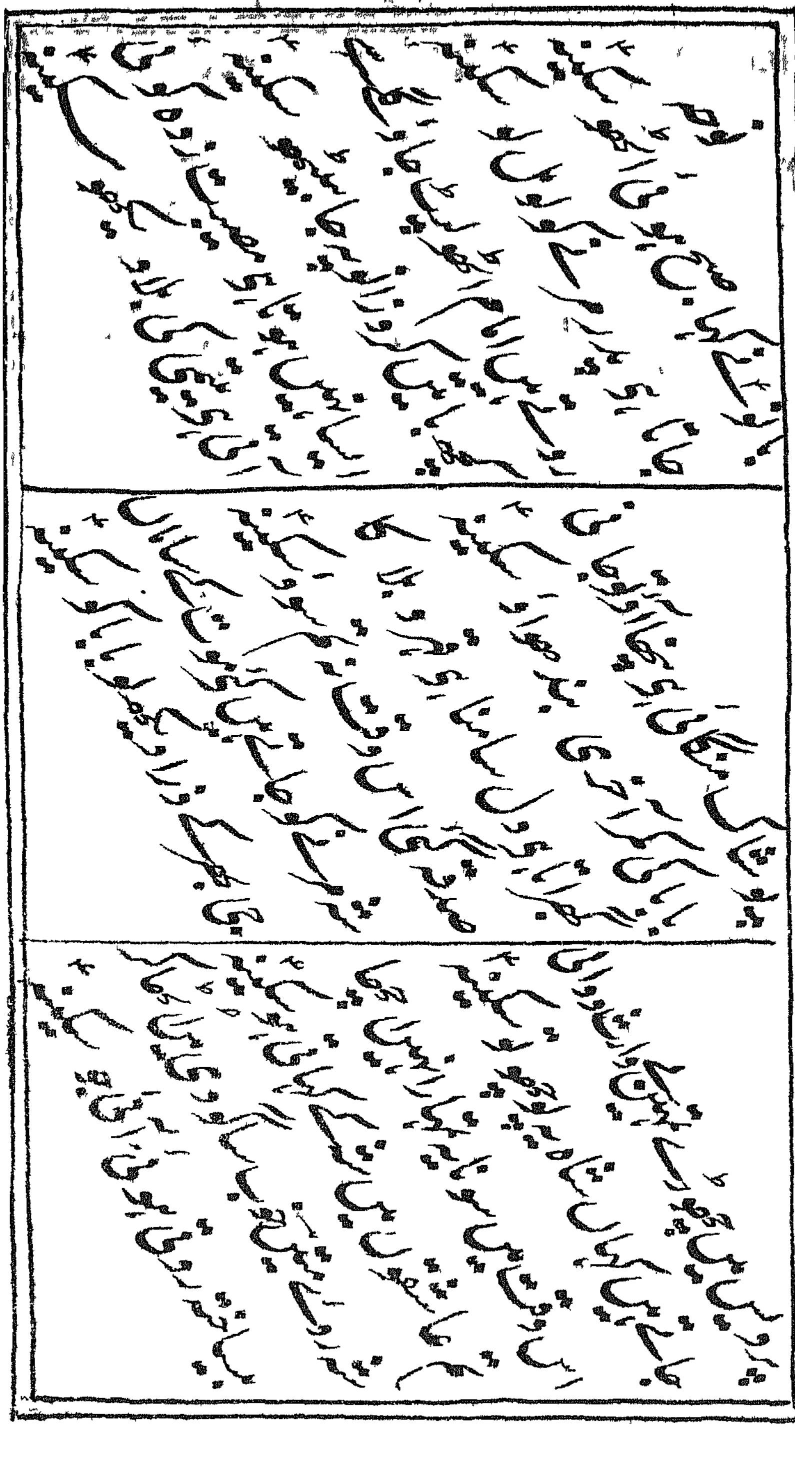
آنکھ سے اوجھل نور نظر ہو
کیوں نہ ہو پھر تاریک زمانا
کیسے سنے احسن کوئی ستمگر
سمجھے جو جارہ شہ کو ستانا

لوحۂ دیگر

مجھ سے اگر ہو سکے دیکھے بہت دن ہوئے
سر مرے بابا کا دے ہندہ میں سیدانی ہوں
تو تجارت نظر جھجھک نہ کرے خطر
کو کسے عریاں سر ہندہ میں سیدانی ہوں
بس کے میتی تنق ہوا آہ جگر ہندہ کا
دختر شہ نے کہا ہندہ میں سیدانی ہوں

زیر نگیں تھا عرب میرے بزرگوں کے سب
کیا کہوں اپنا حسب ہندہ میں سیدانی ہوں
چھوٹتے ہی باپ کے چھن گئے موتی مرے
شمر نے مارا مجھے ہندہ میں سیدانی ہوں
یہ تو سن اور بے خطا باندھے ستمگر گلا
مجکو حذارا بچا ہندہ میں سیدانی ہوں

بولی سکینہ غریب ہندہ میں سیدانی ہوں
بیوطن و بے نصیب ہندہ میں سیدانی ہوں
بابا حسین اور چچا ہے حسن مجتبےٰ
دادا شہ لافتا ہندہ میں سیدانی ہوں
ہوں میں ازل سے امیر مالک تاج و سریر
آل بشیر و نذیر ہندہ میں سیدانی ہوں



نوحہ

بولی سکینہ پدر خوب خبر لی مری
چھن گئے میرے گہر خوب خبر لی مری
گھر میں گھسے اہل کیں مشکیں مری باندھ لیں
قید پھری در بدر خوب خبر لی مری
شمر نے لیں بالیاں میری جو اے بابا جاں
خون سے ہوئی تر بتر خوب خبر لی مری

روئی تو مارا مجھے ایسا کہ یہ دیکھئے
نیل ہیں رخسار پر خوب خبر لی مری
پہلے بلا کر مجھے واہ یہ نہیں چلئے
آپ کٹا بیٹھے سر خوب خبر لی مری
بابا خدا کی قسم جب سے چھٹے تم سے ہم
سوئے نہیں نیند بھر خوب خبر لی مری

خاک ہوئی زندگی جان نہ باقی رہی
چھٹ گئی تم سے پدر خوب خبر لی مری
ایسی مصیبت پڑی جان پہ جو بن گئی
واہ وا بابا مگر خوب خبر لی مری
پیٹی وہ پھر تو تمہیں سنتے بجان حزیں
کہتی یہ با چشم تر خوب خبر لی مری

نوحہ

بانو یہ چلاتی تھی کوئی بسا لو مجھے
لٹتی ہے بستی مری کوئی بسا لو مجھے

میکے میں سسرال میں سارے زر و مال میں
پائی جو دولت چلی کوئی بسا لو مجھے

پوچھو تو اس دہر میں یوں تو ہیں کل نعمتیں
اپنا بھتا سا بچہ ہی کوئی بسا لو مجھے

رو رو کے منت بھی کی پاؤں تلک پڑ چکی
کچھ نہ مری چل سکی کوئی بسا لو مجھے

تیوری پہ بل پڑے رن کے لیئے ہیں ڈٹے
ضد ہے چھری پھیرنے کی کوئی بسا لو مجھے

میری بھلا کیا مجال کہدوں کہ جاؤ نہال
برچھی کی کھانے انی کوئی بسا لو مجھے

آج سنی جاتی ہیں دل کی بھری حسرتیں
خاک میں مل جاؤنگی کوئی بسا لو مجھے

سوئے نجف یہ کہا ہوئے تمہارے بھلا
کس سے کہوں یا علی کوئی بسا لو مجھے

اشک رواں ہیں متین درد ہے دل میں کہیں
بات بھی ہو رہی نہیں کوئی بسا لو مجھے

نوحہ

چلائی صغرا وہ کھبری ای نامہ بر کیا حال ہے
حالت تری کیوں ہے بُری ای نامہ بر کیا حال ہے
اچھا تو ہے بابا مرا کیسا ہے وہ شکل مصطفیٰ
کہہ حالت غمّ جری ای نامہ بر کیا حال ہے
آئے ہوے ہر گام پر میں ہول سے گھبرا ادھر
اٹھی کئی بار اور گری ای نامہ بر کیا حال ہے

تعظیم کو اُٹھ بے جبر وہ کی تربت چھوڑ کر
پھر سنی وادی مری ای نامہ بر کیا حال ہے
سچ سچ بتا ہے خدا پردیسیوں کا ماجرا
پھیری گئی کس پر چھری ای نامہ بر کیا حال ہے
پھوٹی یہ قسمت کا لکھا دیکھوں تو دکھلاتی ہے کیا
مجکو تری عریاں سری اے نامہ بر کیا حال ہے

ہائی ہے شہید کربلا ہے نوحہ وادی جان کا
کیسی ہے یہ نوحہ گری اے نامہ بر کیا حال ہے
سامان ہیں کیا حشر کے قبری جو ہر سے
ہے اس طرح سے کل ہری ای نامہ بر کیا حال ہے
ہے شکر میں وہ نامہ بر رو یا زیادہ پھوٹ کر
تقریر یہ غم کی بھری ای نامہ بر کیا حال ہے

چاہتے ہیں ہم تمہیں ایک نظر دیکھ لیں
پہنے بدن میں کفن اماں اٹھو گور سے
یوں تو ہیں بہلاتے سب یاں نہ بہلتا ہے دل کب
ہوتا ہے زیادہ محن اماں اٹھو گور سے
روتے ہیں بس اسے ہیں ساتوں فلک اور زمیں
سنکے یہ تیرا سخن اماں اٹھو گور سے

اماں تمہیں ڈھونڈتے سینہ و سر کوٹتے
پھرتے ہیں ہم نعرہ زن اماں اٹھو گور سے
اماں فقط آپ بن کو چھٹی اب سارے دن
خاک ہے اور اپنا تن اماں اٹھو گور سے
ننھے سے کرتے تیار کرنے کو پھر اب کی بار
بہر رسول زمن اماں اٹھو گور سے

نوحہ
پیچھے حسین و حسن اماں اٹھو گور سے
سوتا ہے بیت الحزن اماں اٹھو گور سے
بھوک لگی ہے ہمیں کھانیکو کس سے کہیں
پیٹ رہی ہے بہن اماں اٹھو گور سے
زلفوں کو کھلوائے کپڑے بدلوائیے
ہو گئے کرتے کہن اماں اٹھو گور سے

نوحہ

چھوٹ کے اہل حرم کرب و بلا آتے ہیں
کشتۂ رنج و الم کرب و بلا آتے ہیں
وارثوں کی قبروں سے گزرتے ہیں جو راہ میں
کہتے وہ ظلم و ستم کرب و بلا آتے ہیں
مر گئے جو شام میں لاڈلے شبیر کے
پرسے کو ہو کر بہم کرب و بلا آتے ہیں

مثل فقیر و حقیر پہنے لباس سیاہ
صاحب تاج و علم کرب و بلا آتے ہیں
سونگھ کے بو خون کی مرقد کو دیکھ کر
پیٹتے ہر ہر قدم کرب و بلا آتے ہیں
کہتی ہے زینب اخی سوتے ہو کیا چین سے
دیکھو تو کس طرح ہم کرب و بلا آتے ہیں

برہنہ سر نعرہ زن قوم اسد کے تمام
چھوٹے بڑے خاص و عام کرب و بلا آئے ہیں
جلد مٹیں کا ہے قصد عرصہ نہیں ہے یہیں
چھیں ہیں کوئی دن کو ہم کرب و بلا آئے ہیں

نوحہ دیگر

روتے نہیں اس قدر کرتے ہیں جیسے سفر
کھیل میں بہلا کے جی پی لے دوا واری جاؤں
خیر ہووے شفا جائے نہ گھر گھر ترا
میری ہی خاطر سہی پی لے دوا واری جاؤں
ہائے ستم اے میتن کہتی تھی وہ تو نہیں
اور یہ بھی کہتی تھی پی لے دوا واری جاؤں

چاہتا ہے گر خدا کبھی مل جائے گا
شرط ہے پر زندگی پی لے دوا واری جاؤں
صغرا ہے بیمار علیل تیری طرح سے علیل
کرتا نہیں ضد کوئی پی لے دوا واری جاؤں
راہی کروں نامہ بر لانے کو شہ کی خبر
جانی اگر تو ابھی پی لے دوا واری جاؤں

دادی یہ سمجھاتی تھی پی لے دوا واری جاؤں
تپ کہیں اترے تری پی لے دوا واری جاؤں
بیٹی ترے باپ سے ڈر ہے کہ اک دن مجھے
ہووے نہ شرمندگی پی لے دوا واری جاؤں
تپ رہی ہر دم اگر اور یہ نہیں دردِ سر
صغرا تو مر جائیگی پی لے دوا واری جاؤں

نوحہ

اے عاشقِ ربُ العلا کاٹا گلا کس نے ترا
اے نورِ چشمِ مرتضیٰ کاٹا گلا کس نے ترا
مجبور و بیکس بے وطن مظلوم و مضطر تشنہ تن
کوئی نہ کچھ سمجھا ذرا کاٹا گلا کس نے ترا
جلتی زمیں پر ڈالکر دوڑائے گھوڑے نعش پر
ایسا ستم کرکے کیا کاٹا گلا کس نے ترا
عیسائی تھا یا موسوی تھا کون بے دیں دوزخی
اے رہبرِ راہِ صفا کاٹا گلا کس نے ترا
ابنِ علی سبطِ نبی حامیِ دینِ حق کے ولی
زہرا کی آنکھوں کی ضیا کاٹا گلا کس نے ترا
بابا علی شیرِ خدا نانا نبی خیر الوریٰ
سمجھا نہ تیرا مرتبہ کاٹا گلا کس نے ترا
تیرے بھتیجے بھانجے سب مار ڈالے سامنے
کس نے یہ کی بے حد جفا کاٹا گلا کسنے ترا
بھوکا پیاسا دیکھ کر زخموں سے خستہ دیکھ کر
آیا نہ کچھ خوفِ خدا کاٹا گلا کس نے ترا
مطلق نہ کی شرم و حیا پانی نہ پینے کو دیا
تھا وہ ستمگر کون سا کاٹا گلا کسنے ترا

وان تو یہ بستی ہے تو اور یہاں ماہ رو
ہو لیا قصہ تمام صغرا پدر صدقہ جائے
دیر ہوئی مہ لقا اکبر و عباس کا
سب گیا بستی سے نام صغرا پدر صدقہ جائے
بیٹیوں سے گھر میں پر جائے مری نوحہ گر
کہیو ان تمہارے پیام صغرا پدر صدقہ جائے

آقا کے احسن شاہ دیں زینت خلد بریں
مدفون خاک کربلا کاٹا گلا کس نے ترا

نوحہ دیگر

روئے یہ کہہ کر امام صغرا پدر صدقہ جائے
ہائے مری لاڈلی نام صغرا پدر صدقہ جائے

کس نے دئے رنج و الم کس نے کئے تجھ پہ ستم
کس نے تجھے بیجان کیا کاٹا گلا کس نے ترا
سبط پیمبر جان کر پھر بھی نہ چھوڑا الحذر
آہ یہ کیسی دغا کاٹا گلا کس نے ترا
تجھ سے بغاوت کس نے کی ایسی شقاوت کس نے کی
اے افسر فوج خدا کاٹا گلا کس نے ترا

فوج عدا کی کروی صفائی
سرور کو یاد حق کی دہائی
قوم شقی نے مہماں پہ ہائے
پانی کو روکا چھری لڑائی
عون و محمد دونوں کو مارا
زینب کے دل پہ بجلی گرائی

اب نہیں باقی در رنگ شہ رو چھوا کے جنگ
چل بسے چلکے کر سلام صغرا پدر صدقے جائے
روئے پہ سکینہ بے شک سینکڑوں اعدائے دیں
قول امام انام صغرا پدر صدقے جائے

فرد دیگر

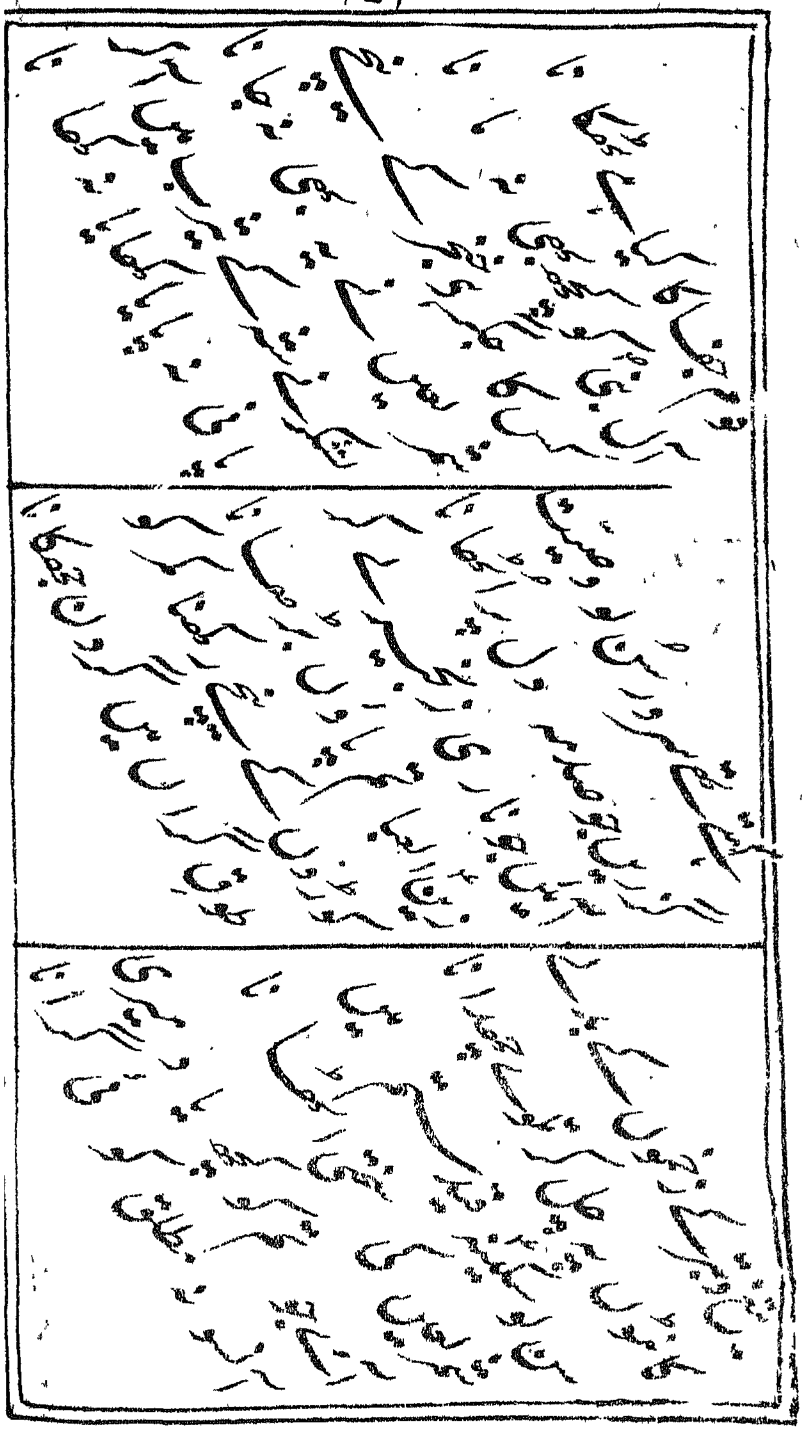
سمجھا سافرنگ گور کماں سے لگا
کہتے تھے یوں ہیں سلام صغرا پدر صدقے جائے
الغرض اب جز غم اور رہے بیمار کے
پہنچے جناں میں تمام صغرا پدر صدقے جائے
وہ پر سنیں اس خط کی تھی ہم بھی ایک لاڈلی
اتنے ہیں مدت کے کام صغرا پدر صدقے جائے

بعد شہادت چالیس دن تک
ابن علیؑ نے تربت نہ پائی
آل نبیؑ نے زنداں میں رہ کر
کیا کیا نہ اے حسن ایذا اٹھائی

نوحہ دیگر

پھٹتی تھی چھاتی یاد آکے ہر ہر
سینہ پہ برچھی اکبرؑ نے کھائی
غازی کی میت دریا کنارے
پانی کے بدلے خوں میں نہائی
اصغرؑ نے پیکاں کھاکے گلو پر
رن میں لٹائی شہ کی کمائی

شمر لعیں نے اسباب لوٹا
خیمہ کو پھونکا مسند جلائی
اہل حرم کو بندی بنا کر
زین العباؑ کو بیڑی پنہائی
روز ازل سے اب کی گھڑی تک
ایسی مصیبت کس نے اٹھائی



بیٹی سمجھ کر مظلوم و بے بس
تجھ سے دل کو قابو میں لانا
سر سے جو چادر سرکش اتاریں
بالوں سے زینب منہ کو چھپانا
اتنا سمجھ کر سر پہ خدا ہے
شکوہ زباں پر کوئی نہ لانا

آنا ہے اک دن روز قیامت
مرنا ہے سب کو جز رب دانا
مد نظر ہے امت کی بخشش
مشکل نہیں کچھ سر کا کٹانا
شانے پہ کٹ کر جب پشت موڑی
ہمشیر بولی یا رب بچانا

جائیں گے دشمن دوزخ میں شکے
مومن کا ہوگا جنت ٹھکانا
احسن خدا سے اپنی دعا ہے
ہو کر نجف میں کعبہ کو جانا

نوحہ دیگر

میں شام و کوفہ میں پھری بن قیدخانہ میں رہی
سو طرح کی ایذا سہی اپنی کہانی کیا کہوں
میداں میں جو مارا گیا لائے اُنکی لاش اٹھا
پرسا لیا ایک ایک کا اپنی کہانی کیا کہوں
جن ہو تو پوچھو بس بنی اس سر کٹے ظالم چھری
صغرا نہ گھروں میں مرگئی اپنی کہانی کیا کہوں

گھس آئے جب گھر میں لعیں کیا لوٹ لی پیچھے لعیں
القصہ مشکلیں بامزہ لیں اپنی کہانی کیا کہوں
بھائی کے سینے پر شقی جیسے چڑھا میں بھی کھڑی
آگے مرے پھیری چھری اپنی کہانی کیا کہوں
جس وقت سر کٹنے لگا دیکھا مجھے گردن پھرا
مجھ سے نہ کچھ بھی ہو سکا اپنی کہانی کیا کہوں

زینب یہ بولی رو کر اپنی کہانی کیا کہوں
کیا پوچھتی ہو فاطمہ اپنی کہانی کیا کہوں
چادر مری چھینی گئی بلوے میں سر ننگی رہی
پہ پشت بازو نے چھینی اپنی کہانی کیا کہوں
اس کے سبب افسوس ہے چھوٹے بڑے سب گھر کے
نکلا نہ دم میرا ولے اپنی کہانی کیا کہوں

تیر پہنچے پیادہ پا وہ منزلوں چلتا ہوا
بابا مرے اس صبر پہ چھاتی سے لپٹا لو مجھے

حضرت نے سمجھا جو جو کہا اس کو عمل میں لا دیا
شاباش فرما کر پدر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

تنہائی کا صدمہ مرے سب سے زیادہ سخت ہے
احسان فرماؤ اگر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

بچھڑے ہوئے مدت ہوئی اے عمو بھائی مری
قربان ہو جائے پسر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

دکھتا رہا میرا بدن گردن کٹی و میری رسن
شاکر رہا ہر حال پر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

کمسن پھرا سب بے پدر اور اونٹنی میں ذی پدر
یہ صبر اور دیر آج گر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

حاجی ہوں جب شام میں بیچ و تاب کی تھیں
آگے کسی کے ہر کہیں اپنی کہانی کیا کہوں

نوحہ دیگر

زین العبا ہیں نوحہ گر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
بابا ہیں آیا چھوٹ کر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

[illegible]

رکھے ہیں جسطرح سے بستے کچھ اسباب کے
یہ بھی انہیں میں رہی آہ علم کو بڑھاؤ
قائم آل عبا جلوہ اسے دیوے گا
اب یہ امانت رہا آہ علم کو بڑھاؤ
گھر کی صفائی ہوئی آہ تباہی ہوئی
ختم لڑائی ہوئی آہ علم کو بڑھاؤ

ستم نے صدا دی بہن آہ علم کو بڑھاؤ
پوچھو پھر نعرہ زن آہ علم کو بڑھاؤ
جس کا کہ یہ عہدہ تھا باغ ارم کو گیا
کس سے اب اٹھواؤنگا آہ علم کو بڑھاؤ
مرگیا حمزہ مرا عاشق و شیدا مرا
چاہنے والا مرا آہ علم کو بڑھاؤ

تو گرد وہ سکینہ ہے محبت کی تمہاری آج یہ سدھارے
مرجائیگی اس رنج جدائی سے پیاری صدقے گئی بھیا
روتے تھے یہ سن شاہ تو او رہا دل مضطر کہتی تھی وہ کہ رو
اب کاٹنا اس زندگی کا مجھپہ ہے بھاری صدقے گئی بھیا

نوحہ دیگر

بھائی کے اب صدمہ سے شاہ نہیں جینے کا
موت کا ہے سامنا لو وہ علم آتا ہے
ہو چکے بیکس امام جنگ ہوئی اختتام
بھائی بھی کام آچکا لو وہ علم آتا ہے
جس سے تھی ڈھارس بڑی مر گیا وہ بھی جری
جائے تامل ہے کیا لو وہ علم آتا ہے

نوحہ

خیمہ میں غل ہے بپا لو وہ علم آتا ہے
رن سے علمدار کا لو وہ علم آتا ہے
مشک سکینہ کی بھی دیکھو وہ ہے بندھی
خون میں ڈوبا ہوا لو وہ علم آتا ہے
پیٹتے ہیں سر امام رو رو کے ہر ایک گام
غازی تصدق ہوا لو وہ علم آتا ہے

وقت برابر ہوا میری ابھی موت کا
عرصہ کہوں کیا بھلا آؤ علم کو بڑھاؤ
جھک گئی میری کمر کر گئی طاقت سفر
جلد چلو ہو کدھر آؤ علم کو بڑھاؤ
کیوں نہ پیٹیں خاص و عام پیٹیں بھلا تمام
سن کے یہ شہ کا کلام آؤ علم کو بڑھاؤ

پہنچے ابھی تجھ سے شقی مشک چھید گئی
پانی بھلا پھر کہاں کیوں مجھے بہلاتے ہو
دیکھو وہ لاشہ لئے آتے ہیں بابا چلے
اپنے علمدار کا کیوں مجھے بہلاتے ہو
بیٹھو نہ غش سا ملا میری چچی پوچھا و
دیر سے بیٹھا ہے وہ کیوں مجھے بہلاتے ہو

نوحہ

بولی سکینہ بھلا کیوں مجھے بہلاتے ہو
ایسی میں ناداں ہوں کیا کیوں مجھے بہلاتے ہو
کہتی ہوئے وا اخا بک گئے رن کو شاہ
مر گئے بیشک چچا کیوں مجھے بہلاتے ہو
شہ کا علم گر چکا خنجر کیں پھر چکا
ہو لیا سر بھی جدا کیوں مجھے بہلاتے ہو

بولو اگر دیکھے بیبیوں پر کیا ہے
دیر رہی کیا بھلا لو وہ علم آتا ہے
خیر ہے سب قصے ہیں ہائے مگر کیا کہیں
نام علی مٹ گیا لو وہ علم آتا ہے
کیوں نہ یتیمی ہو بپا سن لیں جو اہل عزا
یہ کلمہ یاس کا لو وہ علم آتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عابد مضطر اٹھو باپ کو رخصت کرو
ہوتا ہے عالم سیاہ صبح نمایاں ہوئی
بھائی ہیں قربان جاؤں دو کہ منھ کو رہا ہوں
چھپتا ہے زہرا کا ماہ صبح نمایاں ہوئی
دے چکے ہیں اذن عام سرور عالی مقام
ہووے مسلح سپاہ صبح نمایاں ہوئی

نوحہ

شہ کی بہن بولی آہ صبح نمایاں ہوئی
ہوگیا لو گھر تباہ صبح نمایاں ہوئی
پوری ہوئی سب مراد ابن علی ولی داد
شاد ہوئی قتل گاہ صبح نمایاں ہوئی
مسند احمد بڑھاؤ شہ کے یتیموں کو لاؤ
پھینکیں سروں سے کلاہ صبح نمایاں ہوئی

چوم کے منھ کر کے پیار کہدوں کبھی بی سے ہار
ہونے دے اسکی خوشی آتی ہے جانی مری
دیکھ کے زخمی تجھے گھوڑے سے گرتے ہوئے
تاب نہیں لانے کی آتی ہے جانی مری
باز نہ آیا لعیں کاٹ لیا سر حسین
کہتے رہے شہ یہی آتی ہے جانی مری

پہنچے مرے خورد سال پیاس سے سب ہیں نڈھال
آؤ کرو تر گلا یار و مسلماں ہوں میں
خون مرا بے درنگ لائیگا بے شبہ رنگ
دیکھو نہ ہو مبتلا یار و مسلماں ہوں میں
پیٹ رہی ہیں بتولؑ ختم رسل ہیں ملول
پانی بچا اب جفا یار و مسلماں ہوں میں

نوحہ

شمر نے یہ نعرہ کیا یار و مسلماں ہو نہیں
شمر نہ کر سر جدا یار و مسلماں ہوں میں
سمجھو نہ جان بتولؑ بہر خدا و رسولؐ
گھونٹ دو اک پانی کا یار و مسلماں ہوں میں
ننگ ہے اسلام کا جمعہ کے دن بیٹھا
کاٹو نہ میرا گلا یار و مسلماں ہوں میں

ہوئی ہے واں صف درست بیٹھے ہیں بن کھائے سست
سب کو علیؑ کی پناہ صبح نمایاں ہوئی
ہائے یہ صدائے نقیب فوج امام غریب
خلد کی ہے جلد راہ صبح نمایاں ہوئی
گردنیں خم ہو گئیں مومنوں کی اے مبیں
جب کہ وہ عالم تباہ صبح نمایاں ہوئی

صبح سے تا دوپہر قتل ہوا گھر کا گھر
اب نہیں باقی کوئی نانا خبر لو مری
بوند نہ پانی ملا جان مری بے خطا
پیاس سے ترستی چلی نانا خبر لو مری
مرنے سے بچوں میں پڑے لال جوان مر گئے
سینہ پہ برچھی لگی نانا خبر لو مری

نوحہ

شہ نے یہ فریاد کی نانا خبر لو مری
مجھ پہ ہے مشکل پڑی نانا خبر لو مری
عرصہ نہیں کچھ بڑا اب کوئی دم میں چلا
سر پہ قضا آچکی نانا خبر لو مری
لاکھوں ہی تدبیریں کیں پیش نہ کوئی چلی
جان نہ آخر بچی نانا خبر لو مری

ہے کوئی پھر بھی آئے کمک کو مری
وقت ہے مجھ پہ پڑا یارو مسلماں ہو تمہیں
ہند کی جانب اگر جانے دو تو عمر بھر
دونگا ہزاروں دعا یارو مسلماں ہو تمہیں
رو کے کہی جا ہے پیش سنتے تھے اعدائے دیں
شہ نے کہا شاہ کا یارو مسلماں ہوں میں

گردن اصغر علی ہاتھوں پہ میرے ابھی
تیر لگا چھد گئی نانا خبر لو مری
سینہ پہ زانو دھرے بیٹھا ہے قاتل مرے
پھرتی ہے مجھ پہ چھری نانا خبر لو مری
کیا کہوں میں اے مبین تا بدم واپسیں
شہ کا بیاں تھا یہی نانا خبر لو مری

نوحہ

شاہ ہیں مہمان آج چار پہر رات تک
باقی ہے بانو کا راج چار پہر رات تک
پڑھتے ہیں شاہ حجاز آخری شب کی نماز
حق سے ہے راز و نیاز چار پہر رات تک
ہوتے ہیں شہ بار بار لاڈلی سے ہمکنار
یعنی یہ مہماں ہے پیار چار پہر رات تک
کہتے ہیں کہ لاڈلی چاہتا ہے اب تو جی
باتیں سنوں میں تری چار پہر رات تک
ہر منہ سر پیٹتی گی سب آل امیر عرب
پردہ نشیں ہے اب چار پہر رات تک
ماتم شاہ امم تعزیہ پرسہ علم
ختم ہے ہائے ستم چار پہر رات تک

اب بعد مرے پہنچیں سب تشنے جو آنا ذرا کو یہ پیاسے
گریا و کریں مجھکو تسلی انہیں دینا ہم جاتے ہیں بہنا
والے جو سکینہ کو کبھی شمر ستمگر اور چھینے وہ گوہر
بیبی کو مرے ہاتھ سے ظالم کے بچانا ہم جاتے ہیں بہنا
دربار میں لیجائے اگر قوم ستمگر کھلے ہیں سر
امت کی شکایت نہ زباں پر کبھی لانا ہم جاتے ہیں بہنا

پھر رو کے حسین بیتا نہ وفا کی مرا اور پر کیا کروں خواہر
مجبور ہوں کچھ بس نہیں ہے جو حکم خدا کا ہم جاتے ہیں بہنا
صغرا کو دعا کہنا کہ جب لکھا تھا تب میں جو جانا
کیا اور زیادہ کہوں فرصت نہیں حال سنا سکتے ہیں بہنا
کہنا کہ تری یاد میں بابا ترا صغرا حسرت زدہ اٹھا
پانی کی فاتحہ تربت پہ دلانا ہم جاتے ہیں بہنا

کیوں نہ ہمیں جائے گا خانہ بخانہ بہنا
باقی ہے یہی عزا چار پہر رات تک

نوحہ دیگر

شہ کہتے تھے زینب سے تمہیں اللہ کو سونپا ہم جاتے ہیں بہنا
ہشیار رہو وقت آیا اور کی قضا کا ہم جاتے ہیں بہنا

آئی ہے کیوں آستیں ہوش بجا کیوں نہیں
کھٹا ہے یہ تو کیوں جگر کس نے ستایا تجھے
پھیکا عمامہ کہاں آنکھیں ہیں کیوں خونچکاں
ہوگئی خم کیوں کمر کس نے ستایا تجھے
ایسا ہے کیوں بیجواس آمری ڈاڑھی کے بال
پوچھوں جو لے نامہ بر کس نے ستایا تجھے

صغرا ہے بولی [illegible] نے ستایا تجھے
تیز تو ہے نامہ بر کس نے ستایا تجھے
روتا ہے کیوں زار زار منہ ہے ترا کیوں فگار
پیٹا ہے کیوں آیا سر کس نے ستایا تجھے
ڈالی ہے کیوں سر پہ خاک جیب قبا کیوں ہے چاک
کس لئے ہے نوحہ گر کس نے ستایا تجھے

سینہ پہ گر میرے چڑھے شمر ستمگر اور کاٹے مرا سر
یہ حال مرا تجھکو زینب دکھا ہم جاتے ہیں بہنا
یہ سن کے تئیں عشق کی زینب بڑھا لا دیدہ غمناک
شبیر کا کہنا تمہیں اللہ کو سونپا ہم جاتے ہیں بہنا

نوحہ دیگر

میرے گلے پانو کی شرم رہے ہاتھ تھی
داد طلب ہوں میں اں رب تری فریاد ہے
منصف و عادل ہے تو تو نذری تری ہے بتول
مجھ پہ ہے سب کچھ عیاں رب تری فریاد ہے
نذر تری کر چکی تھی جو کمائی مری
ہے دل زہرا تپاں رب تری فریاد ہے

نوحہ

فاطمہ ہے نوحہ خواں رب تری فریاد ہے
میرا لٹا کارواں رب تری فریاد ہے
قبر حسین و حسن بن گئی پروردگار
مٹ گیا نام و نشاں رب تری فریاد ہے
حال یہ فرزند کا بیٹیاں ہیں بس قید
پوتا بنا ساربان رب تری فریاد ہے

روتا ہے تو تو ادھر میرے جگر پارہ ادھر
چلتے ہیں تیغ و تبر کس نے ستایا تجھے
پہلے یہ بتلا دے پر خیر سے تو ہیں پدر
پھر یہ بیاں کر خبر کس نے ستایا تجھے
اتنا بھی کوئی نہیں پوچھے جو یہ اے یتیم
پھرتا ہے کیوں دربدر کس نے ستایا تجھے

کاش کہ بھائی بھتیجا آ گئے ہوں با صد صفا
دونوں کے زیب قفا نامہ بر آوے مرا
خوش ہوں وے اس میں بھلا خیر جو اک نامہ ہی
لے کے پدر کا لکھا نامہ بر آوے مرا
جان سے جیتے رہیں جان جہاں سب ہیں
اب تو یہی مدعا نامہ بر آوے مرا

نوحہ

کرتی تھی صغرا دعا نامہ بر آوے مرا
خیر سے جلدی خدا نامہ بر آوے مرا
رنج ہوں سب تا پدر یار گھر میں مرے آ ہوئے عید
اب جو مع قافلہ نامہ بر آوے مرا
یہ تو بجا پر بھلا خالق ارض و سما
اس سے یہی التجا نامہ بر آوے مرا

میں تو وفا کر چکی عہد جو میں نے کیا
وعدہ ہے تیرا کہاں رب تری فریاد ہے
زیر کنار بتول سر پہ ہمیشہ رہا
آج ہیں یہ خواریاں رب تری فریاد ہے
جوش بکا سے میں ہوش نہیں ہیں بجا
تو بھی یہ لا بزباں رب تری فریاد ہے

ماں بیٹھنے دے سکھیں نہ جس جسم کے اوپر
اس جسم پہ یوں تیروں کی بوچھار حسینا
ورانہ عدو بے ادب نا ہوئے داخل
گھر فاطمہ کا ہو گیا بازار حسینا
آدم صفی اللہ سے تا عیسیٰ و دوراں
ایسی نہ ہوئی کوئی سرکار حسینا

نوحہ

لاچار حسینا بے یار حسینا
اے بیکسوں کے قافلہ سالار حسینا
قربان گئی دیکھو تو کیا پشت بہن کی
نوکوں سے سنانوں کی ہے افگار حسینا
وہ خنجر بے پیر کجا ہائے مقدر
اور بوسہ گہ احمد مختار حسینا

کچھ تو ہے صدمہ کریم مجکو ہے غم عظیم
فکر ہے دل پر بڑا نامہ بر آوے مرا
لے کے خبر یا مراد جس سے ہو دل میرا شاد
خلق کے حاجت روا نامہ بر آوے مرا
درگہ حق میں میں روز وہ ہو کر حزیں
کرتی تھی یوں التجا نامہ بر آوے مرا

بل کھائے نہ کیوں دل مرا جب لوگ سنائیں
بندھ جائیں ترے گیسوئے خم دار حسینا
ماں بہنوں کے اونٹوں پہ بٹھا کون شتربان
عابد کے سوا صاحب آزار حسینا
خود رفتہ ہیں سب غم ہے تو کیا عجب اس کا
اس غم سے تو ٹکڑے ہوئے کہسار حسینا

نوحہ

شاہ کرتے تھے یوں آہ و زاری نانا جان مجھ کو بچا لو
مار ڈالیں گے ورنہ یہ ناری اپنی تربت میں جلدی چھپا لو
باگیں چھاتی ہیں مجھ سے چھوٹی اب مجھے گرنا ہی ہو گی
اک غشی کا سا عالم ہے طاری گرتا ہوں میں پکڑ کے سنبھالو
چور زخموں سے ہے جسم ایسا اب بھی رکنے کو باقی نہیں جاں
خون ہے ہر بن مو سے جاری التجا کر کے حق سے بچا لو
بھاگے گی نہیں مجھ میں طاقت ہل نہیں سکتا نہیں ہے یہ جاں
ذبح کرنے کو آئے ہیں ناری خاک مقتل سے اب تو اٹھا لو
بہہ گیا جسم کا خون سارا ہے یہی موت کا پیش خیمہ
آتے ہیں غش پہ غش دل ہے بھاری حال ہے میرا ابتر سنبھالو
پاؤں رکھتا ہے سینہ کے اوپر چاہتا ہے کرے اب جدا سر
نانا سن لو مری آہ و زاری شمر موذی سے جلدی چھڑا لو

آپ کا حکم تھا ہر امت کہو آل و قرآں کی حرمت
خوب کی یہ تو حرمت ہماری اسکے نرغے سے آ کر بچا لو
کوفیوں نے بلا کر دغا کی شام والوں نے روکا ہے پانی
رہ گئی ہے یہ جو سو امت تمہاری راہ باطل سے آ کے ہٹا لو
ہے یہ احسن بھی بندہ خدا کا اور امت میں حضرت کی شامل
حج کی توفیق دے ذات باری اپنے مرقد پہ پھر تم بلا لو

سب عزیز و اقربا جان دیکر آج سوتے ہیں جلتی زمیں پر
کون ہے جو کرے غمگساری پاس اپنے ہی مجھ کو بلا لو
درپے قتل ہیں تیرے شامی آتی ہی نہیں بات کوئی
اب کہاں تک کروں آہ و زاری میں ہوں مظلوم مجھکو چھپا لو
میں وہ ہوں جسکو اپنی کمر پر اونٹ پر بٹھاتے تھے اکثر
یاد آتی ہے چاہت تمہاری اپنے پہلو ہی میں اب بٹھا لو

مارا اصغر کو بھی چھوٹے پہ تیر سے ہو سکا ہائے کچھ بھی نہ مجھسے
میں تو ہوں سخت مجبور و عاری کے تم انسے بدلا اٹھا لو
نانا جان غازی اکبر تمہارا تھا جو زینب کو سب سے پیارا
مر گیا کھا کے آ زخم کاری خوں بھرا اسکا مردہ اٹھا لو
چھوڑ کر حسرت شوق و عمر کو جان کی ہے فدا مجھ پہ دیکھو
کی ہے کیسی ہی دوستداری مجھ سے آ کے پھر چھپا لو

نوحہ

یہ بانو کی تقریر تھی چونک ذرا خواب سے
سوتی ہے کیا لاڈلی چونک ذرا خواب سے
بالی سکینہ اٹھو جاتے ہیں شہ مرنے کو
وارثی فدا ہو گئی چونک ذرا خواب سے
سوتی ہے کیا ورا بابا کو تیرے قضا
مجھ سے چھڑا لے چلی چونک ذرا خواب سے

لٹتا ہے وادی کا گھر سوتی ہے تو بے پدر
بیٹی کی ماں مری چونک ذرا خواب سے
رات سے کرتی تھی یاد باپ کو اے نامراد
آ کے جو شہ سو گئی چونک ذرا خواب سے
کرکے کفن زیب تن جاتے ہیں شاہ زمن
جانب فوج شقی چونک ذرا خواب سے

لے کے سکھوں سے اگر رن کو سدھارے پدر
پھر نہ انھیں پائے گی چونک ذرا خواب سے
بیٹیاں لے مہ لقا ہے پدری کی بلا
سر پہ ترے لائے گی چونک ذرا خواب سے
روز رہی پدر سوتی ہے یوں بے خبر
[illegible] کیا کھل گئی چونک ذرا خواب سے

کھیں جو تری حسرتیں ملگئیں سب خاک میں
سیکھی ہے کیا بے خبر لٹ گئی دولت تری
ہائے برابر کا لال کر گیا یوں انتقال
زلف پیمبر تو کر لٹ گئی دولت تری
چھپیں اب ماں کہاں کیا منہ تجھے دکھلاؤں
کر گئے اکبر لٹ گئی دولت تری

بوسے شہ بحر و بر لٹ گئی دولت تری
ہائے شہ خستہ جگر لٹ گئی دولت تری
گیسوؤں والا ترا خلد کو راہی ہوا
کھا کے سناں قلب پر لٹ گئی دولت تری
چاؤ تھے تجھے بڑے لاڈلے کے بیاہ کے
اُنکے عوض پیٹ سر لٹ گئی دولت تری

سونچ کے انجام کار دل ہوا ہے گلعذار
چھٹی ہے غم کی چھری چونک ذرا خواب سے
سوئے نجف چل کہیں ہند میں رہ کر زیں
عمر یونہی صرف کی چونک ذرا خواب سے

نوحہ دیگر

[illegible]

قطعہ

[illegible] عیاں اول ہے
[illegible] عیاں اول ہے
[illegible] عیاں اول ہے

[illegible] عیاں اول ہے
[illegible] عیاں اول ہے

بانو سکینہ کا حال سن کے یہی تھا حال
سن کے پدر مر گیا زین عبا الوداع
کانوں سے اسکے گہر لے گئے سب بد گہر
مر گیا اسکا چچا زین عبا الوداع
قید میں جا کر رہا ہوگی وہ کچھ منہ لقا
کہہ کے یہی بر ملا زین عبا الوداع

پھر سے جدا ہوا خیمہ کو آتا ہوا
شاہ نے کہا گر ہوا زین عبا الوداع
حر جری باوفا فدیہ راہ خدا
خلد کو راہی ہوا زین عبا الوداع
اکبر و اصغر کا حال سن ہی چکے میرے لال
ہو گئے ہم سے جدا زین عبا الوداع

ہائے کہوں کیا پسر آتا ہے منہ کو جگر
غم ہے وہ عباس کا زین عبا الوداع
جس نے لب نہر پیاس مری یاد کر
آب نہ پایا ہی پیا زین عبا الوداع
مشک سکینہ کی لی نہر سے جا کر بھری
بھر کے نہ پہنچا سکا زین عبا الوداع

۱۹۷

جلتی ہو ریگ رواں اُسپہ ہو پیادہ وہ ولی
قیدیوں کا پیشوا زین عبا الوداع
اونٹ پہ کنبہ سوار ہاتھ میں پکڑے مہار
آگے ہو زین العبا زین عبا الوداع
شام کا بازار ہو کثرت کفار ہو
سب کے ہوں سر کھلے ہوا زین عبا الوداع

ایسی بھی سن لو خبر کہتا ہوں میں سربسر
گزرے گی کیا دل پر یا زین عبا الوداع
قہر کا طوفان ہو کیساری جان ہو
ظلم و ستم ہو بنا زین عبا الوداع
طوق گراں بار ہو گردن بیمار ہو
بیڑیاں ہوں تنگ پا زین عبا الوداع

کربلا کا یہ حال ہو غم سے وہ پامال ہو
یاد پدر میں سدا زین عبا الوداع
زینب خستہ جگر اس کی ہو محمل خبر
دیکھے کی کیا کیا جفا زین عبا الوداع
جو ہوا ہو زیر فلک نیک خو
ای وہ الم دیکھنا زین عبا الوداع

نوحہ

لے لوز کر یا شہ صفدر جواب دو
آئی ہے رونے آپ کو مادر جواب دو
گویا زبان حال سے ارشاد کرتی ہیں
شبیرؑ کیا گذر گئی دل پر جواب دو
کیوں اے حسینؑ چھاتی پہ کیوں ہاتھ رکھا ہے
کیا دل ہے اب بھی سینہ میں مضطر جواب دو

صبر سے رکھنا قدم شکر ہے و مبدم
ورد زباں ہر بلا زینؑ عبا الوداع
کہتا تھا جو کچھ کہا جاتا ہوں میں اب خدا
حافظ و ناصر ترا زینؑ عبا الوداع
وقت تھا احسن غضب معرکہ تھی عاشورہ جب
کہہ کے سوئے کربلا زینؑ عبا الوداع

سامنے نیزوں پہ سر چھوٹے بڑوں کے پسر
لے کے چلیں اشقیا زینؑ عبا الوداع
آئے گی شرم و حیا دیکھ کے کنبہ بھرا
برہنہ سر بے ردا زینؑ عبا الوداع
گرچہ ہوں یہ امر سب باعث غیظ و غضب
رہنا براہ رضا زینؑ عبا الوداع

اے نفس مطمئنہ کے مصداق جاں نثار
کر بھی چکے ہیں سجدۂ داور جواب دو
وادی ہی کہا بھی تھا پسر فاطمہ ہوں میں
بابا علی ہیں نانا پیمبر جواب دو
بی بی چلا رہی ہے آج بھی بچپن کیطرح
کچھ پوچھوں میں تو تم مجھے منہ پر جواب دو

کہ اب بھی پیاس کی وہی شدت ہے یا نہیں
حاضر ہے پانی لو اسے پی کر جواب دو
زینب کی بھی تڑپ ہے کہ وہ ننگے سر کھڑی
کہتی ہے چھن گئی مری چادر جواب دو
رو رو کے پوچھتی ہے کہ کیونکر بچاؤں گھر
جلتے ہیں خیمے لوٹے ہیں بستر جواب دو

پامال جسم لاش پہ کیا میں بہن کے ساتھ جاؤں
جو امر میرے حق میں ہو بہتر جواب دو
شاہا نہ دو گا آپ کی جانب سے منتظر
کب تک رہے یہ عابد مضطر جواب دو

[illegible]

آواز یہ جب پہنچی تو فرمانے لگے شاہ
بابا آیا ہے اکبر سر تسلیم جھکا دو
ہیں وہ پھول تو کیا ہاتھ کے نیچے ہو میاں
اکبر لو ذرا ہاتھ تو سینہ سے ہٹا دو
شاباش ہیں سوگند جناب علی اکبر
عابد کو غم و رنج سے دنیا کے چھڑا دو

مرجاؤں گا گر تم کو نہ پاؤں گا میں زندہ
گھوڑا تو ہی کوئی کدھر اترے ہو بتا دو
اٹھارہ برس باپ نے نازوں سے جو پالا
کیا اس کا یہی پھل تھا کہ پیری میں دغا دو
اتنے میں صدا آئی کہ یا شاہ دو عالم
قربان پسر ہوتا ہے دیدار دکھا دو

لاشہ کا پتا دو یا آپ ہی لا دو
اے کوفیو مجھکو مرے دلبر کو ملا دو
تم میں سے اگر صاحب اولاد ہو کوئی
جو آگ کہ سینہ میں بھڑکتی ہے بجھا دو
جب کوئی مخاطب ہوا شہ سے تو پھر آپ
چلائے کہ اکبر ہمیں آواز سنا دو

نوحہ

ماں جائی ہے زینب دکھیاری ہے زینب
اے لاشۂ بے سر ترا سر لائی ہے زینب
کیا گذری تن پاک پہ اس جنگل میں
بتلا مجھے اب چھٹ کے یہاں آئی ہے زینب
سر ننگے تھی میں زوجۂ حاکم جو ہنسی آئی
زنداں میں کیا ہنس کے شرمائی ہے زینب

مرتے ہوئے تم جس کو مجھے سونپ گئے تھے
اس لاڈلی کو شام میں کھو آئی ہے زینب
اب ساتھ مجھے قبر میں لے لیجیو بھائی
دنیا کے بہت رنج سے گھبرائی ہے زینب
قیدی ہوئی سر ننگے پھری دم نہیں مارا
سب آپ کا فرمان بجا لائی ہے زینب

ظالم نے چھری ماری لبوں پر جو تمہارے
خاموش کھڑی غیظ میں تھرائی ہے زینب
بیچارہ گرا ضعف سے اور شمر نے مارا
اس ظلم سے اشک آنکھوں میں بھر لائی ہے زینب
جب دفن کیا سینہ کو تو عباس کہوں کیا
جس طرح سر قبر پہ چلائی ہے زینب

نوحہ

کہتے تھے شاہ ہدا پانی پلا دے مجھے
شمر برائے خدا پانی پلا دے مجھے

پیاس سے ہوں میں نڈھال ہیں جگر و دل کباب
ہائے فراوم چلا پانی پلا دے مجھے

روح تڑپتی مری پیاسی اس عالم سے جائے
روک لے خنجر ذرا پانی پلا دے مجھے

ڈرتا ہے کیوں اس قدر اب نہیں مجھ میں کلا
کام مرا ہو چکا پانی پلا دے مجھے

رُک کے چلے گی چھری سوکھے گلے پر مرے
تڑپوں گا ظالم سوا پانی پلا دے مجھے

مجھکو ہے تکلیف کم تجھکو ہے سیف بندہ
ہاتھ نہ دُکھے ترا پانی پلا دے مجھے

پیٹ نہ بھر کر پلا خوف ہے تجھ کو اگر
جلتے ہیں تر ہو گلا پانی پلا دے مجھے

خیر نہ مہماں سمجھ جان کے سیّد غریب
آنکھ نہ اس دم چرا پانی پلا دے مجھے

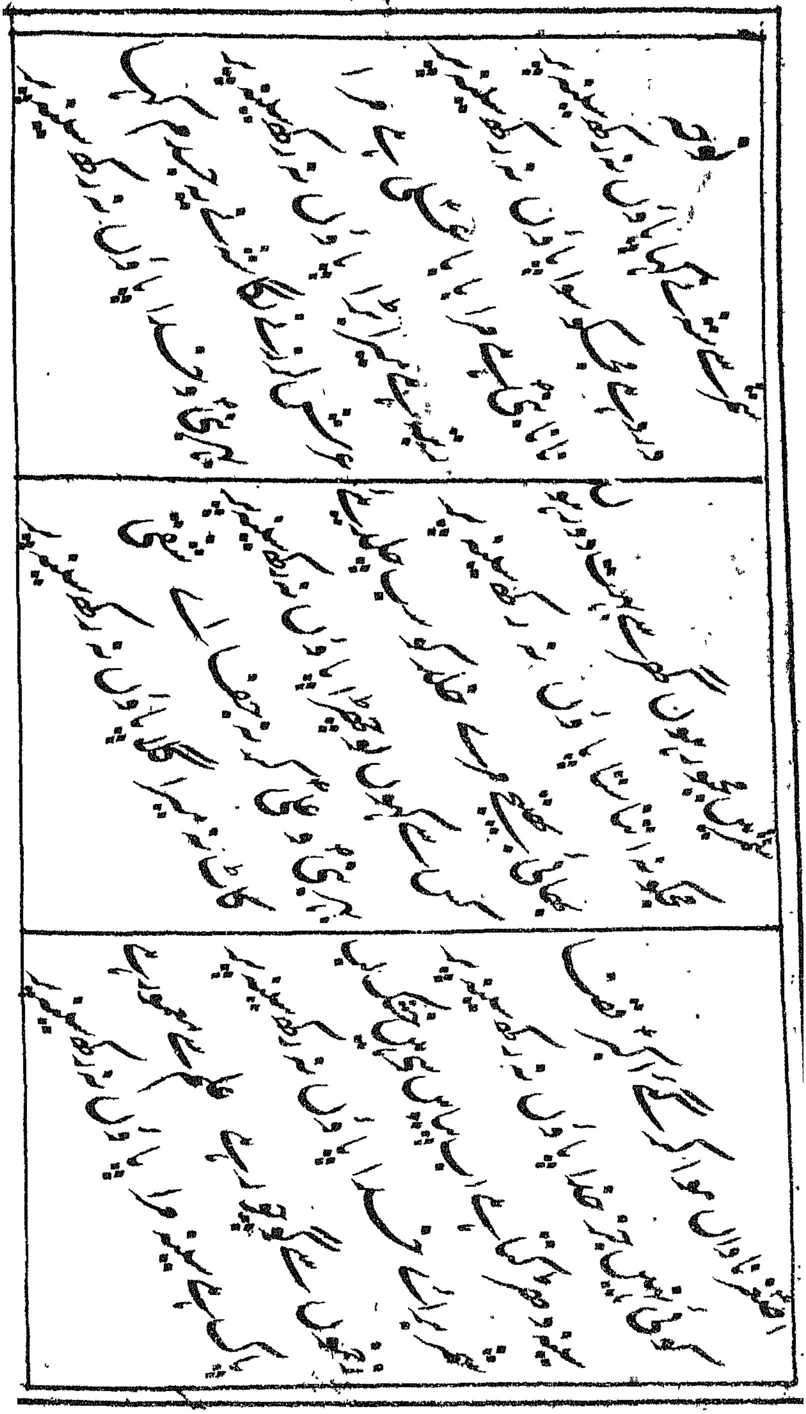
کیسا تھا وہ دل شقی جو نہ پشیماں ہوا
شاہ نے کتنا کہا پانی پلا دے مجھے

نوحہ

شہ نے کہا شمر سے روک لے پردہ ذرا
بچے دہل جائیں گے روک لے پردہ ذرا
سارے حرم کھولے سر خیمہ کے دروازے پر
دیکھ رہے ہیں کھڑے روک لے پردہ ذرا
پہلے تو پانی پلا پھر ہے یہ اک التجا
مانے تو احساں کرے روک لے پردہ ذرا

کیا تجھے مل جائے گا میرے اگر مہ لقا
سہم کے مرجائیں گے روک لے پردہ ذرا
اور تو ذی ہوش ہیں سب سے زیادہ ولے
فکر سکینہ کا ہے روک لے پردہ ذرا
کٹتا اگر دیکھا سر جائے گی جی سے گذر
تاب نہیں ہے اسے روک لے پردہ ذرا

گود میں میری پلی میری وہ عاشق ہے
اسکو یہ صدمہ نہ دے روک لے پردہ ذرا
خوب یہ تو نے کیا اور جو چاہے ستا
عذر نہیں کچھ مجھے روک لے پردہ ذرا
صرف جفا تھا لعیں کہتے تھے شہ یہ متیں
شمر خدا کے لئے روک لے پردہ ذرا



بنتی کہیں کربلا اور کہا جو کہنا تھا
حیف نہ تم نے سنا کیا مری مہمانی کی
اپنے پیمبر کی آل اس کا بنایا یہ حال
واہ ری قوم دغا کیا مری مہمانی کی
خیمہ میں تشنہ عیاں غم وہ جدا اور یہاں
موت کا ہے سامنا کیا مری مہمانی کی

تیسرا دن ہو چکا بند ہے آب و غذا
قتل کئے اقربا کیا مری مہمانی کی
روضۂ احمد چھٹا حج نہ میسر ہوا
آیا تو یاں گھر گیا کیا مری مہمانی کی
آیا جو حسب الطلب چھوڑ کے گھر بار سب
اس کی یہ پائی سزا کیا مری مہمانی کی

کہتے تھے شہ واہ وا کیا مری مہمانی کی
کر تو صد مرحبا کیا مری مہمانی کی

نوحہ دیگر

اے جری شہ بار بار کہتے تھے یوں ڈھاڑ مار
ہو چکی بے حد جفا پاؤں نہ رکھ سینہ پر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوحہ

کہتی تھی بانوئے عم صدقہ رسول اللہ کا
ہم بیکسوں پر رحم کر صدقہ رسول اللہ کا
بچہ ہے میرا ناتواں بھاری ہیں طوق و بیڑیاں
کھچوا نہ اس سے تو شمر صدقہ رسول اللہ کا
للہ اس سے درگذر تو اے عمر یہ جان کر
ہے رانڈ دکھیا کا پسر صدقہ رسول اللہ کا

ہائے یہ غریب الوطن اور تشنہ دہن
سینہ سے زانو اٹھا سجدہ تو کر لینے دے
پانی نہ تو نے دیا زخمی کیا بے خطا
لیکن اب اے بےحیا سجدہ تو کر لینے دے
شمر شقی نے یہیں کاٹا سر شاہ دیں
کہتی رہی فاطمہؑ سجدہ تو کر لینے دے

کرتی ہوں منت تری ایسے جگر پر چھری
اور نہ دم بھر پھرا سجدہ تو کر لینے دے
شمر ہوں میں ہی بتول میرا پدر ہے رسول
کرتی ہوں میں التجا سجدہ تو کر لینے دے
اتنی تو جلدی نہ کر پھٹتا ہے میرا جگر
ہائے شہ لافتی سجدہ تو کر لینے دے

تڑپا یا یہ زینبؑ نے کہا او شمر بد اختر کرتا ہے تو یہ کیا
پیچکا سا نرخ کا نے کاٹتا ہے سر کرتا ہے تو یہ کیا
ہوگی بڑی تکلیف مرے بھائی کو ظالم پانی تو پلا دے
سوکھا ہے گلا اور بڑا کند ہے خنجر کرتا ہے تو یہ کیا
قصاب بھی کر کر کے ذبح کرتے ہیں ظالم تو پانی پلا کر
تو پیاسا ذبح کرتا ہے مہماں کو ستمگر کرتا ہے تو یہ کیا

اس کا جو دم بچ جائیگا احسان ہوئیگا ترا
منت پہ میری کر نظر صدقہ رسول اللہ کا
یا رب یقیں ہے یہی کرے تو میری مخلصی
اس مخمصہ سے جلد تر صدقہ رسول اللہ کا

نوحہ دیگر

اس ناتواں کے جسم پر کھدے نیزہاے ہیں ستم
یوں تازیانے تان کر صدقہ رسول اللہ کا
ٹکڑے ہوا جب پیرہن کیا کہتا ہوئیگا بدن
بچ کہیو تو منصف ہے گر صدقہ رسول اللہ کا
کوئی نہیں اس کے سوا دنیا میں میرا آسرا
تڑپا نہ میرا اب جگر صدقہ رسول اللہ کا

خاتونِ قیامت نے اگر پیٹ لیا سر بس ہو گیا محشر
غصے میں چلی آتی ہیں وہ کانپی تھرتھر کرتا ہے تو یہ کیا
لے واصف دلگیر نہیں وصف کا یارا مجلس میں کسی کو
رہتے ہیں کہاں حال شہ حسن و بشر کرتا ہے تو یہ کیا

نوحہ دیگر

جبریل نے اک ہی تھی کو دو ٹکڑے کئے ہیں جس کی نچھنی جا
شبیر ہے یہ اور وہ تھا دوسرا بشر کرتا ہے تو یہ کیا
مایوس نہیں ہیں کس لئے بھیجا تھا خدا نے دن عید کے ظلم
بچپن میں اٹھایا کیا ہٹ خالق اکبر کرتا ہے تو یہ کیا
ہرنی بھی اسی کے لئے تو لائی تھی بچہ احکام خدا سے
یہ وہ ہے جو چڑھتا تھا سر دوش نبی پر گرتا ہے تو یہ کیا
بھائی حسن سر قبر روتے ہیں ظالم مظلومی پہ کی
رومال کھڑے اشکوں سے تر کرتے ہیں حیدر کرتا ہے تو یہ کیا
فرمایا تھا نانا نے کہ دو تیر ہی چھاتی میں جاتا ہوں چھوٹے
تجھکو نہیں وہ یاد بعض قرآن پیمبر کرتا ہے تو یہ کیا
لخت دل زہرا ہے یہ جان تن زہرا ہے بھائی حسن کا
اور نور دو عین نبی و حیدر صفدر کرتا ہے تو یہ کیا

لے ہاتھ میں چھری کہ تیرے طرف اب پاؤ ابھی
تو پھر چلا آوے گھڑی صدقہ رسول پاک کا
دونوں بہن بھائی کے سر تو کاٹ لیوے بے خطر
آنکھوں میں اتنا صبر کر صدقہ رسول پاک کا
اب مانگ لے واصف دعا ہم شہزادوں کی خطا
تو بخش دے اے کبریا صدقہ رسول پاک کا

کیا قصد کرتا ہے لعیں سجدے میں ہیں سلطان دیں
کیجو نہ تو بے سر کہیں صدقہ رسول پاک کا
میں کس طرح دیکھوں بھائی کی یہ دیکھا صورت مری
اتنی تو مہلت دے شقی صدقہ رسول پاک کا
ہو ایک دم کا واسطے شمر اتنا ٹھہر جب
مل لے بہن بھائی سے آ صدقہ رسول پاک کا

زینب چلی کہتی ہوئی صدقہ رسول پاک کا
اے شمر ٹھہر اے چھری صدقہ رسول پاک کا
پانی پلا دے بوند بھر کر دے ذرا سا حلق تر
پیاسا نہ ظالم ذبح کر صدقہ رسول پاک کا
پیاسے اگر ہونگے رواں پانی میں رہ جائیگی جاں
چلو سے تر کر دے زباں صدقہ رسول پاک کا

نوحہ

زینب نے کہا پیاسے ہوئے خلد کو راہی ہائے مرے بھائی
خالق کی دہائی ہے پیمبر کی دہائی ہائے مرے بھائی
ہائے گئے کس طور پہ دریا سے پیاسے دنیا سے نرالے
اس پیاس نے سینے میں مرے آگ لگائی ہائے مرے بھائی
ریتی پہ ترا آج یہ عریاں تن ہے محتاج کفن سے
اک دن وہ تھا خلد سے پوشاک تھی آئی ہائے مرے بھائی

نانا نہیں بابا نہیں زندہ نہیں مادر قربان تمہارے
مظلوم پہ کیسی ہوئی فوجوں کی چڑھائی ہائے مرے بھائی
واللہ کبھی تم نہ باطل سے جھکے تم نہ حق سے مڑے تم
خالق نے بھی کیا صبر کی تصویر بنائی ہائے مرے بھائی
قرآن کو ثابت رکھا اور دین کو قائم تم نے شہ عالم
اور جان رہ خالق اکبر میں گنوائی ہائے مرے بھائی

بتلا گئے تم سب کو یہیں حق پہ ہیں مرتے جو صبر ہیں کرتے
نانا کی شریعت کی عجب شان دکھائی ہائے مرے بھائی
دیکھو تو بھلا آج یہ ماں کی کمائی کیا کام ہے آئی
اک راستی کی کھینچ کے صورت ہے دکھائی ہائے مرے بھائی
قربان ترے صدق کے اور صبر کے واری اے عاشق باری
کس درجہ شہادت سے ہے اظہار صفائی ہائے مرے بھائی

نوحہ

کہتی تھی بانو خدا مانگ اجڑے مری
کوکھ پہ آئی بلا مانگ اجڑے مری
مجکو مرے دادگر راندۂ مشہور کر
غم نہیں پہ اٹھے گا مانگ اجڑے مری
میکے سے جب میں چلی تو نے تھی نعمت یہ دی
کر مری حاجت روا مانگ اجڑے مری

دے کے مری ماں کی داد پیٹ کیا مجکو شاد
آج یہ سن لے دعا مانگ اجڑے مری
اور جیو بانی وہ تھی پہلے مجھے موت دے
دم ہے جب تک مرا مانگ اجڑے مری
میرے کریم و رحیم حال ہے میرا سقیم
پھر بنی او ری مانگ اجڑے مری

دکھ سے مرا بخت و تاج بانو کی ہے مجکو لاج
پالے سے آئی بلا مانگ اجڑے مری
ہو کے بی بی کی بہو قید پھری کو بہ کو
مجھ سے نہ یہ ہو سکا مانگ اجڑے مری
راز خدا سے میں بانو نہ آگاہ تھیں
اس سے کی التجا مانگ اجڑے مری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوحہ

زینب نے کہا رو کے اے تشنہ دہن بھائی
اس سوکھے ہوئے لب پر قربان بہن بھائی
ہمشیر پھری در در بے مقنع و بے چادر
یاں آپ ہوئے بے سر و بے گور و کفن بھائی
نیزے پہ سر انور تا شام گیا چڑھ کر
ہمراہ تھی یہ بے پر بار رنج و محن بھائی

بس تم سے تسلی تھی اک دل کو تشفی تھی
جب سے تہِ سر ہے مسموم حسن بھائی
احباب ہیں کچھ کہہ دو اصحاب کو تحفے دو
جاتی ہے بہن لٹ کر اب سوئے وطن بھائی
کل دوش نبی پر تھا اور گوش میں گوہر تھا
وہ آج پڑا بے سر یوں ریت پہ تن بھائی

گو سخت مصیبت ہے اور سر پہ اک آفت ہے
بچھڑی ہوں نہیں خواہر بچپن کا چلن بھائی
بھاتے نہ لگے مجھ کو یہ گھر ویران وہ خالی گھر
تم کو تو یہاں آ کر ہے سیر عدن بھائی
آئی تھی جماعت سے جاتی ہوں اس حالت سے
اکبر ہے نہ اب اصغر نے ابن حسن بھائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھائی ترا گھر چلا بھائی مرا سر کھلا
بیکسی میں عریاں بہن ہائے حسینؑ غریب
پیاس کا صدمہ سہا کچھ نہ زباں سے کہا
فاطمہؑ کے کم سخن ہائے حسینؑ غریب
سینہ پہ شمرِ لعیں حلق پہ شمشیر کیں
تجھ پہ یہ رنج و محن ہائے حسینؑ غریب

پیاسے کھائی ایک تیغ ستم آہ غضب وادریغ
ذبح ہوئے پنجتن ہائے حسینؑ غریب
اخترِ برجِ رسولؐ گوہرِ درجِ بتولؑ
نائبِ خیبر شکن ہائے حسینؑ غریب
قبلۂ اہلِ حرم مالکِ لوح و قلم
فخرِ زمین و زمن ہائے حسینؑ غریب

کہتی تھی زینبؑ کھڑی لاشہ پہ رو ہر گھڑی
بیکس غریب و بے وطن ہائے حسینؑ تشنہ لب

نوحہ دیگر

کہتی تھی شہ کی بہن ہائے حسینؑ غریب
بے کفن و بے وطن ہائے حسینؑ غریب

سر پہ عمامہ نہیں جسم پہ جامہ نہیں
خاک ہے اب پیرہن ہائے حسین غریب
لاشۂ افواج شام دفن ہوئے ہیں تمام
تجھ کو لحد نے کفن ہائے حسین غریب
بھائی کی بیوہ جعفر بھائی کا بیٹا اسیر
شانوں میں بیرے رسن ہائے حسین غریب

دیکھو تو زہرا کے لال کھولے ہیں ماں نے بال
حوریں ہیں یوں سینہ زن ہائے حسین غریب
آہ میں کس سے کہوں کس کی بہن ہو رہو
آج موئے پنجتن ہائے حسین غریب

نوحہ دیگر

غل تھا مدینہ میں بپا صغرا کا بابا مر گیا
ویراں مدینہ ہو گیا صغرا کا بابا مر گیا
قوم بنی ہاشم چلو عابد کو چل کے پرسا دو
رانڈوں کا آیا قافلہ صغرا کا بابا مر گیا
دیکھو وہ جنگل کا پسر ہائے آ گئے نوحہ گر
اوڑھے ہوئے شال عزا صغرا کا بابا مر گیا

[illegible]

مارے گئے افسوس جواں ہوتے ہی اکبر ہائے برچھی کھا کر
تھا ہائے ہمشکل پیمبر ترا دلبر ہائے ہائے مرے شبیر
اک تیر الم سے چھدا عابد دلگیر ہائے پہنائی ہے زنجیر
سر ننگے پھری بلوے میں سردم تری ہمشیر ہائے ہائے مرے شبیر
کس چوک میں کرب و بلا میں ہائے گئے دلبر غش ہو گئے حیدر
تغیر ہوا خلد میں بھی حال پیمبر ہائے ہائے مرے شبیر

پیاسے تری گردن پہ چلی ظلم کی شمشیر ہائے ہائے مرے شبیر
دشمن ہوا کیسا یہ ترا لشکر بے پیر ہائے ہائے مرے شبیر
سمجھے نہ لعیں تجھکو محمد کا نواسا مارا تجھے پیاسا
کھایا نہ کسی شخص نے بھی رحم ذرا سا ہائے ہائے مرے شبیر
کیا حلق پہ شبیر کے تیغ چلی وہ ہائے تیر لگی ہے
اے بیٹا مری کوکھ میں کیا آگ لگی ہے ہائے ہائے مرے شبیر

صغرا تو مرا نام ہے پھر کیا یہ چرچا عام ہے
کہتی ہے سب خلق خدا صغرا کا بابا مر گیا
ہائے جائے حیرت اے بہن رسم مسلمانی نہیں
یوں چین سے عالم رہا صغرا کا بابا مر گیا

نوحہ دیگر

جس حلق پہ بوسے تری دیتے تھے پیمبر واں رکھا خنجر
نازک تری چھاتی پہ چڑھا شمر ستمگر ہے ہے مرے شبیر
امت پہ فدا کر دیا نانا کی جو گھر بار تو ہو گیا مختار
بخشاؤگے سب حشر میں امت کے گنہگار ہے ہے مرے شبیر
عاشق تھی بہت تیری جو نادان سکینہ اے شاہ مدینہ
کانوں کا گہر اسکے ہے ملعون نے چھینا ہے ہے مرے شبیر

چالیسویں تک قبر نہ ہوئیگی میسر تڑپوگی زمین پر
جاوینگے حرم تیرے یہ سب شام کھلے سر ہے ہے مرے شبیر
واکر ہے ترا دل سے یہ اے سبط پیمبر مت بھولیو دم بھر
بخشائیو واکر کو حق سے شہا تو ہے ہے مرے شبیر

نوحہ دیگر

بنتِ زہرا کی کرتی تھی زاری بیبیا جا بہن دو آئی
چھوٹ کر قید سے وہ دکھیاری بیبیا جا بہن سے آئی
اپنا وارث کہوں پاکر آقا رانڈ ہو گئی بیڑے کا پا کھویا
پیٹوں کیا کہہ کے بتلا دکھیاری بیبیا جا بہن دو آئی
اے غریب الوطن بھائی آجا مرتی ہوں بہن بیچا جلا جا
چھانکر خاک ملکوں کی ساری بیبیا جا بہن دو آئی

نوحہ

ہائے وائے حسینؑ ماں جائے حسینا
کس منہ سے بہن سوئے وطن جائے حسینا

وہ حکم کہ جلدی سے حبیبؓ ابن مظاہر
عماری مری اونٹ پہ کسوائے حسینا

عباسؑ کو بھجواؤ کہ فراشوں سے کہہ کر
پردے کی قناتیں مری رکوائے حسینا

سیلیاں پشت پہ ہیں جو بہن کھا کیا ہوں نکے صدمے تو بھائی
الغرض بعد تذلیل و خواری بیا جائے بہن رونے آئی

اُس گھڑی کا کہوں کیا میں عالم شورِ محشر سے کچھ غل نہ تھا کم
بنتِ حیدرؑ پہ جب دم پکاری بیا جائے بہن رونے آئی

درد و غم کی بہت ہوں ستائی لاش پر تیرے رونے نہ پائی
تم سے چھٹ کر چلی ہوں بہ زاری بیا جائے بہن رونے آئی

راہِ یثرب سے بھائی بدقت کرکے جو ظلم کبریٰ کی منت
پھیر کر اس طرف کو سواری بیا جائے بہن رونے آئی

سال بھر تک دعا کی برابر آخر الامر آج اے برادر
کی خدا نے یہ حاجت براری بیا جائے بہن رونے آئی

بھائی جس روز سے مر گئے تم دربدر وارثی کر گئے تم
اب یہ عالم ہے ٹوٹے عماری بیا جائے بہن رونے آئی

ان بازوؤں کو بیچ میں چھپا کر کہاں بیٹھوں
پرسے کو اگر خلق خدا آئے حسینا
آئے جو تمہیں پوچھنے کو فاطمہ صغرا
سمجھا کے بہن کیا اسے بہلائے حسینا
یہ آرزو ہے اپنی کہ ان آنکھوں سے وادر
اس اجڑے ہوئے گھر کو نہ دکھلائے حسینا

مجبور بٹھاؤں گی مگر یہ بھی وصیت
طاعت میں تمہاری نہ خلل آئے حسینا
سب صدمے سہے دیکھئے اب جانا وہاں کا
کیا تازہ بلا سر پہ مرے لائے حسینا
عورات کہیں گی مجھے سب بھائیوں پیٹی
یہ طعن میں سننے کو رہی ہائے حسینا

اکبر کو صدا دو کہ ذرا تھام کے بازو
محمل میں مجھے آن کے بٹھلائے حسینا
دستور تھا منزل پہ اتروانے تھے تو آپ
اب کون مجھے آ کے اتروائے حسینا
گریہ نہیں سامان تو انصاف سے واری
سچ کہئے بہن کیونکہ نہ شرمائے حسینا

یا تو ترا سینہ تھا مرے سینے کی راحت
یا آج ہے تن خاک پہ عریاں حسینا
جن زلفوں میں کنگھی میں کیا کرتی تھی واری
وہ زلفیں ہیں نیزے پہ پریشان حسینا
جس تن پہ کبھی بوند بھی پڑنے نہ دی مینہ کی
اس تن پہ لگے تیروں کے پیکان حسینا

اے جان حسینا ہے جان حسینا
زہرا تری اس شان کے قربان حسینا
زہرا ترے اس خون بھرے چہرے کے واری
کن بیکسی و یاس سے دی جان حسینا
میں ڈھونڈتی لاش کو ترے آئی ہوں جانی
آئی ہوں جہاں سے سر عریاں حسینا

کس منہ سے کہوں ای وطن کربلا میں
سوتے ہیں گلا تیغ سے کٹوائے حسینا
کہلا کے ستم ذاکر حلال ہیہات
ان ہاتھوں کو در در کہاں پھیلائے حسینا

نوحہ دیگر

نوحہ

فرماتی تھی بنت علیؑ بھائی مرا مظلوم ہے
مت کاٹ سر شمر شقی بھائی مرا مظلوم ہے
عباسؑ غازی نہر پر سوتے ہو کیا آؤ ادہر
پھرتی ہے بھائی پر چھری بھائی مرا مظلوم ہے
اے اکبرؑ و قاسمؑ اٹھو عونؑ و محمدؑ ساتھ دو
موقع مدد کا ہے یہی بھائی مرا مظلوم ہے

تم نے تو دیا سر مری جاں راہ خدا میں
کوفے چلیں ہیں سر عریان حسینا
خیمہ کو لعینوں نے ترے آگ لگا دی
کچھ گھر کا نہ زہراؑ کے گیا دھیان حسینا
اشرف کی بھی عزت کے تمہیں حامی ہو مولا
تم ہو مرے دین اور مرے ایمان حسینا

تکیہ نہیں بستر نہیں ہے خاک بچھونا
سوتے ہو پڑے بے سر و سامان حسینا
کس نے تری صورت پہ ہوئیں ہیں ڈوبائی
کہلاتا نہ تھا کیا وہ سلیمان حسینا
تم مارے گئے دشت بلا میں مرے پیارے
بچے ہوئے اس بن میں پریشان حسینا

سوکھ گئے پر بھائی کے خنجر رگڑتا ہے ارے
مت ذبح کر او دو زخمی بھائی مرا مظلوم ہے
اس کی غریبی دیکھ تو زخموں سے جاری ہے لہو
گزری ہے حد سے تشنگی بھائی مرا مظلوم ہے
کس حال میں ہے غور کر کون اور کس کا پسر
ابن علی سبط نبی بھائی مرا مظلوم ہے

پیاری سکینہ لاڈلی ہیہات نازوں کی پلی
بن باپ کی ہو جائے گی بھائی مرا مظلوم ہے
اے شمر کرتا ہے یہ کیا بھائی کو میرے مت ستا
مت بیٹھ سینہ پر شقی بھائی مرا مظلوم ہے
سینہ پہ رکھتا ہے قدم کرتا ہے کیا ظالم ستم
عابد ہے یہ اور متقی بھائی مرا مظلوم ہے

خویش و اقارب سن لو تم شمر شقی ہے پر ستم
جا کر چھڑا لو کوئی بھائی مرا مظلوم ہے
بس کے نہیں اتنا کوئی جو بات بھی سن لے مری
کس وقت سے ہوں کہہ رہی بھائی مرا مظلوم ہے
اے خالق ہر دوسرا بھائی کو لے تو ہی بچا
یاور نہیں مرا کوئی بھائی مرا مظلوم ہے

لاشہ پہ ترے رونے نہیں دیتے ستمگر
اس بات سے مجبور ہوں ناچار برادر
تا زیست نہ دکھلاؤں گی منہ جا کے وطن میں
ہیں فاطمہ صغرا کو تو زنہار برادر
یہ وقت مصیبت کا ہے رانڈوں کی خبر لو
آتے ہیں گھسے خیمہ میں کفار برادر

احسن نہ مانا وہ لعیں کاٹے گلے شاہ دیں
ہمشیر کہتی ہی رہی بھائی مرا مظلوم ہے

نوحہ دیگر

غمخوار برادر رہے یا رب برادر
اے زینب بیکس کے مددگار برادر

زخمی ہے اور بے بس ہے پیاسا ہے اور بیکس ہے یہ
کر رحم اس پر اس گھڑی بھائی مرا مظلوم ہے
زر کی ہے خواہش گر تجھے چادر مری سر کی لے
مت کاٹ گردن بھائی کی بھائی مرا مظلوم ہے
بالی سکینہ کے گہر حاضر ہیں وہ بھی لے اگر
پر چھوڑ دے ایذا دہی بھائی مرا مظلوم ہے

یا تو نے رو کر کہا میرے مسافر حسینؑ
شہر مدینہ لٹا میرے مسافر حسینؑ
قاسمؑ نوکتخدا اس کا ہے یہ ماجرا
گھوڑوں سے روندا گیا میرے مسافر حسینؑ
پیارا وہ اصغرؑ مرا جس کو نہ پانی ملا
تیر ستم آ لگا میرے مسافر حسینؑ

بیں جاتی ہوں اتنا بھی نہیں ہے کوئی
جو مجھ کو کرے اونٹ پہ اسوار برادر
صغریٰ یہی کہتی رہی وہ بنت ید اللہ
خالق ترے نعش کا مددگار برادر

نوحہ دیگر

کچھ پاس یتیموں کو نہیں آل نبیؐ کا
جاتے ہیں لئے اب سر بازار برادر
سجادؑ کے پاؤں میں پڑی بیڑیاں بھری
گردن میں پڑا طوق گراں بار برادر
دفنایا بھی لاشے کو تمہارے نہ کسی نے
کیا تم کو سمجھتے تھے گنہگار برادر

کہتی تھی رو رو نحیف بانوئے خستہ جگر
اب نہیں کوئی رہا میرے مسافر حسین

نوحہ دیگر

کہتی زہرا یہ جنت سے آئی میری بستی بسی کو اجاڑا
بین تو دونگی خدا کی ہائی میری بستی بسی کو اجاڑا

عابد بیمار کو اس کے تن زار کو
نے ہے دوا نے غذا میرے مسافر حسین
دھوپ میں تیرا بدن جس کو نہ گور و کفن
غسل نہ تجھ کو ملا میرے مسافر حسین
کرتے ہیں فریاد ہم دیتے نہیں داد تم
ہم پہ ہے یہ ماجرا میرے مسافر حسین

ہو گیا ویران گھر پھرتی ہوں میں دربدر
کیسی چلی یہ ہوا میرے مسافر حسین
بھائی بھتیجے ہوئے سارے اقارب گئے
سر ترا نیزے چڑھا میرے مسافر حسین
دار فنا سے گئے دار بقا میں بسے
چھوڑا ہمیں واہ وا میرے مسافر حسین

کیا ہی کی کربلا قدردانی نام اسکا ہی نبی کیا
قدر تونے بھی میری بھلائی میری بستی ہی کو اجاڑا
اے ستی ہی دکھا روز محشر جیب بلا ہی نگاہ پڑا کو داور
کہتی آئی گی وہ داد پائی میری بستی ہی کو اجاڑا

نوحہ دیگر

اُسکے دم تک ہی کی وصیت آل رکھنا ہی میری محبت
کیا وصیت نبی کی بھلائی میری بستی ہی کو اجاڑا
اپنی ٹھنڈک پڑی علقمہ کو ترس کر بیاسے پیاسے
مجھ سے مجھ کو جدا کرتے آئی میری بستی ہی کو اجاڑا
نو ذرّیں کی اماں تمہاری اپنی بیٹی کو مجھ سے واری
خاک میں کس صورت ملائی میری بستی ہی کو اجاڑا

مجھکو جنت سی باہر نکالا ہاتھ تیرے کلیجے میں ڈالا
کوکھ میری ہی یا رب جلائی میری بستی ہی کو اجاڑا
مجھ سو اوکس سے ماں کسکو اب کلیجے دکھاوں
وارثوں کی ہی پالی میری بستی ہی کو اجاڑا
پے بہ پے خط لکھے ور بلایا جب بلایا ہوا آنکھ آیا
کرکے پانی کی سب نے منائی میری بستی ہی کو اجاڑا

اب ظالموں نے خیمہ کو ہی آگ لگائی لٹنگی وہانی
تم وارث خلق ہو و گشتہ ابرار اے احمد مختار
عابد کو ہے غش ضعف سے اٹھا نہیں جاتا ہے تپ میں بہکتا
جکڑا ہوا ہے طوق سلاسل میں وہ بیمار اے احمد مختار
کیا کیا نہ ستم اہل جفا نے کئے نانا جانے ہے زمانہ
گھر لوٹ لیا ہم کو نکالا سر بازار اے احمد مختار

میدان میں یہ قاسم نوشہ کا ہوا حال لاشہ ہوا پامال
گھونگھٹ میں دلہن روتی ہے با دیدۂ خونبار اے احمد مختار
آغوش کا پالا ترا اے سید والا عریاں ہوئے جاتا
سو جان سے ہے جنس شہادت کا خریدار اے احمد مختار
بھائی کا گلا کاٹتے ہیں ظلم سے بانی دیتے نہیں پانی
اور چھیڑتے ہیں حلق پہ وہ خنجر خونخوار اے احمد مختار

زینب نے کہا پیٹ کے سر بول فغاں اے احمد مختار
بھائی ہوئے ہم ہوگئے بیکس و لاچار اے احمد مختار
نے عون نہ جعفر ہے نہ ہے قاسم مضطر صد حیف ہے دلبر
نے اکبر و اصغر ہیں نہ عباس علمدار اے احمد مختار
ہے عالم تنہائی مرے بھائی پہ اسلام کے سید عالم
نے مونس و یاور نہ مددگار نہ غمخوار اے احمد مختار

لاشہ بھی قاسم کا زیر سم پامال روندا گیا شاہا
تلواریں لگیں جونہیں بھرے دست حنائی سید مرے بھائی
وہ کون تھا جس ظالم نے پیر نے چھپایا ظلم کیا آہ
برچھی کی انی سینۂ اکبر پہ لگائی سید مرے بھائی
افسوس صد افسوس کہ مارا گیا اصغر پانی کو ترس کر
اعدا نے اسے بوند نہ پانی کی پلائی سید مرے بھائی

نہ عون نہ جعفر ہیں نہ قاسم و اکبر بربا ہوا گھر
مرجانے سے عباس کے اعدا کی بن آئی سید مرے بھائی
کاٹے گئے عباس علمدار کے شانے دریا کے کنارے
نعش اس کی ستمگاروں نے ہے ہے تو نہیں پائی سید مرے بھائی
فرزند مرے تھے سو وہ فدیہ تمہارے ہیں مارے گئے
خالق نے کمائی مری اب نیک لگائی سید مرے بھائی

زینب یہ پکاری تھی بحیف با دل ناشاد فریاد ہے فریاد
اب آؤ مدد کو مری اے کل کے مددگار اے حیدر مختار

نوحہ دیگر

زینب نے کہا رو رو کے ای حق کے فدائی سید مری بھائی
کیا آج لٹا دو گے مری پاک کمائی سید مرے بھائی

پھر کہنے لگی یوں اے شاہ سے کیا کروں شکوہ
تقصیر کسی کی نہیں قسمت کی برائی سید مرے بھائی
ایسے گئے بھول گیا بھیا پیاری زینب غمخواری زینب
سر پیٹ کے کہتی تھی یہ غم کی ستائی سید مرے بھائی

نوحہ دیگر

اک عابدِ بیمار ہے تپ میں گرفتار اور چشم ہے خونبار
نے اسکو غذا ہے نہ ٹھنڈائی نہ دوائی سید مرے بھائی
ہے یہ قفسِ تن سے مری جان نہ نکلی اے دلبرِ حیدر
تم مرنے چلے اور مجھے موت نہ آئی سید مرے بھائی
جب مر گئے شاہ تو زینب یہ پکاری با گریہ و زاری
اللہ کی دہائی ہے محمد کی دہائی سید مرے بھائی

گر لاشۂ عباس پہ کہتی تھی یہ بیدل یوں با حسرت و یاس
بھائی کو پسند آ گئی دریا کی ترائی سید مرے بھائی
پھر رو رو کے یوں کہنے لگی اے شہِ والا ہے ظلم نرالا
پانی کے بھی لانے کی نہ پائی رسائی سید مرے بھائی
احمد ہیں نہ حیدر ہیں نہ ہیں فاطمہ اماں اب اے شہِ ذیشاں
گر تم گئے ہو جائے گی اب گھر کی صفائی سید مرے بھائی

یہ ابھی جدائی ہے قیامت کی جدائی سچ ہے کہتا بھائی
پھر کام نہیں آئے گی خواہر کوئی تدبیر ملنا ہو تو مل لو
کیوں تم نے ابھی بس کئے بال پریشاں حیران ہیں حیراں
کیوں منہ کو مرے دیکھتی ہو صورت تصویر ملنا ہو تو مل لو
خاموش ہو خاموش کہ اے واصف دلگیر فرماتے تھے شبیر
ایسا جیتا نہ پھر آؤنگا کر دیتا ہوں تحریر ملنا ہو تو مل لو

اب حلق ہے شبیر کا اور شمر کا خنجر اے زینب مضطر
جب آ گیا شمشیر تلک حلق پہ خنجر ملنا ہو تو مل لو
اس وقت کی تم باتیں ہی جانو غنیمت بس ہو چکی فرقت
یہ یاد رکھو پھر کے نہ گھر آئیگا شبیر ملنا ہو تو مل لو
اصغر کے تو دیدار کا میں پیاسا ہوں اے ہمدم زینب پرغم
اور پیاسا ہے گر خون کا یہ شمر بے پیر ملنا ہو تو مل لو

زینب سے کہا شہ نے کہ اے زینب دلگیر ملنا ہو تو مل لو
میں جاتا ہوں میں جاتا ہوں میں جاتا ہوں ہمشیر ملنا ہو تو مل لو
اب پیاس سے لب آگئی ہے جان لبوں پر اور دور ہے کوثر
بس پیتا ہوں ناچار میں لب دم شمشیر ملنا ہو تو مل لو
یہ ایک کا جانا نہیں خالی از اسرار اے زینب ناچار
معلوم نہیں تمکو جو ہے خواہش تقدیر ملنا ہو تو مل لو

نوحہ

کہتے تھے سبط مصطفےٰ لو شہربانو الوداع
بیکس یہ مرنے کو چلا لو شہربانو الوداع

طفلی میں جو اقرار تھا ہم نے کیا نانا سے وہ
وعدہ برابر آ گیا لو شہربانو الوداع

دشت ستم میں جا کے پھر ہرگز نہ گھر میں آؤنگا
سر دوں گا میں راہ خدا لو شہربانو الوداع

عباس و قاسم مر گئے اکبر سدھارے خلد کو
بیکار ہے جینا مرا اے شہربانو الوداع

خویش و عزیز و اقربا سب دشت میں مارے گئے
اب میں ہوں اور تیغ جفا لو شہربانو الوداع

روکو نہ تم جانے دو اب دشت بلا میں اس گھڑی
ہم کو بلاتی ہے قضا لو شہربانو الوداع

نانا ہیں میرے منتظر خلد بریں میں صبح سے
جاتا ہوں جو حق کی رضا لو شہربانو الوداع

جاتا ہوں میں تو مرنے کو سونپا تمہیں سجاد کو
حافظ تمہارا ہے خدا لو شہربانو الوداع

اشرف قیامت ہو گئی رو کر کہا شبیر نے
جس دم یہ با درد و بکا لو شہربانو الوداع

نوحہ

ہائے تشنہ شہ نے کرکے بکا لے اے سکینہ الوداع
اب صبر دے تجکو خدا اے اے سکینہ الوداع
سینہ سے لپٹا کر کہا مجبور ہے بابا ترا
جاتا ہے کٹوانے گلا اے اے سکینہ الوداع
گرچھٹا ہے تو نور نظر بی بی مسافر ہے پدر
اب ہے گھڑی سر پر قضا اے اے سکینہ الوداع

روتا ہے اے نور نظر ہوتا ہے اب ٹکڑے جگر
بابا ترا تجھ پر فدا اے اے سکینہ الوداع
پھر گود میں اپنی لیا منہ چوم کر اور رو دیا
بوسے گلے سے پھر لگا اے اے سکینہ الوداع
بابا جو یاں آویں اگر تو کھیلنا جان پدر
یہ ماننا میرا کہا اے اے سکینہ الوداع

اعدا میں ہوں ڈالیں تیغ جفا سے چھین دنگا سر کٹا
رسی ہے اور تیرا گلا اے اے سکینہ الوداع
پیاسی ہے تو اے دلربا تو صبر کر بہر خدا
دریا سے آتا ہے چچا اے اے سکینہ الوداع
تم ساتھ ماں کے سوئیو پیر سے نہ مت اٹھیو
بابا سے ٹک کیجو مت دلربا اے اے سکینہ الوداع

یوں آپ ہیں مضطر مجھے تشویش بڑی ہے
رو رو کے تم اب مجھکو نہ رلواؤ سکینہ
ڈر ہے تجھے دشمن کہیں پہنچائیں نہ ایذا
خود بالیاں تم کانوں کی بڑھواؤ سکینہ
میں تو نہیں بچنے کا پھر اب رونے سے حاصل
اب تم دل بیتاب کو سمجھاؤ سکینہ

شہ کہتے تھے مری جان نہیں بین کرو تم
بابا کو دم مرگ نہ رلواؤ سکینہ
پانی پہ مری فاتحہ دلوائیو مری جان
جس وقت مری لاش پہ تم آؤ سکینہ
کیوں روتی ہو ماں باپ سدا کس کے جیے ہیں
دل کھیل کے اطفال سے بہلاؤ سکینہ

آگے نجف ہیں کیا لکھوں رو رو کے یہ کہتے تھے بیاں
کہتے تھے شاہ کربلا اے سکینہ الوداع

نوحہ دیگر

شہ کہتے تھے بس زیادہ نہ غم کھاؤ سکینہ
ماں پاس مری گود سے بس جاؤ سکینہ

[illegible]

نوحہ

شہ نے کہا مرنے کے لئے جاتے ہیں زینب
اور وعدۂ طفلی کو بجا لاتے ہیں زینب
جو ظلم ہوں سب سہنا نہ کرنا کبھی شکوہ
یہ ایک وصیت تمہیں کر جاتے ہیں زینب
لو آؤ مجھے دیکھ لو مل لو مری خواہر
ہم آخری دیدار یہ دکھلاتے ہیں زینب

دنیا میں رہیگا مری اس پیاس کا چرچا [illegible]
پہونچیں گے محسن مرے آپ شمر و شبیر کچھ فکر نہ کرنا
کاذب ہے جھی یہاں سوائے حق جبر قادر مطلق
وقفہ ہے کوئی دم کا سمجھے نہیں ہم کچھ فکر نہ کرنا
خاصان خدا کی یہ فغاں دیکھ کے رو دو اللہ کو گرایا
انجوان شیاطین ہوں اگر لاکھ گلو پر کچھ فکر نہ کرنا

کبرا کو کنیزی کے لئے مانگیں گے ظالم ہنگام [illegible]
ہو جائیں گے یہ جور و جفا قائل تحریر کچھ فکر نہ کرنا
خیمہ سے نکلنا نہیں میدان کو جانا جو کچھ ہو سہنا
ہر چند کہ چل جائے مری حلق پہ شمشیر کچھ فکر نہ کرنا
کپڑے بھی اتاریں گے شہیدوں کے بدن سے دوڑائیں گے گھوڑے
اٹھارہ بنی فاطمہ کی لاشوں پہ سے [illegible] کچھ فکر نہ کرنا

تو حافظ و ناصر ہے خداوند تعالیٰ
طالع مجھے اب تم سے بچھڑواتے ہیں زینبؑ
اب تیرے حوالے ہی یہ سب عترت اطہار
اللہ کے حوالے تمہیں کر جاتے ہیں زینبؑ
اس بنت عاصی کی شفاعت کیلئے صرف
ہم راہِ خدا میں گلا کٹواتے ہیں زینبؑ

جس طرح ہو بہلانا سکینہؑ کو ہماری
ہم جس طرح اس پیاری کو بہلاتے ہیں زینبؑ
رافع کی سفارش کرو شہ سے کہ وہ کہویں
اس بندۂ عاصی کو بھی بخشاتے ہیں زینبؑ

نوحہ دیگر

پیٹ پیٹ کے شبیرؑ نے کہا تم پہ میں قربان قاسمؑ کے شبیرؑ
کس شان سے تو بندی کے ہوئے نکلا اے قاسمؑ کے شبیرؑ
سر پر ترے سہرے ہی تو نہیں سب لڑی ہیں رنگین میں کچھ دیکھیں
کیا شکل تمہاری بنی اے کیے سلطان آقا قاسمؑ کے شبیرؑ
تھی آرزو میری کہ تم آؤ گے گھر سے گھر سب کئے لیکر
عباسؑ بھی ساتھ آئیں گے اور اکبرؑ ذیشان آقا قاسمؑ کے شبیرؑ

روتا ہوا وہ قافلہ کوفہ کو سدھارا شبیر کے مکاں سے
کہتی ہے شیریں ہائے بحال پریشاں آقا مرے شبیر
اب ہند میں رہنے کا مزا کچھ نہیں شاہا پاس اپنے بلالو
اشرفؔ ہو تمہاری لحد پاک کے قربان آقا مرے شبیر

نوحہ دیگر

اے سبط نبی فاطمہ کے راج دلارے مرنے پہ تمہارے
بانو مری شہزادی کا گھر ہو گیا ویران آقا مرے شبیر
جس زلف کو وہ صبح کی تھی سدا فاطمہ زہرا کرتی تھی کنگھی شانہ
وہ زلفیں ہوئیں خاک میں اور خون میں غلطاں آقا مرے شبیر
صد حیف کہ اصغر پہ بھی کچھ رحم نہ آیا اس قوم جفا کو
ہاتھوں پہ تمہارے کیا بچہ کو بھی بیجان آقا مرے شبیر
زینب کے پسر آئیں گے ہمراہ تمہارے اور قاسم گلرو
تھا دیکھنے کا اصغر بے شیر کے ارمان آقا مرے شبیر
امت نے نبی کی تری کچھ قدر نہ جانی اے فاطمہ کے لال
جانا نہ تمہیں احمد و زہرا کا دل و جان آقا مرے شبیر
پانی نہ دیا شمر نے پیاسا تجھے مارا افسوس صد افسوس
اس پیاس پہ حضرت کی یہ بندی گئی قربان آقا مرے شبیر

بازو کی سکونت ہیں سب ملک عرب کی جانیں تو بچینگی
اس شاہ کے ہنر سے کسی در کی گدائی ہیں جانے نہ دونگی
بیجرم و خطا حیف ان آنکھوں کے آگے کس ظلم و جفا سے
اٹھارہ یگانوں کی برابر صفائی ہیں جانے نہ دونگی
محشر میں یتیں مجھکو بچائیں گی سقر سے یہ فاطمہ کہکر
ہاں ہاں اے فرشتو یہ ہمارے فدائی ہیں جانے نہ دونگی

اول تو غریب الوطنی دوسرے غربت و اسیری سو
پاؤں کی طرح دشمنوں کی فوج پہ چھائی ہیں جانے نہ دونگی
دکھ درد زدہ ان نے بھری بھر کے مصیبت اس فاقہ کشی میں
کس چاؤ سے پالا تھا وہ لیٹی ہی کمائی ہیں جانے نہ دونگی
منت سے لجاجت سے سماجت سے برادر کچھ ہوئے گر آج
میدان کی جانب نہیں نکو لڑائی ہیں جانے نہ دونگی

چلائی یہ پیٹ کے خاتون کی جائی ہیں جانے نہ دونگی
کس واسطے حضرت نے سواری یہ منگائی ہیں جانے نہ دونگی
کل پنجتن پاک ہیں اک یہ کام ہے سو دیکھتی ہوں میں
جب تم بھی اٹھے زندگی و شتے سوار بھائی ہیں جانے نہ دونگی
قربان ہیں آپکی غیبت میں سراسر مشت بلا میں
آتے ہیں نظر اپنے سب آثار تباہی ہیں جانے نہ دونگی

تیسرا دن ہو چکا بند ہے آب و غذا
مرتا ہے سب گھر کا گھر بھائی ہیں ناچار ہوں
گرم ہے بازار سر کٹنے کا سر کٹے ہے ڈر
جلد کر اب تو سفر بھائی ہیں ناچار ہوں
پھینک کے دستار سر رویا شبیں نامہ بر
شہ کے اس ارشاد پر بھائی ہیں ناچار ہوں

بالی سکینہ کی ہاں کانوں کی ہیں بالیاں
لے لے وہ احسان کر بھائی ہیں ناچار ہوں
چادر خاتون حشر دیتی ہوں کر دل پہ جبر
لاؤں وہی سے اگر بھائی ہیں ناچار ہوں
ارث میں تھا اک تو فقر اس پہ یہ آفت کا ابر
چھا گیا بالائے سر بھائی ہیں ناچار ہوں

نوحہ
بولے شہ بحر و بر بھائی ہیں ناچار ہوں
کیا تجھے دوں نامہ بر بھائی ہیں ناچار ہوں
اس کا ہے خالق گواہ آج بحر اشک و آہ
پاس نہیں مال و زر بھائی ہیں ناچار ہوں
خلق ہوئی بہرہ ور مجھ سے مدام اب اگر
جیب سے ہوئی بے خبر بھائی ہیں ناچار ہوں

نوحہ

تم نے کہا برگشتہ ہوا مجھ سے زمانا سید مرے نانا
در پئے ہے مری اک جان کے سارا زمانا سید مرے نانا
گر چھوٹی اور سانپ کے بل میں بھی چھپونگا تو بھی نہ چھپونگا
تم قبر میں تو مجھ سے اے شاہ یگانہ سید مرے نانا
تھے جیتے ہی جی آپ کے سب لاڈ ہمارے اور بعد تمہارے
امت نے مجھے آپ کا فرزند نہ جانا سید مرے نانا

وہ ظلم ہوئے مجھ پہ نہ ہووے جو کسی پر اے جد مطہر
روضے سے چھڑاتے ہیں مجھے کر کے بہانا سید مرے نانا
جاروب کشی آپ کے مرقد کی کرونگا اور دکھ ہی سہونگا
پر ظلم سے اس امت بے دیں کے بچانا سید مرے نانا
اصغر کا بہت اور یہ گرمی کا سفر ہے مجھکو یہ حذر ہے
اعدا نہ کریں اس کو بھی تیروں کا نشانا سید مرے نانا

جز آپ کے فریاد کروں کس سے میں شاہا اے پشت و پناہا
للہ مرے رونے کا بتلا دو ٹھکانا سید مرے نانا
ارشاد جو تھا باب میں مجھ خستہ جگر کا اور بھائی حسن کا
امت نے اسے دیکھئے کیا خوب ہی مانا سید مرے نانا

نوحۂ دیگر

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رحم کے قابل ہوں میں پانی کا سائل ہوں میں
دیکھ عدو مت ستا پانی پلا دے مجھے

گذرے ہیں سولہ پہر جل گیا میرا جگر
صبر کروں تا کجا پانی پلا دے مجھے

پیاس سے بیچین ہوں حال ہے میرا زبوں
جلتا ہے سینہ مرا پانی پلا دے مجھے

سینہ پہ بیٹھا ہے تو جاری ہے مرجا ہو
اس کا نہیں کچھ گلا پانی پلا دے مجھے

جنگ کی قدرت نہیں اٹھنے کی طاقت نہیں
اب تو ہوں بے دست و پا پانی پلا دے مجھے

اینٹھ رہی ہے زباں جان ہے تن پر گراں
وعدہ برابر ہوا پانی پلا دے مجھے

سینہ سے ظالم اتر پیاسے کو مت ذبح کر
اتنی بھی مت کر جفا پانی پلا دے مجھے

پیاس سے ہوں بیحواس کر تو محمدؐ کا پاس
رحم کر اے بیحیا پانی پلا دے مجھے

فاطمہؑ ماں ہے مری باپ ہے حضرت علیؑ
جد ہیں مرے مصطفیٰؐ پانی پلا دے مجھے

کہتے تھے عابدؑ اہل جفا کی
دست درازی وا ویلا
بچو کا پیاسا سر کو کٹایا
ہو کر راضی وا ویلا
الفت فلک ہے شمروں سے کرتا
روباہ بازی وا ویلا

سجدۂ حق میں سر کو کٹایا
ہائے نمازی وا ویلا
باگیں کٹ کر خیمہ میں آیا
شاہ کا تازی وا ویلا
آل نبیؐ کے ساتھ بھی ہے ہے
چرخ نے یہ بازی وا ویلا

روتی تھی روح بتولؑ کہتے تھے جدم ملول
رو کے شہ کربلا پانی پلا دے مجھے

نوحہ دیگر

شاہ حجازی وا ویلا
سید غازی وا ویلا

نوحہ

اے نور نظر فاطمہ کی جان حسینا
ہا آئی ہاے بہ حال پریشان حسینا

کیا گزری ترے بچوں پہ کچھ بھی ہے خبر تو
کس نے ترا گھر کر دیا ویران حسینا

میں دیکھ چکی غم کو تو غش ہو چکی شبیر
رہ جائے نہ اور کوئی ارمان حسینا

ہمشیر کھسکے سر سے منہ پہ کلیجہ پیٹ رہا
پڑھ کر تو سنا تو نے قرآن حسینا

زینب کہاں کلثوم کہاں جایاں میری
زندہ ہیں وہ یا مر گئیں بیجان حسینا

بھوکے رہے پیاسے رہے گھر ہو گیا سب صاف
کیا امت جد کے ہوئے مہمان حسینا

سر سجدے میں گرو نیزہ و سناں خنجر فولاد
اس پیاس و تباہی کے میں قربان حسینا

کیا صبر کیا تو نے خدا کی قسم اے جان
اس وقت ترا رب ہی ثنا خوان حسینا

جا کر تو بہشتی و فن ہو گر کرب و بلا میں
کیا پھر سے پھرے روضۂ رضوان حسینا

نوحہ

زینب نے کہا سینہ و سر پیٹ کے ہائے شاہِ مدینہ
مرنے سے تمہارے ہوا اور رہیں ہمیں پھر ہائے شاہِ مدینہ
خیمہ بھی جلا گھر بھی لٹا ہم گئے مارے بھیا مرے پیارے
عابد کا گلا طوق رسن ہی گیا باندھا ہائے شاہِ مدینہ
تھا گود کا پالا مرا جو اکبر گلرو ہمشکل پیمبر
برچھے سے جگر اسکا بھی ظالم نے ہی چھیدا ہائے شاہِ مدینہ
چھاتی پہ لٹاتے تھے جسے آپ بصد پیار وہ عابد بیمار
کھینچے ہے مہار اونٹنی کی روا و دریغا ہائے شاہِ مدینہ
ہے ہے علی اصغر سا شہا وہ بچہ کمسن آنکھوں کے تھے جو
تیروں سے چھدا اسکا گلا خالی ہے جھولا ہائے شاہِ مدینہ
بے مقنع و چادر ہمیں لیجاتے ہیں ظالم دربار لعین میں
اس شکل سے اب جاتے ہیں کہو ہے خدارا ہائے شاہِ مدینہ
عالی یہی کہتے تھے حرم لاشۂ شہ پہ کہ دہائی
ہم شام چلے اب تمہیں اللہ کو سونپا ہائے شاہِ مدینہ

نوحہ دیگر

اے شاہ زماں عاشقِ غفار حسینا
جن و ملک و حور کے سردار حسینا

واں چاند پہ زہرا کے زوال آگیا رن میں
پاس آ گئی نصیبوں سے شب تار حسینا
واں مر گئے تم یاں ہمیں کس طرح سے لوٹا
چھوڑا نہ کسی پاس بھی اک تار حسینا
زہرا کا جنازہ تو اٹھے رات کو ہی ہی
سر ننگے ہو زینب سر بازار حسینا

دنیا میں بھلا کون ہے ہم مرتبہ تیرا
زہرا و علی کا ہے تو دلدار حسینا
ان چاہوں نے ہائے پیاسا تجھے مارا
سمجھے نہیں کوثر کا ہے مختار حسینا
اللہ نگہبان ہے لاشہ کا تمہارے
لو جاتی ہوں اب اونٹ ہے تیار حسینا

ظالم لیے جاتے ہیں مجھے شام کو بھائی
ہوتی ہوں جدا تم سے میں ناچار حسینا
تھا زندگی کا لطف فقط دم سے تمہارے
اب جینا بہن کا ہوا دشوار حسینا
طفلی میں جو وعدہ تھا کیا دینے کا سر کے
اب دیدیا سر کچھ نہ کی تکرار حسینا

روؤں نہ کیوں بار بار کیوں نہ ہوں میں بیقرار
سر سے ردا لی اتار ہائے غریب الوطن
میں جیوں کیونکر بھلا عمو بھی مارا گیا
پانی نہ مجکو ملا ہائے غریب الوطن
ظلم کیا بے خطا بعد تمہارے پدر
چھین لی سب کی چادر ہائے غریب الوطن

ہائے شہ ہر دو سرا کون ہے اس جا ترا
جو کہ کرے پیار آ ہائے غریب الوطن
شمر نے میرے گہر چھین لئے آن کر
خوف کیا نے خطر ہائے غریب الوطن
ہوگئی ہیں بے پدر چھن گئی میری چادر
ہائے میں جاؤں کدھر ہائے غریب الوطن

پھر نعش پہ رو رو کے لگی کہنے یہ واصف
رہنما مرے اکبر سے تبر دار حسینا

نوحہ دیگر

تھے یہ سکینہ کے بین ہائے غریب الوطن
اے مرے بابا حسین ہائے غریب الوطن

بولی سکینہ پھپھی آیا ہے ذوالجناح
خیر و خبر باپ کی لایا ہے ذوالجناح
تیروں سے غربال ہے دیکھو تو کیا حال ہے
بال ہیں خوں میں بھرے آیا ہے ذوالجناح
صورت طاؤس ہے زیست سے مایوس ہے
کیسا مثال پری آیا ہے ذوالجناح

دل مرا اب ہے دو نیم کس کے ہاتھوں میں سقیم
ہائے ہوئی میں یتیم ہائے غریب الوطن
بین سکینہ کا تھا وہ لکھے مقصود کیا
اسکی یہی تھی صدا ہائے غریب الوطن

نوحۂ دیگر

وعدہ نہ پورا ہوا اکبر و عباس کا
رہ گئی صغرا جدا ہائے غریب الوطن
اصغر مظلوم آہ راہی جنت ہوا
بوند نہ پانی ملا ہائے غریب الوطن
فوج یزید شقی کر رہی ہے اب خوشی
خیمہ میں غل ہے یہی ہائے غریب الوطن

[illegible] بیکس کا ہے پھپھی دلدل تو ہی پایا نہیں
بس اب تو بیں لگ گئی دلدل تو ہی پایا نہیں
لو اب ہم تو قیدی بن چکے دیکھیں خدا کیا کرے
بس اب قیامت آچکی دلدل تو ہی پایا نہیں
للّٰہ دوڑو اب کوئی دیکھو تو کیا ان پر بنی
بی بی تصدق ہو گئی دلدل تو ہی پایا نہیں

[illegible] پہ پژمردگی چہرے پہ افسردگی
پوچھو تو اٹھ کر کوئی آیا ہے اب ذوالجناح
صورت حیواں ہے گو سیرت انساں ہے وہ
کھوتا ہوا غم سے جی آیا ہے اب ذوالجناح

نوحہ دیگر

[illegible] ہیں کٹائے ہوئے تیروں میں نہائے ہوئے
خاک ہے سر پہ پڑی آیا ہے اب ذوالجناح
صاف ہے یہ آشکار مارا گیا ہے سوار
شکل ہے کیسی بنی آیا ہے اب ذوالجناح
چشم سے خوں باری ہے تن سے لہو جاری ہے
چھائی ہوئی مردنی آیا ہے اب ذوالجناح

نوحہ

بولی سکینہ بتا بابا مرے کیا ہوئے
گھوڑے میں تجھ پر فدا بابا مرے کیا ہوئے
زخمی ہیں یا قید ہیں زندہ ہیں یا مر گئے
بول بحکم خدا بابا مرے کیا ہوئے
گھوڑے میں صدقے گئی ہونگی بلائیں تری
صدقہ نبی کا بتا بابا مرے کیا ہوئے

چلائی پھر اے فوج کیں بابا بھی ہیں یا کہیں
تشویش ہے مجھکو بڑی دلدل تو ہے بابا نہیں
کہدو اگر تم پاس ہوں گھوڑے سے اترے کہیں
بیٹی ہے گھبرا رہی دلدل تو ہے بابا نہیں
کیوں لے گئیں سب شہ کا گھر کیا کہتا ہوگا کدھر
یہ بات جب ہوگی سنی دلدل تو ہے بابا نہیں

ل کر سدھارے تھے ابھی شا یہ پہلی ہی اک گھڑی
اتنے میں یا رب کیا بنی دلدل تو ہے بابا نہیں
دنیا مجھے اندھیری ہے کچھ حال دل کا غیر ہے
یہ کیا غضب ٹوٹا ابھی دلدل تو ہے بابا نہیں
بس تو نہ مانوگی کبھی بہلا و کچھ کہکر کوئی
بیشک پھری ان پر چھری دلدل تو ہے بابا نہیں

جیتے وہ ہوتے اگر کہتی ہیں عباس سے
دیکھو تو جا کر چچا بابا مرے کیا ہوئے
یاد یہ جب آگیا ٹکڑے ہیں دل ہوا
دختر شہ نے کہا بابا مرے کیا ہوئے

نوحہ دیگر

ہاتھوں کو مل کر کبھی کہتی تھی وہ غمزدی
ہائے مرے کبریا بابا مرے کیا ہوئے
آ کے سرہانے کبھی کہتی تھی سجاد سے
تم ہو زین العبا بابا مرے کیا ہوئے
کہتی تھی گہ پیٹ سر ہو گو بتا دو مجھے
ڈھونڈتا ہے دل مرا بابا مرے کیا ہوئے

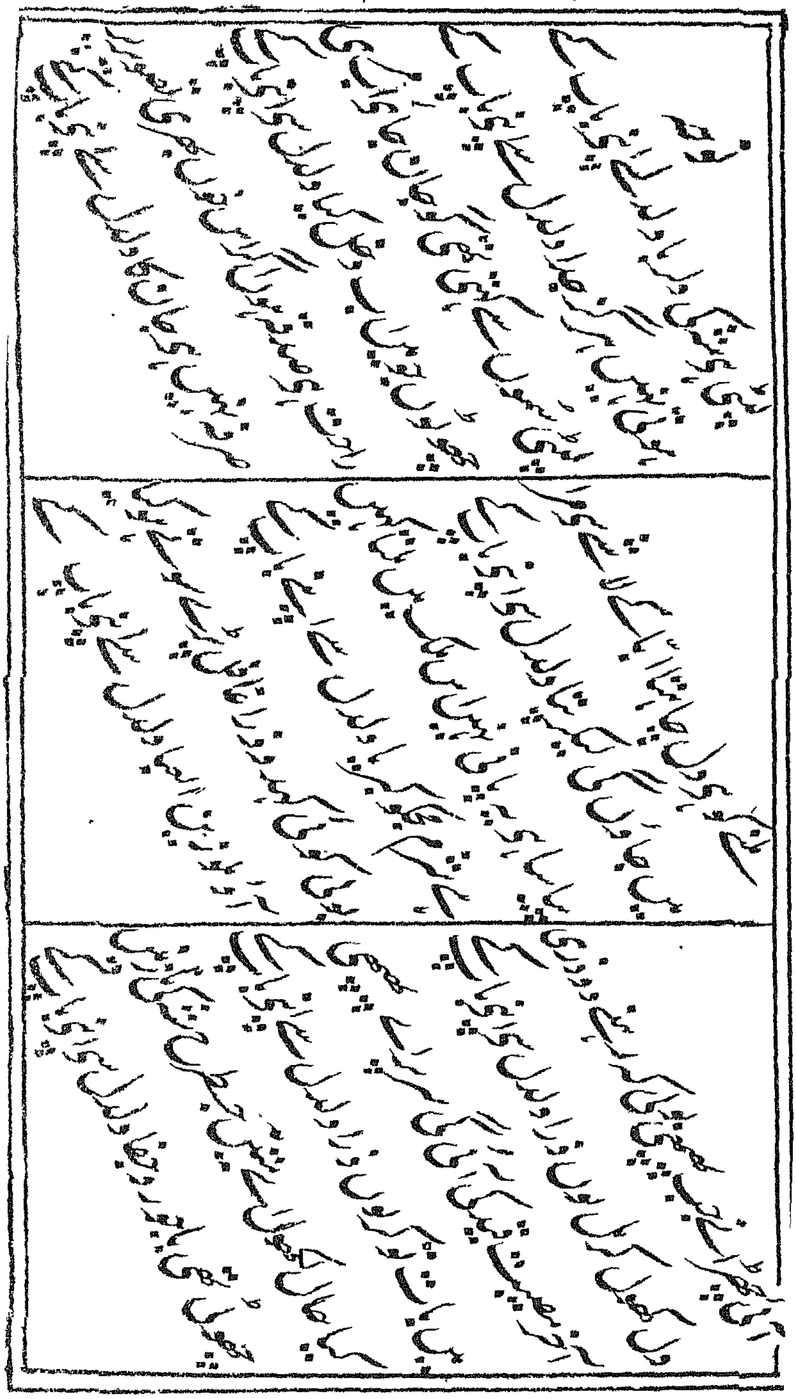
دل ہے دھڑکتا مرا ہول مجھے آتے ہیں
روتا ہے تو کیوں کھڑا بابا مرے کیا ہوئے
بول خدارا تو ہی اور نہیں یاں کوئی
پوچھوں میں کس سے بھلا بابا مرے کیا ہوئے
یاں سے گئے جب پدر تجھ پہ ہوئے تھے سوار
خالی ہے تو کیوں کھڑا بابا مرے کیا ہوئے

ہاں ڈھانپ کے منہ دیکھ کے سنسان سحر سے
دن رات پڑی چیخونگی چلاؤنگی بھائی
کیا حال مرا ہووے گا جب بہر تسلی
یہ مرقد انور بھی نہیں پاؤنگی بھائی
ہوش اڑتے ہیں جب یاد مجھے آتا ہے مجھکو
زینت کا یہ کہنا کہ نہ گھر جاؤنگی بھائی

کچھ گھر سے غرض اور نہ مطلب ہے وطن سے
مرقد پہ ترے چھاؤنی میں چھاؤنگی بھائی
جاروب کشی کر کے ترے روضہ کی برادر
تربت پہ تری فاتحہ دلواؤنگی بھائی
کیا رکھا ہے گھر میں کہو کس چیز سے جا کر
اپنے دل غمدیدہ کو بہلاؤنگی بھائی

نوحہ

شرماؤنگی بھائی گڑ جاؤنگی بھائی
منہ فاطمہ صغرا کو نہ دکھلاؤنگی بھائی
منت سے کہا تھا پھپھی بابا سے خبردار
لے گئے تو کہا تھا نہیں لے آؤنگی بھائی
پوشاک سیہ بال کھلے حال پریشان
ہم چشموں میں کس حال سے گھر جاؤنگی بھائی



نوحہ

ہائے تھی زینب بھلا خاک وطن جاؤں نہیں
بسکہ یہ جور و جفا خاک وطن جاؤں میں
خیر ہا زین العبا مجکو ہو سمجھاتے کیا
لطف رہا کون سا خاک وطن جاؤں نہیں
جن سے کہ آبادی تھی اور مری زندگی
اُن سے ہے جنگل بسا خاک وطن جاؤں نہیں

صدقے پھپھی صدقے کریں بہنیں جانوں کی گھر
آئی ہے مجکو حیا خاک وطن جاؤں میں
روضۂ جد پر بھلا اور یہ کالی ردا
جانا ہے میرا روا خاک وطن جاؤں میں
والدہ کی قبر کو مجھ سے بھلا سوچو تو
پرسا دیا جائے گا خاک وطن جاؤں نہیں

ہوگا زباں زد یہی آئی ہے کنبہ سوئی
عورتوں میں جا بجا خاک وطن جاؤں نہیں
سوئے وطن لے یتیموں سے گئے عابد حزیں
کتنا ہی اُس نے کہا خاک وطن جاؤں نہیں

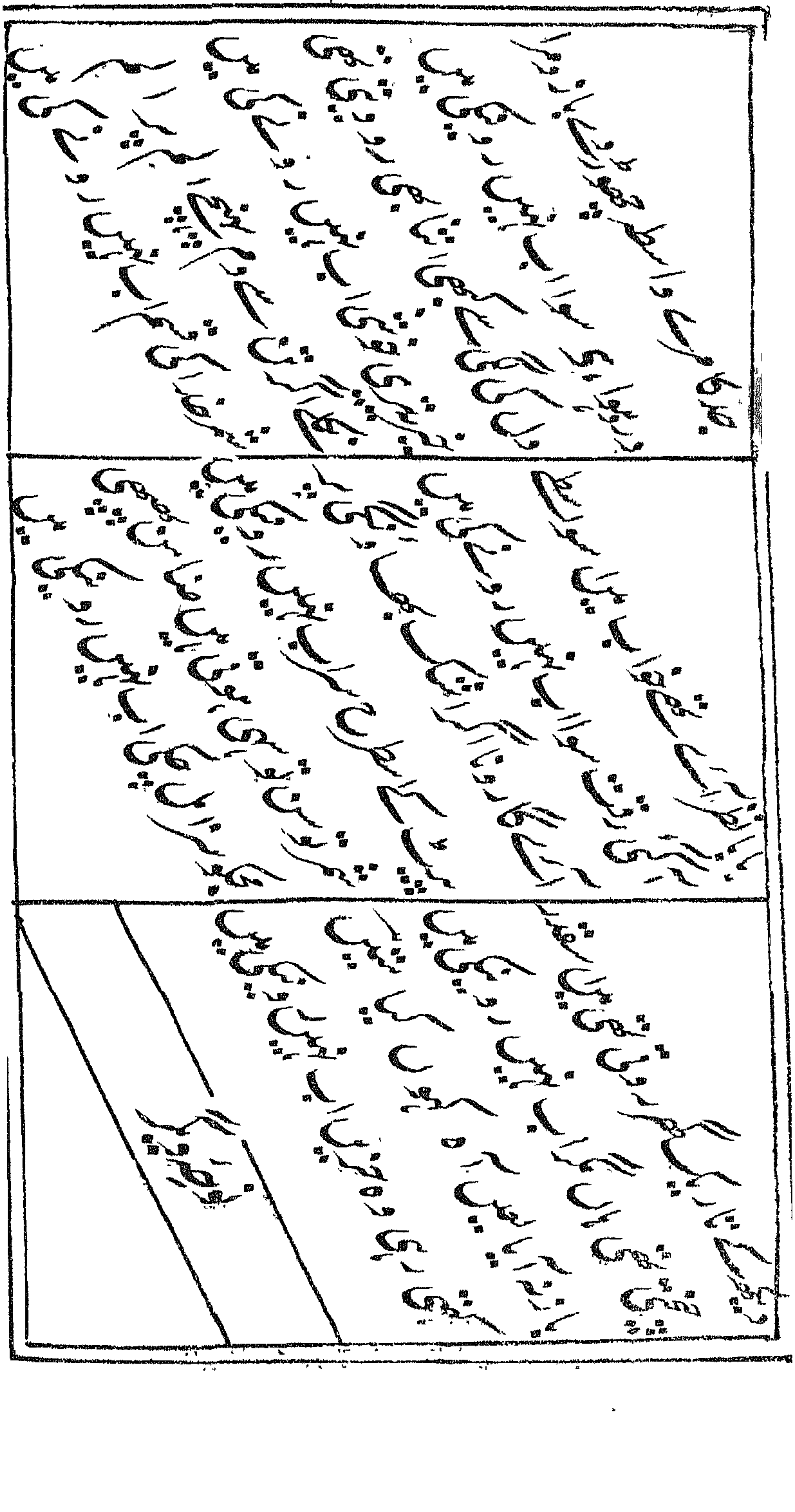
نوحہ دیگر

ولہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس عمر پہ بچپن پہ چاول کو نہ بیر کو ترسا
خوف خدا چاہئے بالیاں میری نہ لے
ننھی سی سیدانی جان پہ مری بھائی جان
بہر خدا چھوڑ دے بالیاں میری نہ لے
شبیر کی پوتی ہوں میں جان کو کھوتی ہوں میں
میرا کہا مان لے بالیاں میری نہ لے

ہیں سکینہ کے تجھے بالیاں میری نہ لے
شمر خدا کے لئے بالیاں میری نہ لے
شہ کی زادی ہوں تجھ سے میں فریادی ہوں
کہنا مرا مان لے بالیاں میری نہ لے
فاقہ کشوں کا یہ گھر چھین لیں تو نے اگر
پھر نہ بنیگی مجھے بالیاں میری نہ لے

مجھ کو یتیم مت ستا غم میں ہوں میں مبتلا
آہ سے میری تو ڈر دختر زہرا ہوں میں
کیا کروں اشرف بیاں زینب و لخت واں
کہہ رہی تھی پیٹ سر دختر زہرا ہوں میں

نوحہ دیگر

[illegible]

[illegible]

ردیف ن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیسا تھا رنڈاپا یہ مرا اس بچی کے دم سے
قسمت سے مری سکے بھی سن نے نہ وفا کی
کیا ہووے گی تدبیر بھلا گور و کفن کی
خود بیٹھی ہے یاں قید میں محتاج ردا کی
بستی میں مسلمانوں کی تابوت کو محتاج
پوتی ہے پڑی ہائے بتول عذرا کی

الفت میں پھوپھی کی جو بچی کا چھوٹ کر عابد نے کہا
ہے کون ہمارا سوئے وطن مظلومہ بہن معصومہ بہن

نوحہ دیگر

فریاد خدا کی کہ گروہوں نے جفا کی
ہاں لٹ گئی سجاد و سکینہ نے قضا کی

مرتی جو یہ بیبی تو چھپا اک دھوم سے لاشہ اٹھا
ہے کہنہ ردا اب تیرا کفن مظلومہ بہن معصومہ بہن
اماں سے الگ بابا سے جدا بھیا سے الگ نانا سے جدا
ہے شام ہوا تیرا مدفن مظلومہ بہن معصومہ بہن
چھوٹے نہ گئے یہ صدمے کبھی ویران تیرا یاں مجھ سے ہی
آخر یہ دکھائے چرخ نے دن مظلومہ بہن معصومہ بہن

کہدینا کوئی پوچھے تو گردن کو جھکا کر
اٹھی ہیں یونہی بیتیں ہم سے غربا کی
کفنا کے اُسے کرتے ہیں ہاتھوں پہ اٹھا کر
لیجاؤ جہاں بنتی ہیں قبریں غربا کی
کھدوا کے گڑھا ننھا سا اک راہ خدا میں
قربان ہو ماں گاڑ دو جو مرضی خدا کی

جب سونپ چکو مردے کو کہنا یہ زمیں سے
اے ارض امانت ہے یہ شاہ شہدا کی
بس آگے بیتیں اور نہ کہہ نوحہ بکا کا
آقا کے تصدق سے ہے افراط بکا کی

نوحہ دیگر

دکھ پایا ہی بابا غم اٹھایا ہے بابا
سجاد غریب الغربا آیا ہے بابا
کیا عرض کروں حال کہ لکنت ہے زباں پر
تقدیر نے جو کچھ مجھے دکھلایا ہے بابا
ہر شہر میں ایک ایک قدم پر سر بازار
کوڑوں سے مجھے شمر نے پٹوایا ہے بابا

یا حضرت سجاد یہ کہہ دکھ منن کا
دل شاد کرو فقر سے گھبرایا ہے بابا

نوحہ دیگر

فریاد ہے بابا بابا بیداد ہے بابا
کوڑوں کی جفا اور تن سجاد ہے بابا

چلائی بہت ہائے پدر دیکھ کے سکینہ
جب ننھا گلا اس کا بھی بندھوایا ہے بابا
بے پردگی ماں بہنوں کی اور بیکسی ایسی
کس کثرت اندوہ میں رلوایا ہے بابا
غیظ آپکا کھائی ہے گر خون جگر کا
جبرا دل رنجور کو سمجھایا ہے بابا

ارزگیا میں شرم سے جب آل نبی کو
حاکم نے پئے نظارہ بلوایا ہے بابا
سر برہنہ تھے جسم کی پوشاک دریدہ
منہ بالوں ہی سے رانڈوں کا چھپوایا ہے بابا
بچے کو مرے اور مجھی سے سرا زار
بازو میں رسن باندھ کے کھنچوایا ہے بابا

اس شام کے تختہ کو الٹ دیتا میں کب کا
حضرت کی وصیت نے مجھے برباد ہے بابا
جس روز سے چھوٹا ہوں میں حضرت کے قدم سے
اس روز سے مٹی مری برباد ہے بابا
کہیے کہ للہ خبر لیجیے مسکیں کی
ان روزوں میں ذاکر ترا ناشاد ہے بابا

آسودہ ہیں سب جن و بشر بلکہ دد و دام
اک آل نبی مضطر و ناشاد ہے بابا
بے جرم و خطا پڑتے ہیں ہر روز طمانچے
کچھ بالی سکینہ کی بھی بیداد ہے بابا
ہاں پھپھیاں مری جائیں گی کل کو سر دربار
غیظ آتا ہے اب کیا مجھے ارشاد ہے بابا

کچھ حصر نہیں ظلم کا خولی و عمر پر
بچہ کو مری قسمت سے وہ جلاد ہے بابا
دکھ پیاس کا دن گرمی کے اور راہ کا چلنا
بیمار پدر رنجور کی روداد ہے بابا
اعضا کے بدن تنگ ہوا اٹھا نہیں سکتے
اک ضعف تو ہاں پر سر امداد ہے بابا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوحہ

فضہ نے کہا کھینچ کے شانہ نہ اٹھاؤ بیمار ہے عابد

یہ طوق گراں بار نہ تم اسکو پنھاؤ بیمار ہے عابد

بن باپ کا فرزند ہے بیوہ کا پسر ہے پیاسا ہے یہ بیمار

یہ رحم کے قابل ہے اذیت نہ دکھاؤ بیمار ہے عابد

خالی نہ کرو مسند محبوب الٰہی ہم ہووینگے برباد

یہ بیڑیاں لوہے کی بھی نہ پنھاؤ بیمار ہے عابد

ہے درد سر اور آتا ہے اسکو تپ لرزہ اے فرقۂ ظالم

کانپے گا فلک ظلم نہ تم اسکو دکھاؤ بیمار ہے عابد

اکبر کو بھی مارا علی اصغر کو بھی مارا بیجان کیا سرور

وارث ہے یہ سادات کا خنجر نہ اٹھاؤ بیمار ہے عابد

سجاد کو بستر سے بس کھینچو ستم ہے آہ اور کبھی ہے یہ بیتاب

کیا کرتے ہو کیا کرتے ہو آہستہ اٹھاؤ بیمار ہے عابد

جب طوق گلے میں پڑا خم ہوگئی گردن کہتا تھا وہ رو رو

یا شیر خدا بوجھ ابھی اسکے ہٹاؤ بیمار ہے عابد

سوجے ہوئے پاؤں میں بھی بیڑی ہے وہ بھی کہتا تھا یہ سید

کانٹوں میں مری گرد کو یہ قیدی نہ بناؤ بیمار ہے عابد

منت کی بھی زنجیر پہنتا تھا اگر یہ جھک جاتی تھی گردن

یہ طوق گراں اسکے گلے میں نہ پہناؤ بیمار ہے عابد

کر یاد عزیزوں کو اگر روتا ہے کوئی
نیزہ سر زینب پہ لگاتے ہیں ستمگار

ان کافروں کو پاس نہیں بنت علی کا
مقنع سر زینب سے گراتے ہیں ستمگار

در پیچھے سکینہ کے ہیں اور مارے طمانچے
بن باپ کی بچی کو ستاتے ہیں ستمگار

سجاد کو بستر سے گراتے ہیں ستمگار
اور طوق گرانبار پہناتے ہیں ستمگار

کہتی ہیں یہ سیدانیاں سر پیٹ کے اپنا
مسند شہ والا کی جلاتے ہیں ستمگار

یا شاہ نجف آن کے تم جلد خبر لو
در در ہمیں او شہر بشہر پھراتے ہیں ستمگار

لاشہ شہ بیکس کا ہے لعینو اسکو نہ ستاؤ
اٹھیں گے نبی قبر سے اسکو نہ اٹھاؤ پکارے عابد

مانا نہ مگر ایک ستمگار نے بھی آہ فریاد ہے فریاد
ہر چند کہا روح نبی کو نہ ستاؤ پکارے عابد

نوحہ دیگر

افسوس ہے فاطمہؑ زہرا نے ہو پالا
سر اُسکا رکھے نیزے پہ لاتے ہیں ستمگار
زینبؑ نے کہا نعش سے یوں سروروں کی
بھیا تری زینبؑ کو رلاتے ہیں ستمگار
زندان میں سجادؑ کو آرام نہیں ہے
سوتے ہیں تو زنجیر ہلاتے ہیں ستمگار

جن کے درِ اقدس پہ فرشتے رہے دربان
در آنہ اسی خیمہ میں آتے ہیں ستمگار
ہیں آیۂ تطہیر کے مالک جو جہاں میں
ظالم انھیں سامنے لاتے ہیں ستمگار
ان ناریوں کو خوف نہیں روزِ جزا کا
توڑیں سرِ شہ کا چھپاتے ہیں ستمگار

سادات کو اک قطرہ بھی پانی نہیں دیتے
خود پیتے بھی ہیں اور بہاتے ہیں ستمگار
یوں لاش سے کبریٰ کی بیاں کرتی تھی بانو
بیٹا تری بیت سے چھڑاتے ہیں ستمگار
بابا رکو تو ان ظالموں سے آکے چھڑاؤ
قیدی ہمیں کرکے لئے جاتے ہیں ستمگار

سب اہل محلہ مجھے رونے نہیں دیتے
کیوں روکتے ہیں آپ ہی سمجھائیے بابا
الجھے ہوئے ہیں بال اڑی خاک ہے سر میں
سلجھائے اور سر مرا دھلوائیے بابا
کس سے کہوں کوئی نہیں فریاد کو سنتا
اس دل کی لگی کو مری سمجھائیے بابا

بلوائیے
بابا بابا آئیے بابا بابا
صغرا کو وہ منہ چاند سا دکھلائیے بابا
تنگ آ گیا دل روز دوا پینے سے میرا
اب شربتِ دیدار بھی پلوائیے بابا
قربان گئی بھائی کے یا عمو کے ہاتھوں
خط بھیج کے جلدی مجھے بلوائیے بابا

سرور نے کہا گو ہیں معصوم کو لے کر
اصغر نہیں میدان میں لائے ہیں ستمگار
اشرف کو بھی اب روضۂ اقدس پہ بلا لو
یا سید کو نہیں ستاتے ہیں ستمگار

نوحہ دیگر

سنتا ہے اے مرد عرب ہیں کام تو دنیا سب کے
یہ کام ہے للہ کا اے نامہ بر سیدانی ہوں
اک شہر ہے کرب و بلا مہماں ہوں واں بابا مرا
ان تک یہ عرضی لیتا جا اے نامہ بر سیدانی ہوں
دیکھے جو تو شہ کے قدم دیکے یہ خط با چشم نم
کہنا کہ صدقہ فاطمہ کا اے نامہ بر سیدانی ہوں

نوحہ

چلا کے صغرا نے کہا اے نامہ بر سیدانی ہوں
دکھی مری سن لے ذرا اے نامہ بر سیدانی ہوں
دادی کا زہرا ہے لقب اور جد شہنشاہ عرب
شبیر ہے بابا مرا اے نامہ بر سیدانی ہوں
بیمار محتاج دوا نادار مہجور و زدہ
کم سن گرفتار بلا اے نامہ بر سیدانی ہوں

بچپن مرا چھوٹا ہے زمیں کا ہے بچھونا
چھوٹے کا چھوا آ کر اسے چھڑوائیے بابا
کیا لطف ہو آپ آئے ہوں اور فاطمہ مر جائے
خود ہاتھوں سے اپنے مجھے دفنائیے بابا
غمگیں ہے بہت آپ کا یا فاطمہ صغرا
کہیے کہ رحم اس پہ بھی فرمائیے بابا

ماں کی چھپی کی چادر آگے مرے لے پدر
چھین لیں وہ پدر کہ جس میں خوشی ہے آپ کی
آپ ہیں دل ملول بہر خدا و رسول
میں نے کیا سب قبول جس میں خوشی ہے آپ کی
آپ نے جب سر دیا مجھکو یہ عذر کیا
میری تھی یہ رضا جس میں خوشی ہے آپ کی

نوحہ

کہتے تھے عابد پدر جس میں خوشی ہے آپ کی
ہم نہ کٹائیں گے سر جس میں خوشی ہے آپ کی
سب ہوں شہید جفا کہتے ہے زین العبا
ہے یہ مقدر مرا جس میں خوشی ہے آپ کی
خیمہ کو لوٹیں لعیں آگ دیں پھر اہل کیں
دیکھا کروں میں حزیں جس میں خوشی ہے آپ کی

بولی سکینہ اصغر اکبر کو دیا سمجھ کر
تو پیار کیجو خیال اے تا ہم پریشانی ہوں
پھر اس تباہی کے مرے کچھ زبانی تذکرے
اک یہ کہ بہر خدا اے تا ہم پریشانی ہوں
بچین ہو کر لے بیٹھی پھر اب سنا کروں میں
تقریر پر انجانے تا ہم پریشانی ہوں

پچھا یہ صغرا کو تجھے کونسا دن ہوئیگا
اُجڑا ہوا یہ گھر بسے کونسا دن ہووے گا
آمد شہ کی خبر سن کے در شہر پر
لینے کو سب گھر چلے کونسا دن ہوویگا
کہتی تھی دروازے پہ صغرا کہاں ہو مجھے
پوچھتے جب آئیں گے کونسا دن ہوویگا

چھین سے شمر آن کر کانوں سے اُسکے گہر
یہ بھی میں دیکھوں پھر جس میں تھی آ بکی
حشر تھا عباس واں اُسکی ہی تھا بیاں
راضی ہوں میں یا بجاں جس میں تھی آ بکی

نوحہ دیگر

پاؤں میں ہوں بیڑیاں پہنے ہوں طوق گراں
لیکے چلوں کارواں جس میں تھی آ بکی
اونٹوں پہ سب ہوں سوار ننگے سر و اشکبار
تھامتھوں میں ان کی بہا جس میں تھی آ بکی
دیکھوں بہن کا یہ حال ہند [illegible]
مجھکو آئے طال جس میں تھی [illegible]

دیکھ کے روٹھے ہوئے سب کنبے کے چھوٹے بڑے
سارے ستاویں مجھ کو کونسا دن ہووے گا
کر کے تصور کبھی کہتی تھی اصغر علی
صدقے بہن دیکھنے کو کونسا دن ہووے گا
دیکھ کے جب تو مجھے صحن میں پھرتے ہوئے
مجھکو اشارہ کرے کونسا دن ہووے گا

چاروں طرف بیٹھیں سب فطوتی ہیں بنت
سجدے کروں شکر کے کون سا دن ہوویگا
پوچھیں جو اماں پھپھی فاطمہ کیسا تھا جی
پھیروں منہ روٹھ کے کونسا دن ہوویگا
رو کے پھر اس دم کہوں جیتی رہوں یا مروں
اب ہمیں کیا کام ہے کونسا دن ہوویگا

دوڑوں میں کہتی ہوئی بابا میں حاضر ہوئی
صدقے اس آواز کے کونسا دن ہوویگا
صحن میں کرسی بچھے شاد ہوں دیکھ کے
شاہ کو بیٹھے ہوئے کون سا دن ہوویگا
پہلے تو قربان جاؤں آنکھوں سے تلووں لگاؤں
پاس کے پل کر گلے کون سا دن ہووے گا

تو سونپا خدا کو تمہیں اس آن سدھارو اللہ نگہبان
پھر جا ملنے سی صورت مجھے تم اپنی برادر دکھلا جانی
جب منزل مقصود کو تم خیر سے پہنچو اور بہر تسلی
سوغات مرے واسطے کوفہ کی سفر سے بھجوا یو بھائی
یا بابا مرے گر شہر وہاں جا کے بساویں تو تم ہی رہو واں
صغرا کو نہ دیدار سے رکھنا کبھی محروم ترسا یو بھائی

نوحہ

اکبر کی طرف دیکھ کہا صغرا نے رو کر جلد آیو بھائی
گر دیر لگی تم کو تو جینا کو مقرر بلا یو بھائی
اصغر مرا چھوٹا ہی بڑی پڑتی ہی گرمی
پیاسا ہو تو پانی اسے لا کر پلا یو بھائی
مر جاؤں جو رو رو کے میں فرقت میں تمہاری سے بچھڑ کر
گر ہو سکے تو قبر وطن میں مری آ کر بنوا یو بھائی

جلدی سے تجھ کو اٹھاؤں اپنے گلے سی لگاؤں
خوب تو کھل کر ہنسے کون سا دن ہووے گا
رحم کرے کبریا بخشے صلہ رونے کا
دو بانصیبہ ترا کونسا دن ہووے گا
پھر زیارت ہمیں آپ کی یا شاہ دیں
کرب و بلا کو چلے کونسا دن ہووے گا

بچھاؤں گی گر ہوتی نہ اس تنگی میں بس
ہر بار یہی کرتی وہ گفتار ہے صغرا
اے میرے مسیحا آ کہ ہے جان لبوں پر
یہاں تپ میں شب و روز گرفتار ہے صغرا
جز خانۂ تاریک نہیں کوئی بھی ہمدم
یاں اپنے غم و درد کی غمخوار ہے صغرا

نوحہ

بیمار ہے صغرا ناچار ہے صغرا
دیدار حسینا کی طلبگار ہے صغرا
جب دیکھتے ہی دیکھتے گھر ہو گیا ویران
اس واسطے ہر چشم سے خونبار ہے صغرا
مل جائے اگر اس کا مسیحا تو بھلا ہے
ورنہ وہ ابھی دنیا سے بیزار ہے صغرا

گر تم کو پسند یں یہاں آنے نہیں بیت لیئے رستا
عباس کو یا قاسم و زینب کو جا کر بھیجو اے بھائی
افسوس چلے چھوٹے بڑے گھر سے مرے ہمراہ میں ہی تھا
جس طرح سے کیسے ہو وطن سے چلا لیکر مرا بھائی
خاموش ہیں ہم کیسے نہ کہو زاری صغرا روروکے وہ
در پر کھڑی کہتی تھی یہی پھر کے چلے آؤ بھائی

[illegible]

گر اپنی نہ شادی میں بلایا مجھے تم نے
بولوں گی نہیں پھر کبھی پچھتاؤ گے بھائی
صغرا کے یہی بین تھے دن رات اے راقم
بیمار کو عیسیٰ سے بھی بلواؤ گے بھائی

نوحہ دیگر

ہر لحظہ نظر میں مرے ہر ایک ہے پھرتا
بچھڑے ہوئے کنبے سے بھی ملواؤ گے بھائی
میں سنتی ہوں قاسم کی وہاں ہو گئی شادی
بتلاؤ تو کچھ نیگ بھی دلواؤ گے بھائی
بن میرے وہاں آپ ہی قاسم نے کی شادی
اپنی تو مجھے شادی میں بلواؤ گے بھائی

تم آئے نہ خط کوئی مرے واسطے بھیجا
خط بھیج کے تم کب مجھے بلواؤ گے بھائی
بیمار ہوں کیوں تم مجھے لینے نہیں آئے
مر جاؤں گی جب لینے مجھے آؤ گے بھائی
دن رات ترستی ہوں میں دیدار کو بھیا
وہ دن بھی کبھی ہوگا جو تم آؤ گے بھائی

دیدار کو اصغر کے مرا دل ہے تڑپتا
دیکھا نہیں عرصے سے اسے لائیے عمو
اس آتش فرقت سے جلا [illegible] دل
اب آب بقا سے چھڑک جائیے عمو
بالیں پہ جو بیمار کے عیسیٰ ہی نہ آئے
پھر ہو گیا جینے کی فرمائیے عمو

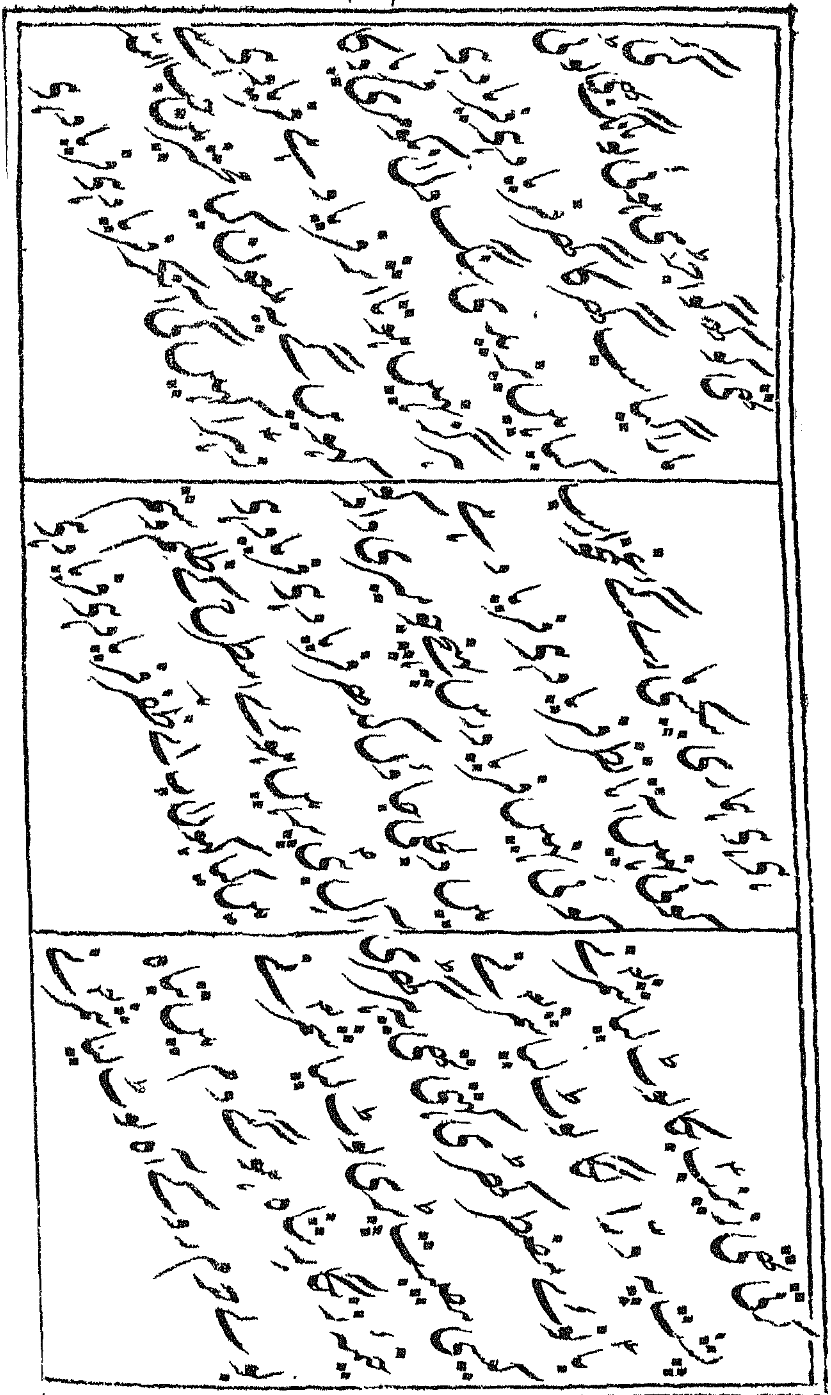
ہیں عشق میں پڑی رہتی ہوں پر سانس کبھی
اگر یہاں دل کو مرے سمجھائیے عمو
بھائی علی اکبر بھی نہیں وعدہ پہ آکے
کیوں آتے نہیں مجکو یہ بتلائیے عمو
سب سکینہ نے اب تو مجھے دل سے ہی بھلایا
کنبہ کو مرے یاد تو دلوائیے عمو

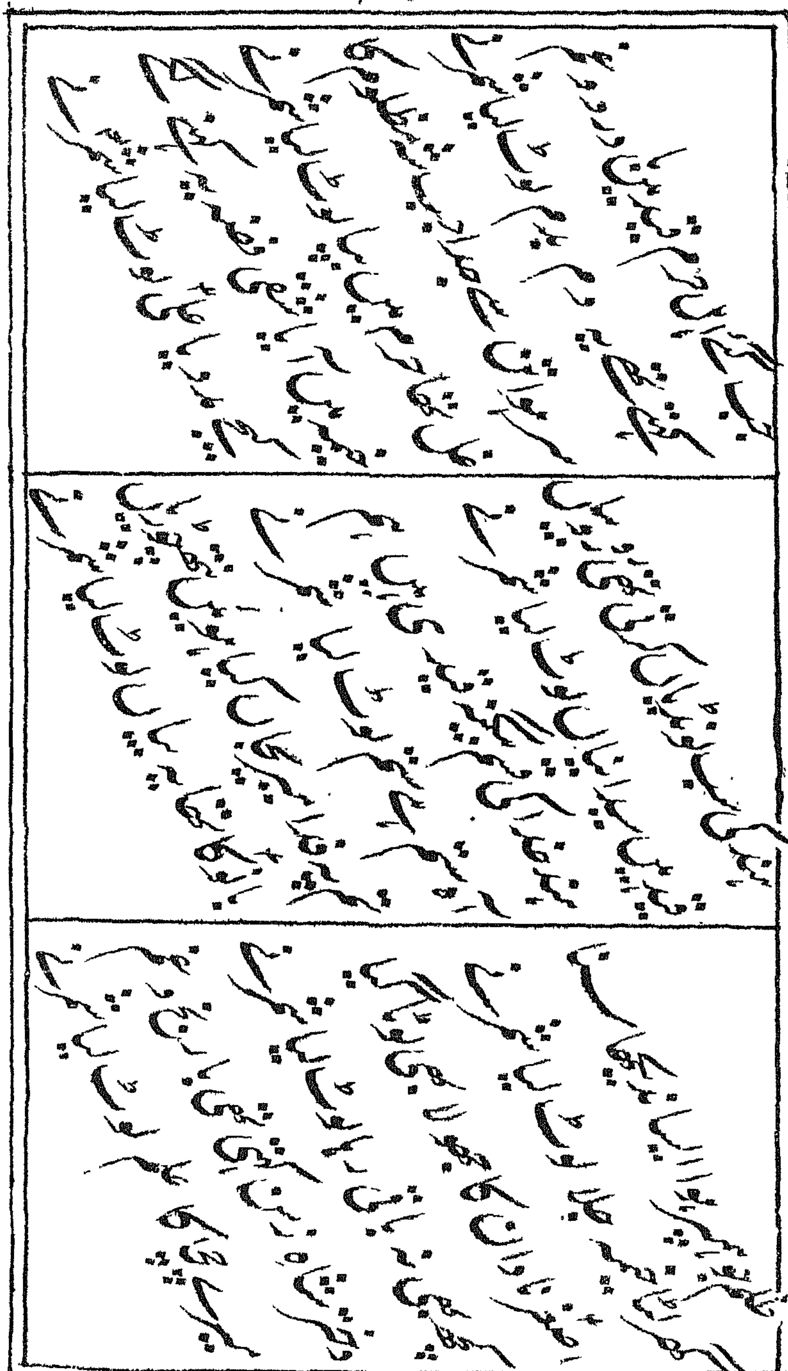
نوحہ

جلد آئیے عمو مجھے لیجائیے عمو
بابا ہیں کہاں مجھکو یہ بتلائیے عمو
بابا کو تو ہی اُن کی سکینہ ہی پیاری
صغرا کے نہیں ہوا سے لیجائیے عمو
وعدہ کیا تھا تم نے پر اب تک نہیں آئے
از بہر حق و علی اب آئیے عمو

[illegible]

[illegible]





[illegible]

پہنچا کوئی پاؤں سے سر سے گر کرکے طے
گھر کا تیرے راستہ شیریں حسین آیا ہے
عمرو ذوی الاحترام بیبیاں گھر کی تمام
لے کے بڑا قافلہ شیریں حسین آیا ہے
آرزو مدت سے تھی ابھی ہوئی تو خوشی
دل کا ملا مدعا شیریں حسین آیا ہے

تو آپ میں شرمے کہا شیریں حسین آیا ہے
کرنے کو وعدہ وفا شیریں حسین آیا ہے
سر پہ ہی ہن کا کھلا اس کا تو حق ہے بڑا
مانگنے کو اک دعا شیریں حسین آیا ہے
دن کو ستاں وقت شب پیراں دریا درب
لطف اٹھاتا بڑا شیریں حسین آیا ہے

حال سجاد کا تھا یہ نانا طوق گردن میں پڑا بھاری تھا
خون صدمے سے تھا سے جاری نانا جاں گھٹے پیاسا میں و
صاف ہلتا تھا مرقد کی نانا لے بستی سے پردہ میں کہیں
کہتی تھی جب وہ آفت کی ماری نانا جاں گھٹے پیاسا میں و

نوحہ دیگر

کہتے تھے زین العبا دیکھیں بیمار ہوں
شمر برائے خدا دیکھیں بیمار ہوں

چلنے کی مجھ میں نہیں ضعف سے طاقت نہیں
کوڑا نہ میرے لگا دیکھیں بیمار ہوں

پاؤں کے چھالے مرے چلنے نہیں دیتے ہیں
کر نہ تو مجھ پر جفا دیکھیں بیمار ہوں

کیا کہوں سب ماجرا ہوش نہیں ہے بجا
قصہ مگر ہے یہ طے باپ چچا مر گئے

رحم شقی کو آگیا ہند کو اور رو دیا
سن کے یہ اس لڑکی سے باپ چچا مر گئے

نوحہ دیگر

جتنی کہ ہیں نعمتیں کل تھیں میسر ہمیں
لے گئے وہ ساری مرے باپ چچا مر گئے

ہائے مرا تھا وہ دور اور یہ اب پہنچا طور
قید میں ہم ہیں پھنسے باپ چچا مر گئے

کھانا مرا چھٹ گیا قید میں دم گھٹ گیا
کون چھڑائے مجھے باپ چچا مر گئے

نوحہ

فرقت کے بابا بتلائیے بابا
کس سینہ پہ سوؤں مجھے سمجھائیے بابا
عرصہ ہوا کس سمت سدھارے ہیں صدقے
صورت تو مجھے آن کے دکھلائیے بابا
اب بھیج کے جنت سے چچا جان کو میرے
اس اپنی سکینہ کو بھی بلوائیے بابا

ٹھوکریں مجھ کو نہ مار کہتا ہوں بار بار
ظالم سے تو باز آ دیکھ میں بیمار ہوں
پاؤں میں میرے پڑے جاتے ہیں چھالے
اتنا نہ مجھ کو ستا دیکھ میں بیمار ہوں
اب نہیں تاب رقم روک لے و اصغا ظلم
کہتا تھا عابد کھڑا دیکھ میں بیمار ہوں

تپ کے سبب سے شقی چل نہیں سکتا ہوں میں
مجھ پہ نہ ہو تو خفا دیکھ میں بیمار ہوں
پاؤں میں زنجیر ہے طوق گلو گیر ہے
میری نہیں کچھ خطا دیکھ میں بیمار ہوں
قبضے سے تلوار کے دیتا ہے دھکے مجھے
کرتا ہے کیا یہ جفا دیکھ میں بیمار ہوں

نوحہ

زینب نے بکا کی یہاں پہ جفا کی
بس لٹ گئی بھائی نے مرے ہائے قضا کی
خط لکھ کے ہزاروں ہی نے شہ دیں کو بلایا
بیعت سے پھرے عہد پہ اپنے نہ وفا کی
مہماں بلا کر مرے بھائی کو کیا قتل
کیا خوب یہ مہمانی شاہ شہدا کی

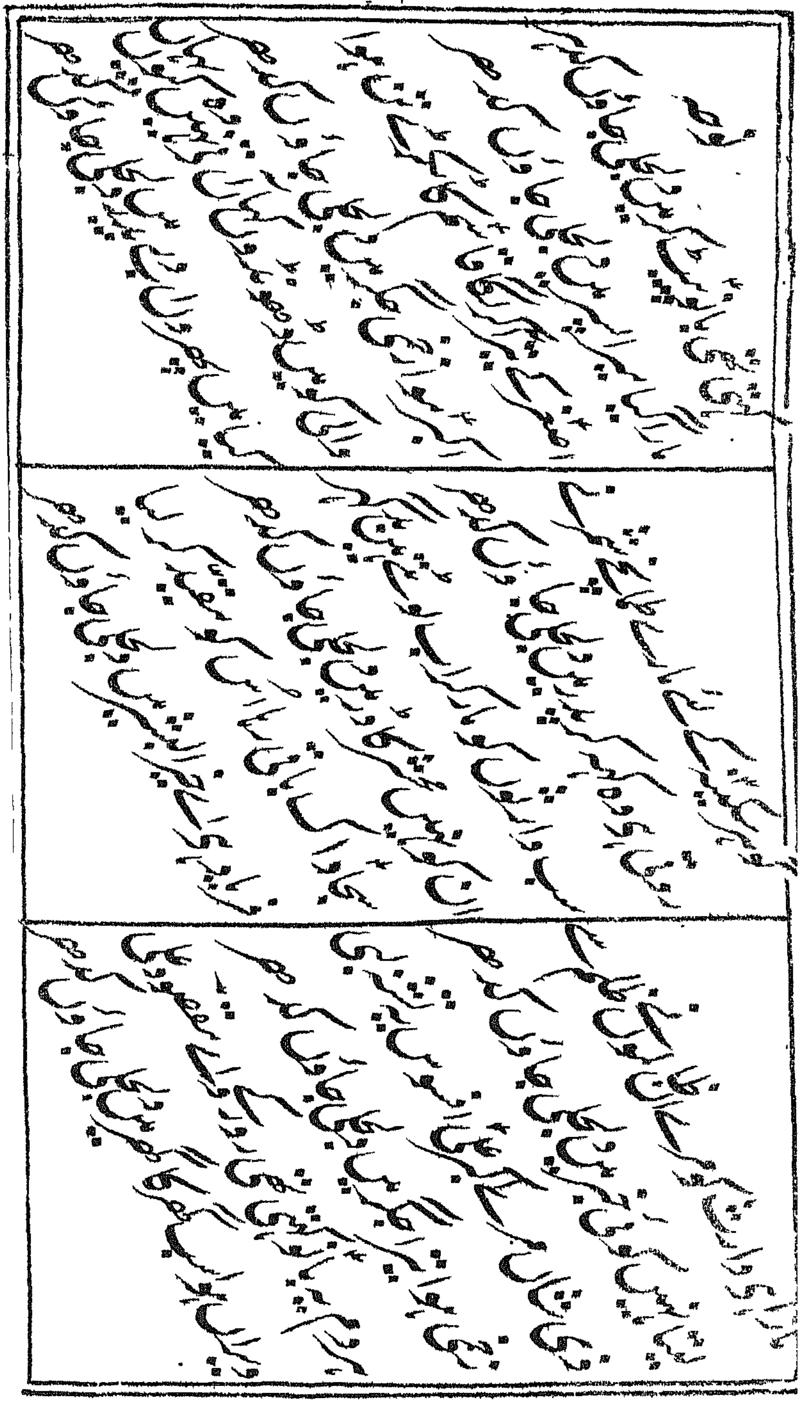
اس تپش وقت سے جلا خرمن دل آہ
جلد آب لقا اس پہ چھڑک جائیے بابا
کیا سر کو پٹک کر ہیں مر جاؤں میں رو کر
کیونکر نہ کہوں قید سے چھڑوائیے بابا
معصوم ہی عاصی و گنہگار سکینہ
کہدو کہ اسے حشر میں بخشائیے بابا

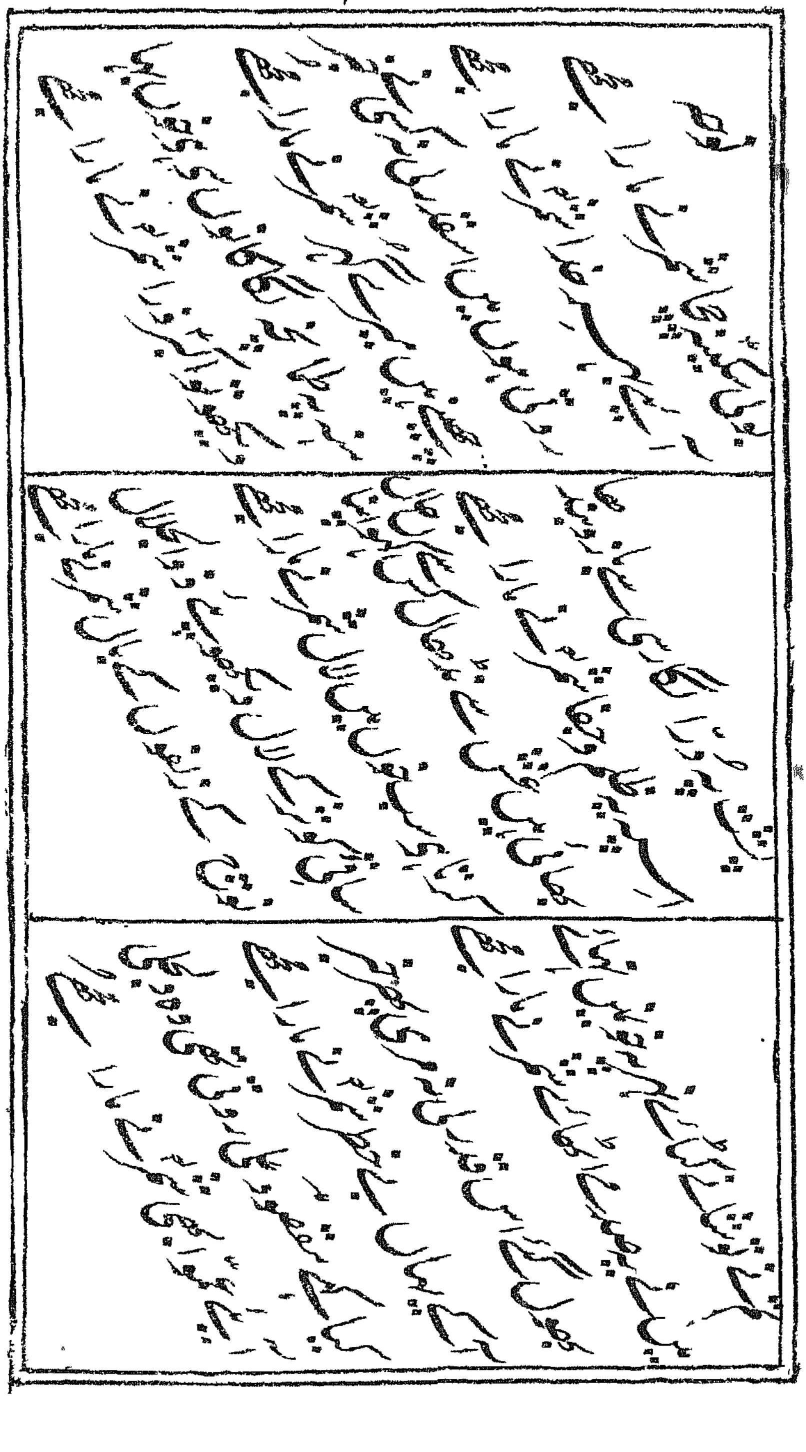
یہ شمر شقی مارتا ہے مجھ کو طمانچے
مظلوم کو ظالم سے چھڑا جائیے بابا
میں پیاسی ہوں اور نہر سے اب تک نہیں آئے
جلدی سے چچا جان کو بلوائیے بابا
اس شمع کی پائی نہ ذرا لو رہی شاید
پروانہ رہے ہائے جو لیجائیے بابا

یہ کہتے مسلماں ہیں سب کوئی تماشائی
بے پردہ کیا آل کو محبوب خدا کی
جب شمر نے شبیر کو مقتل میں کیا قتل
چلائی تھی زہرا کہ دہائی ہے خدا کی
مقصود ہے رنج کا یہ اے دختر حیدر
گویائی اسے بخش فصیح الفصحا کی

اے بھائی تری لاش کو کیونکر میں کفن دوں
میں آپ ہی اب ہو گئی محتاج ردا کی
افسوس مجھے ہے یہی اے کاش یہ ہوتا
مر جاتی میں قبل اس سے کہ بھائی نے قضا کی
نانا کی اس امت نے نواسہ کو یہ مارا
لعنت ہو لعینوں پہ ہر آن خدا کی

بے وارثوں کی چادریں اور مقنعے اتارے
بانو نے نہیں حق میں لعینوں کے دعا کی
بھائی کو مرے ذبح کیا شمر لعیں نے
خیمے کو جلایا یہ لعینوں نے جفا کی
گوہر بھی سکینہ کے لئے زخمی کئے کان
کچھ سمجھے نہ بیٹی ہے یہ شاہ شہدا کی





نوحہ

لائے ہیں زین العباؑ رانڈوں کا اب قافلہ
آتا ہے روتا ہوا رانڈوں کا اب قافلہ
شام کو روتا چلا جان کو کھوتا چلا
کپڑے بھی کالے رنگا رانڈوں کا اب قافلہ
کربلا دیکھ کر کھول دئے سب نے سر
کرتا ہے ماتم بپا رانڈوں کا اب قافلہ

لاشۂ شبیرؑ پر روتا ہے یوں پیٹ سر
جائے کہاں یہ بھلا رانڈوں کا اب قافلہ
جائے بھلا کیا وطن مر گئے شاہ زمن
کرتا ہے ہر دم بکا رانڈوں کا اب قافلہ
فاطمہؑ کا نازنیں جاتا ہے زیر زمیں
غسل و کفن دے چکا رانڈوں کا اب قافلہ

یا نبیؐ فریاد ہے یا علیؑ فریاد ہے
دیتا ہے رو رو صدا رانڈوں کا اب قافلہ
دفن شہ دیں کو کر کہہ رہا ہے پیٹ سر
خاک میں یہ سب ملا رانڈوں کا اب قافلہ
چہلم شاہ ہدا کرتے ہیں زین العباؑ
روتا ہے منہ پیٹ کر رانڈوں کا اب قافلہ

نوحہ

سید ابرار کا آج ہے چالیسواں
زہرا کے دلدار کا آج ہے چالیسواں
گور و کفن لاش کو جس کی میسر نہیں
اس تن ناچار کا آج ہے چالیسواں
لاش پہ جس کی نہیں رونے کو باقی رہا
بیکس و بے یار کا آج ہے چالیسواں

مرتے بھی مرتے ملا پانی نہ جس شاہ کو
اس جگر افگار کا آج ہے چالیسواں
آپ بھی مارا گیا ساتھی بھی مارے گئے
لشکر و سردار کا آج ہے چالیسواں
مر گئے عباس بھی اپنے کٹا دونوں ہاتھ
شہ کے علمدار کا آج ہے چالیسواں

نخل امامت کا گل اکبر غازی ہوا
اس گل گلزار کا آج ہے چالیسواں
تیر سے مارا گیا اصغر معصوم تک
اس مہ انوار کا آج ہے چالیسواں
نوک سناں پر چڑھا سر شہ مظلوم کا
کشتۂ تلوار کا آج ہے چالیسواں

سنا جو حالت بہن کی کہ داری آ کے کھلی ہیں مو تمہاری
چہلم ہو کر پھری جوں کھلے سر آج چہلم کو آئی ہے خواہر
آپ جنت کو جب سدھارے ہو گئے ہم مصیبت کے مارے
ہائے قید مصیبت سہ کے چھٹکر آج چہلم کو آئی ہے خواہر
اب سنئے تو میری کہانی بعد حضرت کے چھینی جوانی
سر کھلے لیگئی فوج در در آج چہلم کو آئی ہے خواہر

تو بھی عطا ہیبت سر ہے یہ قیامت کا دن
دین کے سردار کا آج ہے چالیسواں

نوحہ دیگر

پی پی لاشہ پہ زینب یہ کہکر آج چہلم کو آئی ہے خواہر
ویں کر صدا نہ برادر آج چہلم کو آئی ہے خواہر

امت عاصی کی جو حق سے سفارش کرے
اس شہ غمخوار کا آج ہے چالیسواں
لاش پہ شہ کی کھڑی فاطمہ کرتی ہیں بین
اس مرے دلدار کا آج ہے چالیسواں
ہو گئے چالیس دن مارے گئے ہیں حسین
عاشق غفار کا آج ہے چالیسواں

فضہ نے کہا لاشۂ زینب کے ہیں واری اے دختر زہرا
پردیس میں بس کون ٹھہرے گا ہماری اے دختر زہرا
کیا دشمن اللہ تھا وہ ظالم بے دیں نہ کیا رحم
اور پیچھے کا زخم لگا پشت پہ کاری اے دختر زہرا
جب مر گئی بی بی تو قضا کی ہے بلا وہ نہیں اپنے گھر
تابوت میں اب سب قریب بیٹھی تمہاری اے دختر زہرا

نوحہ دیگر

آئی بی بی یہ جو کہ اُی دختر نہ گئی تھا کہیں جو ہو
کیا کہوں کیسی قیامت تھا آج چہلم کو آئی ہے خواہر
کہہ کے یہ بات زینب کی زاری کرتی تھی وہ غم کی ماری
کربلا پہ ہے برا دور آج چہلم کو آئی ہے خواہر

لاش پر جو تمہاری آئی قید آفت میں تھی یاں جانی
بس چلا کچھ نہ میرا تو مضطر آج چہلم کو آئی ہے خواہر
روتی تھی تم کو جس دم سکینہ ٹکڑے ہوتا تھا سینہ
قید میں مر گئی ہائے دختر آج چہلم کو آئی ہے خواہر
اور سن لو مصیبت یہ بھائی بیڑی سجاد کو تھی پہنائی
قید وارث ہوا جبکہ سرور آج چہلم کو آئی ہے خواہر

فاطمہ بالخبر جہلم کا ہوا
الوداع اے اشکبار و الوداع
کہہ رہے ہیں مرقدوں پر اہل بیت
فاطمہ زہرا کے پیارو الوداع
دشت سونا پاس بستی بھی نہیں
بے دیاروں کے مزار و الوداع

اشرف کو بھی ہے یہی وحیدر کرار بخشا و صدا سے
اے بنت علی فاطمہ زہرا کی دلاری اے دختر زہرا

نوحہ دیگر

اربعین کے سوگوار و الوداع
شاہ دیں کے دوستدار و الوداع

وہ ظالم ہے پر جو یہ ظلم نہ کرتا بی بی پہ بی بی کی زہرا
تو کاہے کو یہ شکل یہاں ہوتی تمہاری اے دختر
اے زینب خاتون پرستار یتیماں اے عاشق شبیر
کچھ آخری خدمت میں لونڈی ہو تمہاری اے دختر زہرا
فضہ یہ بیاں کرتی تھی رو رو کے پکار سجاد پکارے
بابا کی شہادت تھی شہادت یہ تمہاری اے دختر زہرا

قبر پر بیٹھوں گی زینبؑ نے کہا
ماں وطن جاتی ہے پیارو الوداع
تو بھی اپنا پیٹ کر سر کہہ دبیرؔ
فاطمہؑ کے گل عذارو الوداع

نوحۂ دیگر

قبر سے آواز ہوتی تھی بلند
لو بہن زینبؑ سدھارو الوداع
بخیہ و مرہم نہ زخموں کا ہوا
مرتضیٰؑ کے رشتہ دارو الوداع
گھر کہیں قبریں کہیں کنبہ کہیں
اے غریبو بے دیارو الوداع

کربلا کے چاند کو سونپا نہیں
عرشِ اعظم کے ستارو الوداع
اکبرؑ و اصغرؑ علی کی ضن نی
نوجوانو شیرخوارو الوداع
کہتی تھی زینبؑ یہ قبرِ شاہ سے
تم بھی زینبؑ کو پکارو الوداع

اکبر کا کلیجہ بھی ہے چھدا اصغر کا گلا تیر سے چھدا
اور حلق پہ خنجر تیرے چلا مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
کبری یہ تمہاری جانی ہے اور خاک یہ سر پہ لگائی ہے
فرمایا یہ تم سے لائی ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
اے بھائی تمہارے خیمہ جلا اور قیدی ہو کر ہم بھی چلے
بس اک سن بیما رہ گئے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو

اے بھائی خدا کا فضل ہو ہم لاش تمہاری چھوڑ چلے
اک شیر خدا کا جوکی ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
اک عابد قیدی آیا ہے اور طوق اسے پہنایا ہے
فرمایا یہ تم سے لایا ہے مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
عابد یہ مجھے سمجھاتے ہیں میں روٹھی ہوں مناتے ہیں
ہم سوئے مدینہ جاتے ہیں مرے بیرن پیارے بچھڑا لو

یہ بیت کے زینب کہتی تھی مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
ہم آنکھیں تو کھولے ہو مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
دیکھو تو سکینہ پیاری کا در چھین لیا بیچاری کا
اس درد و الم کی ماری کا مرے بیرن پیارے بچھڑا لو
مجھ سے کہ تمہارے آئی ہوں سب کنبہ قیدی لائی ہوں
ہمشیر تری ماں جائی ہوں مرے بیرن پیارے بچھڑا لو

کرتی تھی سکینہ یہ بیاں با دل مضطر مارے گئے عباس
مجھ پیاسی کی خاطر سے لب آب چچا کو مارے گئے عباس
سب مجھ سے چھپاتے ہیں نہیں کوئی بتاتا مجھ خستہ جگر کو
کس طرح گرے گھوڑے سے میدان میں کٹ کر مارے گئے عباس
میں خیمہ کی ڈیوڑھی پہ کھڑی دیکھ رہی تھی
ناگاہ یہ چلایا ستمگار وہ کافر مارے گئے عباس

کرتی تھی سکینہ یہ بیاں تھیں یہ پکار اس کو
خیمہ میں یہ فرمانے لگے سبط پیمبر مارے گئے عباس
زینب نے کہا پیٹ کے سر سبط نبی سے صدقے گئی بھائی
کہہ بیٹھنا تم بالی سکینہ کے نہ منہ پر مارے گئے عباس
یہ آپ سمجھیے مر جائے گی فوراً وہ نازوں کی پالی
جس وقت یہ سن پائے گی وہ اک کی دختر مارے گئے عباس

وکیل بیاں کیا کرے محشر ہوا برپا فریاد و فغاں سے
خیمہ میں یہ فرمانے لگے سبط پیمبر مارے گئے عباس

نوحہ دیگر

چلاتی تھی بانو کہ گئے تیر سے مارے جانی علی اصغر
پانی نہ پیا پیاسے ہی کوثر کو سدھارے جانی علی اصغر

اس گردن مجروح میں پہنچی گو دوا اسی ہنسلیوں کے
وہ طوق بھی سنت کا لعینوں نے اتارا جانی علی اصغر
یہ تو کہو دوں تمکو کفن اپنی ردا کا یا شہ کی عبا کا
کپڑا تو نہیں اور کوئی پاس ہمارے جانی علی اصغر
تھا حشر بپا کہتی تھی جس وقت یہ بانو سر پیٹ کے رو رو
چلاتی وہ ماں کہکے یہ پکارے جانی علی اصغر

اماں نے کوئی سالگرہ کی نہ تمہاری شادی بھی نہ دیکھی
دولہا بنے نکلے نہ ارمان ہمارے جانی علی اصغر
اپنی ہیں کہاں سے کہو اب ڈھونڈھ کے لاؤں کہ تیرے چہرہ ہلالی
اکبر کی طرح خون میں تم بھر گئے سارے جانی علی اصغر
سب اہل حرم خاک اڑاتے ہیں سر و سینہ پہ سب پیٹ
چلاتی ہوں رو رو میں سرہانے پہ تمہارے جانی علی اصغر

ہمکاریاں بھرتے تھے ابھی کیا ہوا تمکو جانی شہ خوش سیر
جھولے ہیں جو کرتے نہیں پانی کے اشارے جانی علی اصغر
ہیں ابھی تھی آئی یہ تجھے موت کی ہچکی پر پیاس میں بیچی
تم پانی سے گرتے ہو کوثر کے کنارے جانی علی اصغر
صدقے گئی کرتے جو سلے رکھے ہیں اصغر نہلا دو اب لوگ
پہناؤں کسے بیاہ میں شہ کے تمہارے جانی علی اصغر

نوحہ

بانو چلائی دیکر دھائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے
آئی کیسی مرے گھر تباہی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

کچھ نہ ارماں مرے دل کے نکلے تیرے صدقے ہوں تیری بیکسی کے
ہو گئی سارے گھر کی صفائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

دودھ کیسا نہ پانی بھی پایا تیرے مرنے کا پیغام آیا
لگ کے تیر قضا حلق کو آئی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

کچھ تو بولو ذرا سر جھکا کے تشنگی ہو تو پی لو یہ پانی
اب میں لائی ہوں کر کے گدائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

آنسو رخ پر ہیں کیوں تیر کھا کے زخم گردن پہ کیسا ہے کاری
کربلا میں لٹی سب کمائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

تیرا تعویذ نہ سر کے کام آیا پر نہ مادر کو دل سے بھلایا
اماں اماں تو کہتا تھا بھائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

میں تو بیٹھی ہوں لو اصغر درد و دکھ کا جو تیر کو لیکر
تیرے صدقے یہ ہو جاؤں آئی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

صدمہ ہوتا تھا غیروں کو سن کر سب کہتے تھے پانی کو اکثر
پھر گئی مجھ سے ساری خدائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

تیر مارا جو کس خطا پر حرملہ نے نہ پوچھا یہ اصغر
کھینچ کر مجھ کو یہاں موت لائی میرے اصغر کہاں تم سدھارے

ہائے اندھیری گور میں پیارے
آگئی تجھ کو نیند کیونکر
رات کو آتی نیند نہیں ہے
تیرا تصور رہتا ہے شب بھر
شام کو جنگل کیوں ہو سدھارے
آؤ بلا لوں روتی ہے خواہر

راتوں کو واری تیرا تصور
غائب سا میرے پھرتا ہے دل پر
اٹھے سن میں گور بسائی
ہائے اجاڑا پہلوئے مادر
ننھے سے تیرے میں واری
مجھ کو بلا لے گور کے اندر

ہائے اکیلا سوتا ہے اصغر نیند آتی ہے جنگل میں کیونکر
کیسی تجھ کو یہ تنہائی بھائی ہائے اصغر کہاں تم سدھارے

نوحہ دیگر

آجا اصغر آجا دلبر
گود ہے سونی رنج ہے دل پر

بابا نہیں سر پہ نہ کفن تک نہیں تن
اس تیری غریبی پہ میں قربان سکینہ
کون آئیگا جب چھوٹ کے جائیں گے وطن
ڈھونڈھے گی تری گود بھی نالان سکینہ
اک مرنے نے بی بی کے کیا سب کو پریشاں
تا عمر کیا ماں کو گریاں سکینہ

ناداں سکینہ نالاں سکینہ
اس عمر میں زنداں کی مہماں سکینہ
کیا کیا ترے دکھ کر کے بیاں روتی ہیں بی بی
اس عمر میں یہ خانہ ویراں سکینہ
ویرانے کی آبادی تھی بچی مری آہ
سب چپ ہیں جو اسدم نہیں گریاں سکینہ

ہمکو تو تم نے دل سے بھلایا
اور سدھارے ہمرہ سرور
بین سے رقت بانو کے راقم
طاری تھی سارے اہل حرم پر

نوحۂ دیگر

بانو کا بیان سنکے ہر اک پیٹتا تھا سر
راقم کوئی کہتا تھا مری جان سکینہ ۳

نوحہ دیگر

شہ نے کہا دوستو لو وہ سحر ہو گئی
اٹھو عبادت کرو لو وہ سحر ہو گئی

نور کا پیر سحر کا ہے دیکھو تو کیا طور کا ہے
خیر سے کلمہ پڑھو لو وہ سحر ہو گئی
بولتے ہیں جانور گویا کہ ہیں نوحہ گر
شور ہوا ان کا سنو لو وہ سحر ہو گئی
کرکے نظر بر خدا راضی بحکم خدا
مستعد جنگ ہو لو وہ سحر ہو گئی

[illegible] قبر سے تجتے ہیں وردی ایسی سجتی ہیں
[illegible] رضا جان دو لو وہ سحر ہو گئی
آتی ہے پیہم صدا کرتا ہے کوئی بکا
یارو ذرا تو اٹھو لو وہ سحر ہو گئی
پیاسو تیمم کرو اٹھو کو نمازیں پڑھو
یاد خدا میں مرو لو وہ سحر ہو گئی

[illegible]

نوحہ

بولے امام زماں صبح شہادت ہے آج
وہ علی اکبر اذاں صبح شہادت ہے آج
پڑھ لو نماز آخری کرلو نیاز اس گھڑی
ہوگی قیامت عیاں صبح شہادت ہے آج
یاد میں حق کی گریں سر کے گلے خشک پر
ہووے گا خنجر رواں صبح شہادت ہے آج
رب کی کرو بندگی حق ہے سرافگندگی
ہے وہ شہ انس و جاں صبح شہادت ہے آج
بھولو نہ اسکو کبھی ہے یہی بس زندگی
فانی ہے یہ سب جہاں صبح شہادت ہے آج
نیکی جو کچھ کرنی ہو کرلو وہ اے دوستو
دیکھئے کیا ہو وہاں صبح شہادت ہے آج
حق پہ نظر تم رکھو اور رتہ دل کرو
نام خدا ورد جاں صبح شہادت ہے آج

نوحہ دیگر

شہ نے کہا اے حرم مارنا مطلق نہ دم
جب ہو مرا سر قلم مارنا مطلق نہ دم

نہر سے پیاسے گئے ہائے ترسے گئے
اس کا بھی کرنا نہ غم مارنا مطلق نہ دم
موت کا دن آتا ہے سب کو وہیں جانا ہے
حکم خدا بر سرم مارنا مطلق نہ دم
کیسا براہ رضا بابا نے سر دیدیا
بھائی نے کھایا ہے سم مارنا مطلق نہ دم

پانی سے ترسائیں گے قید میں لیجائینگے
ہوں گے الم پر الم مارنا مطلق نہ دم
عابدِ بیمار ہے قافلہ سالار ہو
ہوگا اسے رنج و غم مارنا مطلق نہ دم
ساتھ ہو جب قافلہ بالوں سے لو منہ چھپا
نیزوں پہ سر ہوں علم مارنا مطلق نہ دم

سر کو کٹائیں گے ہم گھر کو لٹائیں گے ہم
ظلم اٹھائیں گے ہم مارنا مطلق نہ دم
کوفہ کا دربار ہو شام کا بازار ہو
صبر سے رکھنا قدم مارنا مطلق نہ دم
دُرّے بدن پر لگائیں نیزے کی نوکیں کھبائیں
لاکھوں کریں گو ستم مارنا مطلق نہ دم

[illegible]

نوحہ

زینبؑ نے کہا ظلم سے شبیرؑ کو مارا دیکھو مرے نانا
ہمشیر کے آگے شہِ دلگیر کو مارا دیکھو مرے نانا

میں لٹ گئی اور جیتے ہی جی مر گئی لیکن افسوس نہ ٹوٹے یہ دم
کیوں سامنے بھائی کے نہ ہمشیر کو مارا دیکھو مرے نانا

سر کٹتے ہی شبیرؑ کے سر کھل گیا میرا چادر کو اتارا
گھر لوٹ لیا وارثِ تطہیر کو مارا دیکھو مرے نانا

پیغمبرؐ و علیؑ کی ہے مدد پیشِ خدا نے اللہ ہی جانے
کیوں کرتے نہیں ہیں وہ مدد آج ہماری گیسوؤں والے

کچھ پالنے والی کا ذرا دھیان نہ آیا یوں ہی گنوایا
پھرے ہیں پھرا سکا مجھے فرقۂ ناری گیسوؤں والے

شبیرؑ کا مدّاح ہے گو اگرچہ ہے ناچیز و درماندہ ہے گم
آسان کرو اسکی ہے مشکلیں ساری گیسوؤں والے

قاسمؑ گئے عباسؑ گئے ہم گئے مارے اصغرؑ بھی سدھارے
شبیرؑ کے سر کٹنے کی اب آئی ہے باری گیسوؤں والے

بانوؑ ہوئی سر پیٹتی اور روتی بچاری جب شاہِ مدینہ
فرماتے ہیں غصہ سے کہ منگواؤ سواری گیسوؤں والے

تم بھیجو دادا کے تئیں کربلا میں چادر کو بچاؤں
جب خیمہ جلانے کے لیے آئے گا ناری گیسوؤں والے

اس نوحہ سے تھی فخر کی چھاتی نہ تھی جیب دلگیر
کہتی تھی کہ میں کیا کروں شبیر کو مارا دیکھو رے نانا

نوحۂ دیگر

پھر زینب نے کہا رن کو بچاؤ اے سید مظلوم
بیوارثی پردیس میں ہمکو نہ بٹھاؤ اے سید مظلوم

پیشانی پہ تھی تیرے تیغ شہ دیں کی اور اس پہ علی اکبر سے
بہر تیرے کہ ہم پیاسے اک تیر کو مارا دیکھو رے نانا
اٹھارہ برس تھا جو اس بندی کا اٹھا گھر کا اجالا
اس ماہ لقا احمد کی تصویر کو مارا دیکھو رے نانا
کیا صبر کیا شکر کیا دم نہیں مارا زہرا کا پیارا
راضی برضا تابع تقدیر کو مارا دیکھو رے نانا

قاسم کو کیا قتل اور اکبر کو بھی مارا دل کو دیا پارا
کس ظلم سے کہوں اصغر بے شیر کو مارا دیکھو رے نانا
میں کہتی رہی ہائے یہ محمد کا نواسہ ہے روز سے پیاسا
شبیر کو اور لشکر شبیر کو مارا دیکھو رے نانا
دی دوش پہ جسکے تھی سواری جو تھا واحسرت و دردا
بے دینوں نے اس صاحب توقیر کو مارا دیکھو رے نانا

کہتی ہے مجھے شمر نے مارے ہیں طمانچے فریاد ہے فریاد
بے بس ہیں جو سینہ پہ ہیں مرے اکو مٹاؤ اے سید مظلوم
محروم ہوئی کیا کہ کہا ہے نہیں جاؤں ہوتا ہے جگر ٹکڑے
اے مومنو تم یہ کہو اور اشک بہاؤ اے سید مظلوم

نوحہ دیگر

آ بیٹھو در خیمہ پہ ہیں ظالم و بیدین تلواریں نکالے
ڈرتی ہے سکینہ اسے دامن میں چھپا لو اے سید مظلوم
بالوں نے رِدا ڈالی ہے اب خیمہ میں بیٹھی ہے وہ پر غم
تم ان کے سر پہ ذرا آکے بٹھاؤ اے سید مظلوم
درکانوں سے ظالم نے سکینہ کے لیے ہیں تڑپتی ہے وہ دکھیا
کرتا ہے بھرا خون میں تم آکے دکھلاؤ اے سید مظلوم
اماں کو کبھی بابا کو کبھی نانا کو کبھی روتی ہے اور بھائی حسن کو
اب غم میں نہ ہے مجھے تم پانی رلاؤ اے سید مظلوم
اکبر ہے نہ قاسم ہے نہ عباس علمدار عابد ہے سو بیمار
غم خوار رہا کون ہمارا ہے بتاؤ اے سید مظلوم
افسوس کہ خیمے جلیں اور گھر لٹے سارا ہوں اہل حرم قید
اور خنجر بیداد سے تم حلق کٹاؤ اے سید مظلوم

ہو وارث دو والی ہوئی اب کچھ نہیں بہنیں کیا کروں
کیا جان بھتیجی ہے سنائی ہیں ستمگر ہے ہے علی اکبر
کس بیکسی سے تم گئے اس وقت ہیں ماں ہم قربان تمہارے
مر کر نہ ہوا غسل و کفن تم کو میسر ہے ہے علی اکبر
وارے گئی کچھ چھوٹی بہن کی بھی خبر ہے وہ بیٹی ہے اکبر
اب خاک اڑا کر یہی کہتی ہے وہ دختر ہے ہے علی اکبر

اے ماری گئی ہار آگیا چھوٹا سا بھائی جیتی رہی والی
آغوش میں مری گر گیا حالی علی اصغر ہے ہے علی اکبر
سینہ پہ تمہارے لگا نیزہ ہے بے پیر اصغر کے لگا تیر
والی کی ہے گردن پہ مر چل گیا خنجر ہے ہے علی اکبر
کیا چین سے وارے گئی تم سو نہ ہوا کھو پرسا تجھے دو
ماں رانڈ ہوئی مر گیا بابا ترا اصغر ہے ہے علی اکبر

نوحہ

ہا لوٹ کے کہا ہیٹ لوں نعش پسر ہے ہے علی اکبر
تم مر گئے اور جیتی رہی لے پدر ہے ہے علی اکبر
کیا سو کے ہوا ری گئی بچھڑاں کی خبر ہے ننگا ہے سر
ان ظالموں نے چھین لی سر سے کے چادر ہے ہے علی اکبر
ارمان رہا دولہا بھی تم کو نہ بنایا وا حسرت و دردا
لائی نہ دلہن بیاہ کے گھر میں تری ہے ہے علی اکبر

شبیرؑ نے سر اُسکا رکھا زانو پہ اپنے اور شاہ نے پوچھا
فرمایا سکینہ کے لئے ہو گئے افگار عباسؑ علمدار
پھر بولے کہ اس نہر کا پانی جو ہمارے یہاں آیا
کوثر کیطرف چلئے کہ تم ہو گئے تیار عباسؑ علمدار
عباسؑ نے کی عرض کہ جیتے جی ہوں آپ کے تیار عالم
زہرا کی یہاں روح ہے شرما ہے مرا بار عباسؑ علمدار

گھوڑے سے گرے جبکہ حضور شہ ابرار عباسؑ علمدار

نوحہ

شہ بولے چلے کر کے مجھے بیکس و ناچار عباسؑ علمدار
پہنچے جو سر نعش تو دیکھا شہ دیں نے یہ حال زار
ہے فرق سے تا بہ قدم خون میں سرشار عباسؑ علمدار
چھوٹا تو کبھی کا اسی نیچ نہیں پائے سے مرگ کا غم ہی
روتا ہے چھدی مشک کو دیکھ کے ہر بار عباسؑ علمدار

عمو کی بھی بہنوں نے پیاس لئے آئے اور مارے طمانچے
دیکھو تو ذرا ہلا ہے اب تک رخ نوری علی اکبر
اے میرے جوان اے مرے دکھ درد کے پالے اے گیسووں والے
عاشق مرے پیارے مرے جانی مرے دلبر مرے علی اکبر
اے ذوق یہ پانی نہیں ہے مجھ میں ہے طاقت رفتار نہیں
جب سینے پہ رکھا نوک سناں دم ہی گھٹ کر ہی علی اکبر

شبیرؑ نے فرمایا سکینہ یہ کہے گی گر تم نہ گئے واں
آئے جو نہ تم پاس مجھ کرتے تھے تم پیار عباسؑ علمدار
دلگیر تو ہے دل بھی ہے ابن علیؑ کا یہ مجھکو یقیں ہے
فرمائیں گے اب روضہ کا پی مجھے زوار عباسؑ علمدار

نوحہ دیگر

کی عرض یہ عباسؑ نے یہ قصد نہ کر اے سبطِ پیمبرؐ
ہو جائیگا سکینہ کے نہ اب رو برو زنہار عباسؑ علمدار
گردوں نے مری خاک میں محنت سے ملائی افسوس صد افسوس
اب زندگی اپنی ہے سمجھا ہے سزا عباسؑ علمدار
اب تا بہ قیامت میں سر کو نہ اٹھانیکا آئینہ کو میں
رکھتا نہیں اب خیمہ کے جانے کا سروکار عباسؑ علمدار
سرور نے کہا کیا نظر آتا نہیں تمکو ہیں واں پہ کیونکر
زہرا یہاں چلاتی ہے با دیدۂ خونبار عباسؑ علمدار
اک سمت کھڑے حمزہ ہیں اک سمت ہیں جعفر با زاری و افغاں
روتے ہیں کھڑے ایکطرف احمد مختار عباسؑ علمدار
مرضی ہو تمہاری تو تمہیں لیچلوں بھائی خیمہ میں یہاں سے
نادان سکینہ ہے بہت تشنۂ دیدار عباسؑ علمدار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہائے مرا نازنیں ہائے مرا مہ جبیں
چھپ گیا مسیں بھی نہیں شیر جواں مر گیا
شیر پڑا سوتا ہے دیدۂ دل روتا ہے
ٹکڑے جگر ہوتا ہے شیر جوان مر گیا
سینہ پہ کھا کر انی حق پہ فدا جان کی
خاک مری زندگی شیر جواں مر گیا

کرتی تھی بانو یہ بین شیر جواں مر گیا
ہو گئے بیکس حسین شیر جواں مر گیا
گھر کا اجالا مرا گودی کا پالا مرا
گیسوؤں والا مرا شیر جواں مر گیا
ہائے نمازی مرا شاہ حجازی مرا
اکبر غازی مرا شیر جواں مر گیا

لوٹی گئی میں آکے اس دشت بلا میں گردش سے فلک کی
تجھ سا مرا چاند ملا خاک کے اندر ہے ہے علی اکبر
یہ حیدری نے کیا کہوں وہ نوحہ کہا ہے [illegible]
جس نے یہ سنا کہنے لگا آنسو بہا کر ہے ہے علی اکبر

نوحہ دیگر

ہائے جواں مر گیا چین پدر لے گیا
ماں کو رُلا دے گیا شیر جواں مر گیا
ڈھونڈنے جاؤں کہاں دیکھنے آؤں کہاں
اُن کو میں پاؤں کہاں شیر جواں مر گیا
بیاہ نہ اس کا رچا دل کا نہ مطلب ہوا
مردے پہ سہرا بندھا شیر جواں مر گیا

ساتھ مرا چھوڑا ہے جیتا کڑھوں تھوڑا ہے
گود میں دم توڑا ہے شیر جواں مر گیا
سکتہ ہے بیٹھا ہوا ٹھنڈے ہیں سب بت بنا
دم نہیں ہے گو ذرا شیر جواں مر گیا
ہائے اجل آ گئی موت انھیں بھا گئی
کس کی نظر کھا گئی شیر جواں مر گیا

نوحہ نہ پڑھے وزیر کی ہے حالت تغیّر
کہتے ہیں خورد و کبیر شیر جواں مر گیا

نوحہ دیگر

کرتی تھی بانو بکا ہائے مرے اکبر علی
کشتۂ کرب و بلا ہائے مرے اکبر علی

دھاریں لہو کی چھٹیں چہرہ پُر نور پر
دیکھا نہ سہرا ترا اے مرے اکبرؑ علی
ہائے مرا نوجواں سال تھا اٹھارواں
کیا یہ یکایک ہوا اے مرے اکبرؑ علی
آنکھیں نہیں کھولتا منہ سے نہیں بولتا
ماں سے گر ہے خفا اے مرے اکبرؑ علی

پیاس سے لب خشک تھے کہتا تھا العطش
پانی نہ مجھ کو ملا اے مرے اکبرؑ علی
ہائے میں جیتی رہی خاک مری زندگی
مجھ پہ یہ جور و جفا اے مرے اکبرؑ علی
بیاہ کروں گی ترا لاؤں گی تیری دلہن
میرا تو یہ قصد تھا اے مرے اکبرؑ علی

سینہ پہ برچھی ترے ہائے یہ کیسی لگی
لال ہے سر تا پا اے مرے اکبرؑ علی
حیف جوانی تری حیف ترا یہ جمال
یوسف گلگوں قبا اے مرے اکبرؑ علی
زہرا کے دلدار پر جان کی اپنی فدا
تجھ پہ یہ مادر نثار اے مرے اکبرؑ علی

ارمان تھا دلہن کو تیرا بیاہ کرونگی چھوٹے سے میں
برساں گرہ بھی تری اب ہونے نپائی ہائے علی اصغر
افسوس مرے سامنے دولھا نبنا تو یہ رہ گیا ارمان
دلہن بھی تری بیاہ کے میں گھر میں نہ لائی ہائے علی اصغر
تجھ کو کھلاتی ہاتھوں ہی ہاتھوں پہ صدقے کس کے اٹھا رہے
پاؤں بھی تمہیں چلتے نہ دیکھنے پائی ہائے علی اصغر

بانو کا ور دو الم کیا کروں غافل رقم
کرتی تھی نوحہ سدا اے مرے اکبر علی

نوحہ دیگر

بانو نے کہا پیٹ کے پیر کو دہائی ہائے علی اصغر
تقدیر نے مجھ ماں کو تری نعش دکھائی ہائے علی اصغر

کوکھ سے میں لٹ گئی مانگ بھی اجڑی مری
باپ بھی تیرا چلا اے مرے اکبر علی
جاؤں گی جب میں وطن روؤں گی میں خستہ تن
کہہ کے ترا ماجرا اے مرے اکبر علی
پوچھے گی صغرا تجھے بھائی مرا کیا ہوا
کیا کہوں گی میں بھلا اے مرے اکبر علی

کن سختیوں سے میں نے تمہیں تھا پالا ابن شہ والا
محنت پہ کرو غور مجھے تم نہ رلاؤ اے اصغرِ معصوم

اس ماہ رو پہ گر کیوں کرتے ہو افسوس صد افسوس
یکبار گی دل سے مری الفت نہ اٹھاؤ اے اصغرِ معصوم

تم مر گئے کیا لال جو سب گئی ہیں رفت تغیر ہے حالت
زینب گئی فرما سے تو چادر کو اٹھاؤ اے اصغرِ معصوم

بابا نے کہا رو کے مجھے اپنا بتاؤ اے اصغرِ معصوم
حلقوم پہ ہے زخم کہاں جلد دکھاؤ اے اصغرِ معصوم

تم خون میں سر تا بقدم ہو گئے کیوں لال تغیر ہے احوال
اٹھ بیٹھو کرو باتیں مری گود میں آؤ اے اصغرِ معصوم

بند آنکھیں ہیں ورم ہو گیا چہرے پہ چھائی خاک کی والی
تم غش میں ہو یا مر گئے احوال بتاؤ اے اصغرِ معصوم

سقا نہیں فریاد مری اس گھڑی کوئی مجھ کو جلی کی
دیتی ہوں کھڑی کب سے مجھے کوئی دکھائی دے علی اصغر

اے حیدری اب تاب کہاں کوہ الم کھینچیں میں سر دھنی کی زار
جس طرح سے کہتی تھی وہ افلاک ستائی دے علی اصغر

نوحہ دیگر

تم مر گئے افسوس لٹا مشک کا پانی بھی چلی یوں جانی
دل ماتا ہے میرا نہیں کچھ صبر سکھاوے اصغر معصوم
شہ لیجئے جب نعش تو کہنے لگی بانو اس وقت یہ رو رو
کر خالی مری گود کو میدان میں جاوے اصغر معصوم
دنیا مری آنکھوں میں کس طرح نہ کالی جب گود ہو خالی
اور دادی پہ خوف کہ تم جا کے بساوے اصغر معصوم

مرتے ہوئے بچے کو لئے شاہ زمن بیٹھے پہ غش آ کر تم کو کہا ہائے
سمجھاؤ کہو بابا یہ گردن کو کٹاوے اصغر معصوم
چھپتی نہیں سینے کی لیں تب یہ بنتی معصوم مر جائیگی کلثوم
علقمہ چھڑا اپنا یہ بہنوں سے چھپاوے اصغر معصوم
کیا کیجئے کچھ بن نہیں آتا مجھے پیارے سکینہ کو سلا لے
میں کیا کروں کچھ مجھکو بھی تیر بتاوے اصغر معصوم

مر واسطے جو بہت گرمی عشق پہ ہمارا تم دیکھو دلدار
سمجھاؤ کہو ان چھوٹے سے ہاتھوں سے اٹھاوے اصغر معصوم
بابا کی طرف سے ہمیں سب ہی ہو گئے یاس پیاس گئی عباس
روتی ہے سکینہ آپ تم جا کے مناوے اصغر معصوم
کلثوم کا زیاں کرتے نہیں ہیں کچھ ہوش کہیں ہو گئی خاموش
کچھ شغل کرو ہنسو جی پاس آ کے بلاوے اصغر معصوم

سب آپ پہ ہی زار ہیں اور عترت حیدر کو ہیں ڈر
ہو اپنے سدا فاطمہ کا سایہ والا اے سبط پیمبر
ان بیبیوں میں ایک فقط ہیں یہ بیگانی زہرا کی کنیز
کس کا ہی سمجھ کر مجھے دو گے مرا کیا یاں اے سبط پیمبر
گو کوکھ لٹی ہے مری اس دشت بلا میں عدا کے ستم سے
مت ہاتھ کو چھڑا کر مری جاؤ سوئے میداں اے سبط پیمبر

نوحہ

بانو نے کہا رو رو کے یہ با نالہ و افغاں اے سبط پیمبر
تنہا نہ مجھے چھوڑ کے جاؤ سوئے میداں اے سبط پیمبر
ڈھارس تھی مجھے صرف یہاں اکبر ہی کی سب سے در غربت و غربت
تو جائیگا مر بیٹے ترے گھر مرا ویراں اے سبط پیمبر
نے سامنے اکبر ہے نہ ہے گود میں اصغر بیمار ہے عابد
مر جاؤں گی مر بیٹے ترے بن میں یہاں اے سبط پیمبر

افسوس کہ کر دینگے تجھے خاک میں مدفون دل ہے مرا محزون
دولت یہ مری خاک میں ہے ہائے ملاتے اے اصغر معصوم
چھپ کر ابھی اے لال کے جاؤ ٹھکانا ہو تمہارا
مجھ بیکس و دلگیر کو لے ساتھ ہی جاؤ اے اصغر معصوم
جیتی رہی جب تک یہی بانو رہی کہتی اور رو کے تڑپتی
ظاہر میں نہیں آتے تو گر خواب میں آنا اے اصغر معصوم

زینب یہ بیاں کرتی تھی با نالہ و زاری فریاد و فریاد
یا شیر خدا لٹ گئی بیٹی یہ تمہاری فریاد ہے فریاد
بیٹے موئے گھر لٹ گیا اور جل گئے خیمے اے شاہ ولایت
میں قید میں ہوں غم ہے مرے جاں پہ طاری فریاد و فریاد
ہے قتل ہوا تشنہ دہن بھائی حسینا اس دشت بلا میں
اب تک تو ہے خوں نعش کے ہر زخم سے جاری فریاد ہے فریاد

وارث نہ رہا ہائے کوئی آل عبا کا پردیس میں سر پر
تھا آسرا اب آپ کا سو تو ہے عازم میداں اے سبط پیمبر
اب اس کی بیاں رسالت سے کہو کر وصف حیدری کر
دلوائیو محشر میں مجھے روضہ رضواں اے سبط پیمبر

نوحہ دیگر

اور ایکطرف کہتی تھی رو کے سکینہ دامن سے لپٹ کر
بن جانے نہ دونگی تمہیں ہرگز سوئے میداں اے سبط پیمبر
جو گھر سے گیا رن میں وہ پھر جیتا نہ آیا نے شکل دکھائی
مت جاؤ وہاں تم سے جدا ہو نہیں قرباں اے سبط پیمبر
اور ایکطرف زینب و کلثوم کا تھا حال کہتی تھیں یہ رو رو
کیوں ہمکو کیے جاتے ہو تم بیکس و ساماں اے سبط پیمبر

سجاد کی ہے یہ وہ یتیمی وہ غریبی وارث کی وہ تشنہ
پہنایا اسے ظالموں نے طوق یہ بھاری فریاد ہے فریاد
بابا کی جو پوشاک عزا اب تھا پہنے سر سے قدم تک
تیغوں سے ہے بیٹی کے ہوئی پوشاک وہ ساری فریاد ہے فریاد
اب جو نہیں سکتا ہے بیان غربت خاموش ہے یہ ناظم
تا شام وہ معصوم نے کھائی ہے سدھاری فریاد ہے فریاد

کہتی ہے یہ کیوں پیاسا مرا باپ کو مارا گیا اسکا گلا کاٹا
میں کس سے کروں واطلبی کی عاری فریاد ہے فریاد
جس تن کے تئیں فاطمہ دادی نے تھا پالا ایسا تو ہمو
اس تن پہ لگے تیغوں کے اب زخم ہیں کاری فریاد ہے فریاد
پھر ہاتھ اٹھا کر یہ کہتی تھی خدا سے وہ بالی سکینہ
بے باپ کی میں ہو گئی اے حضرت باری فریاد ہے فریاد

تن خاک پہ ہے سر پہ چڑھا نیزے کے اوپر زلفیں ہیں پریشاں
چادر ہے مرے سر سے لعینوں نے اتاری فریاد ہے فریاد
شمر کے سر اوپر بھی نہیں منع رہا ہے تاکیں ہیں تھپیڑ
اور بابا تو ستم سے صفا تھی ہے بابا بچاری فریاد ہے فریاد
اور چھین لیے کان سکینہ کے ہیں زخمی سے وائے مصیبت
اس درد سے روتی ہے یہ شبیر کی پیاری فریاد ہے فریاد

نوحہ

چالیسواں جہان میں تشنہ دہن کا ہے
محتاج کربلا میں جو گور و کفن کا ہے
سینہ پہ نیزہ کھا کے جوانی میں مر گیا
چالیسواں یہ اکبر گل پیرہن کا ہے
زینب نے دیکھا لاشۂ شبیر اس طرح
سب جسم چور زخموں سے اس گلبدن کا ہے

بائیں طرف کو باپ کے اکبر ہے خوں میں تر
نوکِ سناں سے سینہ چھدا گلبدن کا ہے
بولی کلیجہ تھام کے بانو میں لٹ گئی
بتلاؤ لوگو پھول یہ کس کے چمن کا ہے
ہے ہے یہ میری گود کا پالا ہے نوجواں
ہائے ہائے سرو قد یہ مجھ خستہ تن کا ہے

لوگو میں بیاہ کس کا کروں یہ تو مر گیا
ارمان آج تک مجھے اس کی دلہن کا ہے
کبرا پکاری دیکھ کے قاسم کی نعش کو
کنگنے کی جا نشاں یہ دیکھو رسن کا ہے
ننھی سی مشک چھاتی پہ اور ہاتھوں میں علم
بے سر لبِ فرات تن اس تیغ زن کا ہے

بچھڑے ہوئے مدت ہوئی اب غیر حالت ہے مری
قربان ہو جائے پسر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
حضرت نے سمجھا جو کچھ کہا اسپر علی نے بین کیا
شاباش فرما کر پدر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
کہنے پھر اسپ دو بدر اُف کی زمیں نے ای پدر
یہ خنجر اور میرا جگر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

آقا دراز عمر ہو فرزند کی مرے
دل سے محب تو آپ ہوا پنجتن کا ہے

نوحہ دیگر

زین العبا میں نوحہ گر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
بابا میں آیا چھوٹ کر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

اب فکر دفن لاش شبیر کیجے
لاشہ پڑا ہوں کے یہ گلبدن کا ہے
سجاد سے یہ زینب مضطر نے تب کہا
پوچھو تو اٹھ کے حال کہ کچھ بہن کا ہے
منہ دیکھ لوں اماں کا تو پھر دفن کیجیو
آج آخری یہ سامنا بھائی بہن کا ہے

آخری دل کر گئے باتیں تو کر لینے دے
ان کا کہنا ہے بہت دیکھوں منہ باپ کا
لے کے لاؤں ابھی اٹھی چلی جاتی ہوں
تیرا بگڑا ہے کیا دیکھوں منہ باپ کا
جان بی کو ابھی پیاسا تو ذبح کر
پانی منگا لیں ذرا دیکھوں منہ باپ کا

وہ ضعیف و تپ وہ درد سر شبیر وہ ظلم لعیں شمر
احسان فرماؤ اگر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

نوحۂ دیگر

بی بی نے شمر کی کہا دیکھوں منہ باپ کا
شمر نہ کر سر جدا دیکھوں منہ باپ کا

درے تھے وہ میرا بدن گردن تھی میری وہ رسن
شاکر رہا ہر حال پر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
زنجیر پہنے ننگے پا وہ منزلوں چلنا مرا
بابا مرے اس صبر پر چھاتی سے لپٹا لو مجھے
تنہائی کا صدمہ مرا سب سے زیادہ سخت تھا
مارا پھریں در بدر چھاتی سے لپٹا لو مجھے

پھر لوٹا ہمیں لیکے وہ گردش سکینہ ہے مشکل ہوا جینا
فریاد ہے فریاد وہ ہائی ہے وہ ہائی بیسر مرے بھائی
سجاد کی صورت تو ذرا غور سے دیکھو اب ہیں بھی وہ
ہے لوہے کی بیڑی اسے اعدا نے پنہائی بیسر مرے بھائی
رسی میں گلے باندھ کے اسیر و بند ہیں اس طرح چلایا [illegible]
وارث ہے نہ بیٹا ہے بھتیجا ہے نہ بھائی بیسر مرے بھائی

نوحہ

زینب نے یہ دی لاش برادر پہ دہائی بیسر مرے بھائی
قیدی ہوئی جہلم بھی تو لاکر نہ بتائی بیسر مرے بھائی
عباس علی قاسم و اکبر بھی سدھارے رہیں گے کہاں بے
بیٹے بھی فدا آپ پہ کی اپنی کمائی بیسر مرے بھائی
پیاسا تمہیں جب ذبح کیا قوم شقی نے وہ دشمن دیں نے
گھبرا گئی میں خیمے سے باہر نکل آئی بیسر مرے بھائی

اے شہ عالی مقام آخری ہے لو سلام
اس لئے جیلہ یہ تھا دیکھ لوں منہ باپ کا
فاطمہ کی پوتی کو سوچئے کیسے جاتے ہو
اب وہ زمانہ کہاں دیکھ لوں منہ باپ کا
پہنچی نہ تھی وہ حزیں کٹ گیا یاں سر شہیں
دل میں رہا مدعا دیکھ لوں منہ باپ کا

صغرا نے کہا شام ہے آنکھیں نہیں پھر آئے بابا
کس طور سے ہو دختر بیمار کا جینا پھر آئے نہ بابا
سنسان پڑے رہتے ہیں حجرے گھر روتے صبح تا شام
ویران ہوا اے بسا شہر مدینہ پھر آئے نہ بابا
پھر آئیں نہ پھپھیاں مری پھر آئیں چچا پھر نہ برادر
پھر آئی نہ کبرا ہی نہ پھر آئی سکینہ پھرے نہ بابا

جانی ہوں گئے شام جدا کو تمہیں پہنچائے ولے سر
حضرت پہ یہ ظاہر ہے سب اعدا کی بدی سر کے بھائی
عالم یہ غم شاہ میں زینب کا بیاں ہے ہر دلہ عیاں ہے
ہم مر گئے اور ہے تجھے موت نہ آئی میرے بھائی

نوحہ دیگر

سر کٹ گئے ہیں لیکے چلے ہیں یہ ستمگار یوں ہی ہے دشوار
دیتی ہے صدا بابا بتا کیجیے جانی میرے بھائی
تم بھی پہ اس طرح یہ محروم پڑے ہو وہ تمہیں بھاگے
سر بھی نہ ترا پاؤں پیچھے نہ کفنائی میرے بھائی
تا شام نہیں چھوڑ کے اسے جا چکی بابا تمہیں بہن پھوپھی
کس کے گھر سے بھائی میں قسمت کی برائی میرے بھائی

دیکھئے یاں کیا کرے اس بچی کی زاری تا کہاں ہے
سن سکے یہ نوحہ مرا بھر آیا ہے سینہ پھر کے نہ آیا

نوحہ دیگر

آج زہرا ہو نالاں ہے گھر ہوا اس کا ویران ہے
مر گیا شاہ ذیشان وہ جو جان زہرا کی جان ہے

یاں فاطمہ صغرا کے تھی لب پہ سحر و شام یہ دکھ کی تقریر
واں قید میں بیٹھی ہوئی کہتی تھی سکینہ پھر کے نہ آیا
کرتا بھی بھرا خون میں اور کان بھی چیرا اور سکی تھی
اور وہ بھی مرے کانوں کے چھینا پھر کے نہ آیا
اب پاس نہیں ساغر جو ہے آتے ہیں عدا ہر دم مرے آگے
واللہ حسین تا نہیں کوئی مجھے پیاسا پھر کے نہ آیا

بن تیرے کبھی چین نہ پڑتا تھا پدر کو کبھی پیار گئی
کیا بھول گئے میری محبت کا قرینہ پھر کے نہ آیا
جب رکھی تھی چھاتی پہ تو کہتی تھی وہ کیا پر سکے یا
اے وای گیا خالی ہی اب تو بھی مدینہ پھر کے نہ آیا
کہتی تھی وہ بچی کبھی دیکھے کبھی بابا کی گدی کو
شاید کہ یتیموں نے نکالا ہی ہے کینہ پھر کے نہ آیا

وہ جوانِ کڑیل شبیہِ نبی ہے
اُسکے سینہ پہ برچھی لگی ہے
اور چھوٹا صغیر شبیہِ علی ہے
اُسکے کھائی ہوئی پیکان ہے
جسکے بالوں میں ہر آن ہر دم
شانہ کرتی تھی میں ہو کے خرّم
اسکی زلفوں کا ہے اب یہ عالم
میں سنان پریشان ہے
لُٹ گئی میری بستی ہے شاہی
شام کو تیرا کنبہ ہے راہی
میرے گھر سے پہ آئی تباہی
مجھپہ آیا یہ طوفان ہے

شادیِ قاسم کی جس جا رچی تھی
گھر اُودلہن جہاں تک بنی تھی
وہ بزم شادی کی جس جا ہوئی تھی
وہ مکان اب بے سنسان ہے
ہے بچھونا مری تھالی خاک ہے
اُسکے بالیں نہ والی
میری پوتی کی چھینی ہے بالی
سرِ زینب کا عریان ہے
میرے پوتے کو بیڑی پہنائی
طوق ڈالا اس کی گردن جھکائی
اُسکے ستر پیٹتی ہے چھاتی
غم سے کرتا ہے بیمار ہے

آکے مقتل میں ماں غم کی ماری
لپٹی لاشہ سے رو کر پکاری
تیری صورت پہ جاؤں میں واری
تیری غربت پہ قربان ہے
قبلہ رو لاش تیری پڑی ہے
تیغ سجدے میں تجھ پر پڑی ہے
کی جنھوں نے یہ تجھ سے بدی ہے
وہ کیسے مسلمان ہے
تجھکو کر و دغا سے بلایا
حلق پر تیرے خنجر چلایا
مرتے دم تک نہ پانی پلایا
دشتِ غربت کے مہمان ہے

نہ تیری قدر کچھ جانی تجھے مارا ہے بن پانی
مرے جانی مرے جانی حسینؑ من حسینؑ من
اس امت نے ذرا داری نہ کی تجھ سے وفاداری
پھرے سب تجھ سے یکباری حسینؑ من حسینؑ من
ترے اس حلق نازک پر چلایا شمر نے خنجر
ہوئی میں بیکس و مضطر حسینؑ من حسینؑ من

کیا ہے کہ آگے دلگیر مضطر دیکھ کر نعش بیٹے کی بے سر
فاطمہؑ رن میں لاش پسر پر رو رو کہتی تھی ہر آن ہے ہے

نوحہ دیگر

کہا زہراؑ نے با افغاں حسینؑ من حسینؑ من
کیا کس نے تجھے بیجاں حسینؑ من حسینؑ من

ہائے تھی کیسی میری قسمت بھلی ہے میری اولاد پھلی پھلی ہے
کس کی ہے ہائے نظر لگ گئی ہے ہائے ہو گیا بے سامان ہے ہے
تیرا بابا علیؑ شاہ مرداں تیرے غم سے ہے با آہ و افغاں
تیرے نانا نبیؐ کا گریباں چاک ہے تا بداماں ہے ہے
تیرے نازوں کی پالی سکینہؑ اسکو مشکل ہوا ہے جینا
اسکا پر غم ہے تنہا سا سینہ غمزدہ ہے وہ نادان ہے ہے

نوحہ

رن میں زینب یہ کہتی تھی رو کر میرے بھائی مسافر کو مارا
تو خبر جلد لے نانا پیمبر میرے بھائی مسافر کو مارا

تخت جاں ہوں ہوتا آئی مجھکو مرگ سامنے شاہ تو تھجو
کچھ تو اسے کی اگر خبر ہو میرے بھائی مسافر کو مارا

ال کیں میرے گھر میں وہ گھس آئے وہ خیمے میں سارے جلائے
کون آکے مجھے اب بچائے میرے بھائی مسافر کو مارا

تجھے یہ دن دکھایا ہے ترا خیمہ جلایا ہے
تجھے کیا کیا ستایا ہے حسین من حسین من

میں تیری دیکھ تنہائی لحد سے ہوں یہاں آئی
یہ صورت وہی ہے دکھلائی حسین من حسین من

ترا وہ گھر ہے عاشق تری بخشش کے ہے لائق
محبت میں ہے وہ صادق حسین من حسین من

جو تھا ہم شکل پیغمبر کیا اس کو تو خوں میں تر
لگایا نیزہ چھاتی پر حسین من حسین من

پسر تیرا جو تھا اصغر لگا تیر ستم اس پر
مرے دلبر مرے دلبر حسین من حسین من

جو ہے سجاد آزاری پنہایا طوق اسے بھاری
شہ کی بیکس کی غمخواری حسین من حسین من

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سینہ پہ نیزہ کا گھاؤ کیونکر کہوں واری کہاں
ثانی تیرا لورا مجکو نہ برباد کر
راج دلارے مرے دل میں یہ باقی ہے
چاؤ ترے بیاہ کا مجکو نہ برباد کر
سال ہے اٹھارواں اے مرے ابرو کماں
دیکھ لوں سہرا ترا مجکو نہ برباد کر

بانو نے رو کر کہا مجھ کو نہ برباد کر
پالنے والی فدا مجھ کو نہ برباد کر
وائی کی بن سے لحد اے مرے شمشاد قد
صبر ہے اتنا روا مجھ کو نہ برباد کر
پھٹتا ہے ماں کا جگر سونچ کے کچھ الحذر
اے مرے گلگوں قبا مجھ کو نہ برباد کر

نہ تو بھائی نہ مادر ہے سر پہ پدر ہے نہ کوئی یاور
ہائے اعدا نے بیکس سمجھ کر میرے بھائی مسافر کو مارا
مجھ میں بس ذوق طاقت نہیں ہے پیٹتی تھی سر اپنا وہاں سب
جب بیاں کرتی تھی رو کے زینب میرے بھائی مسافر کو مارا

نوحہ دیگر

گرنہ صدا آئے گی گھٹ کے نکل جائیگی
تن سے ابھی جان زار بولو کہاں آؤں میں
کھاکے جگر پر سناں اے مرے شیر ژیاں
کونسا چھپا پا کچھار بولو کہاں آؤں میں
باپ کے نور نظر باندھے زخم جگر
چلدیے کرو گذار بولو کہاں آؤں میں

نوحہ

بولے یہ شہ ذی وقار
اکبر سینہ فگار بولو کہاں آؤں میں
بانو کے جانی مجھے احمد ثانی مجھے
بار دگر پھر پکار بولو کہاں آؤں میں
بابا بتا کی صدا اس کے مرے مہ لقا
ہوگیا دل بیقرار بولو کہاں آؤں میں

ماں کے بڑھاپے کی آس کنبے کے پشت پناہ
پیری شہ کے عصا مجھکو نہ برباد کر
ماں لے سنت مری بہر خدا و نبی
اکبر یوسف لقا مجھکو نہ برباد کر
ہوتا ہی شق اے رزیں سن کے دل ہوتے ہیں
پہ کلمہ ورد کا مجھکو نہ برباد کر

نوحہ

کہتی تھی ماں دلفگار آ مرے شہ پارے آ
پالنے والی نثار آ مرے شہ پارے آ
رن کو سدھارے تجھے دیر ہوئی لاڈلے
دل ہے مرا بیقرار آ مرے شہ پارے آ
بال جھنڈولے ترے گرد میں ہونگے بھرے
شانے سے دوں میں سنوار آ مرے شہ پارے آ

نیزۂ ابن نمیر کیا مرے ماہ منیر
ہو گیا سینے سے پار بولو کہاں آؤں میں
مجھکو تمہارا نشاں اے مرے ابرو کماں
دیتے نہیں بد شعار بولو کہاں آؤں میں
صدمۂ غم سے زمیں غش ہوئے سلطانِ دیں
کہہ کے یہی بار بار بولو کہاں آؤں میں

گود کے پالے مرے پشت کو پانے
سوئے ہیں ویسا ہو بولو کہاں آؤں میں
نیرِ برجِ شرف رن سے تجھے کس طرف
لے کے گیا راہوار بولو کہاں آؤں میں
تم جو چھٹے لالہ فام ہو گیا عالم تمام
باپ کی نظروں میں تار بولو کہاں آؤں میں

عمر بھر اپنی رہیں بانوئے سلطان دیں
کہتی رہی بار بار آمرے ششماہے آ

نوحۂ دیگر

نوحہ پسر ور کا تھا ہنسلیوں والے مرے
چشم پدر کی ضیا ہنسلیوں والے مرے

ڈرتا ہوں اے پسر کنج لحد دیکھ کر
قبر کی منزل ہے تار آمرے ششماہے آ
تو کبھی خوگر نہ تھا قبر کی آغوش کا
آئے گا کیونکر قرار آمرے ششماہے آ
بہر خدا و رسول بہر جناب بتول
بہر شہ ذوالفقار آمرے ششماہے آ

باپ کے لخت جگر پھپھیوں کے نور نظر
بہنوں کے دل کے قرار آمرے ششماہے آ
گود کو پھیلائے ماں لے مرے آرام جاں
کب سے ہے امیدوار آمرے ششماہے آ
گور کا کونا بسایا تونے ناشاد کا
ہوگیا سونا دیار آمرے ششماہے آ

بھائی کے پہلو میں ہیں سو اب سو رہو
حافظ و ناصر خدا ہنسلیوں والے مرے
پاکے نہ مادر کی بو ڈر ہو نہ اے ماہرو
باپ بھی آیا ترا ہنسلیوں والے مرے
ویرس اتی سی یہ بخشش امت کاٹے
کروں ذرا مرحلہ ہنسلیوں والے مرے

اے مرے تشنہ دہن اے مرے غنچہ دہن
دودھ کو ترسا دیا ہنسلیوں والے مرے
باپ کے گھر سے چلے تین شب و روز کے
تشنہ لب اے مہ لقا ہنسلیوں والے مرے
باپ کی قسمت میں تھی آخری خدمت یہی
قبر میں رکھنا ترا ہنسلیوں والے مرے

تیر کی کھانے کو بھال یاں تجھے یوسف جمال
لائی تھی گھر سے قضا ہنسلیوں والے مرے
قبر میں بھی دیکھنا باپ کو تڑپائے گا
یہ ترا دم توڑنا ہنسلیوں والے مرے
باپ ہو تجھ پر فدا چھوٹے سے سن میں ہوا
فدیۂ راہ خدا ہنسلیوں والے مرے

دوست سفر کر گئے رہ گئے ہم چھوٹ کے
سب سے پس قافلہ ہمیں رخصت کرو
صبح سے ہم روتے ہوئے لاشوں پہ احباب کے
عصر کا وقت آ گیا اب ہمیں رخصت کرو
بھائی نے کی پشت تھی اکبر و قاسم کا غم
تاب و تواں لے گیا اب ہمیں رخصت کرو

پہنچو جاتے ہیں ہم جانب ملک عدم
حافظ و ناصر خدا اب ہمیں رخصت کرو
زینب و کلثوم آؤ آکے ہمیں دیکھ جاؤ
جا کے نہیں آؤں گا اب ہمیں رخصت کرو
گرسنہ و تشنہ کام آئیں گے امت کے کام
رن میں کٹا کر گلا اب ہمیں رخصت کرو

تھام قلم بس رزیں ہائے ہیں چرخ و زمیں
سن کے یہ نوحہ ترا سینیوں والے مرے

نوحہ دیگر

بولے یہ شہ کربلا اب ہمیں رخصت کرو
اے حرم مصطفیٰ اب ہمیں رخصت کرو

شہزادی ہوں واری مجھے چادر تو اڑھا دو
سر ننگے ہے کنبا سر دربار حسینا
بالوں سے بھی منہ مجھکو چھپانے نہیں دیتے
دیکھو ستم فرقۂ اشرار حسینا
کلثوم کنیزی میں طلب ہوتی ہے وائے
اولاد ہی ہوگئی یوں خوار حسینا

وہ بھی ہو دن شاد دل سب کے ہوں یہیں
جاتے ہیں ہم کربلا اب ہمیں رخصت کرو

نوحۂ دیگر

اے بنت دل حیدر کرار حسینا
سر آپ کا اور مجلس میخوار حسینا

اصغر بے شیر نے گودی میں دم توڑ کے
خلد کا رستہ لیا اب ہمیں رخصت کرو
روئے سخن تھا کبھی سوئے سکینہ کبھی
آؤ مری مہ لقا اب ہمیں رخصت کرو
ہے ابھی زندہ پدر روتی ہو کیوں اس قدر
چھٹتا ہے دل باپ کا اب ہمیں رخصت کرو

اے اہل دنیا پیٹو سر واحسرتا سو لے پھر [?]
محتاج رہ کر آپ کا حلق شہ دیں کٹ گیا [?]
کیونکر نہو عالم سیاہ زہرا ہوئی ہے بے پناہ
عاشور کے دن بے خطا حلق شہ دیں کٹ گیا
شیر خدا غمناک ہیں زہرا گریباں چاک ہیں
سر پیٹتے ہیں مجتبیٰ حلق شہ دیں کٹ گیا

سنتے تھے ہر روز ہی سنتے وہ عابدیں [?]
شاہ کی یہ گفتگو پھر مجھے آواز دے

نوحہ دیگر

چلا کے ہاتف نے کہا حلق شہ دیں کٹ گیا
لو نام زہرا لٹ گیا حلق شہ دیں کٹ گیا [?]

میں کو لا کہہ کیں پر مجھے دینی نہیں [?]
بیزار انساں کینہ جو پھر مجھے آواز دے [?]
آخری دیدار سے دل کو پرخوش کرے
اس لئے ہے آرزو پھر مجھے آواز دے
ضعف بصارت نے آہ کر دیا مجھ کو تباہ
آؤں کہاں یا ہر و پھر مجھے آواز دے [?]

یہ فلک سے آئی صدا الا قتل الحسین بکربلا
ہو نشان فاطمہ مٹ گیا قتل الحسین بکربلا
بجھی باد ظلم سے شمع دیں ہوئے بن امام کے مومنیں
ذبح الحسین بکربلا قتل الحسین بکربلا
جگر حسن پہ چھری چلی ہوا پاش پاش دل علی
لحد نبی کو ہے زلزلہ قتل الحسین بکربلا

گوش سکینہ چیر کر اب بے گہر ہیں گے گہر
چھینیں گے زینب کی ردا حلق شہ دیں کٹ گیا
حیرت ہے مجھ کو اے زمیں الٹی نہ کیوں ہے تو نہیں
محشر نہ کیوں برپا ہوا حلق شہ دیں کٹ گیا

نوحہ دیگر

تھراتی ہے قبر نبی صغرا ہوئی بن باپ کی
ویران مدینہ ہو گیا حلق شہ دیں کٹ گیا
اندھیر عالم ہو گیا قوم شقی نے دی بجھا
شمع مزار مصطفےٰ حلق شہ دیں کٹ گیا
ہلتے ہیں ارض و سما سکتے پہ ہے ہو ہو کی فغاں
کہتے ہیں جب واحسرتا حلق شہ دیں کٹ گیا

نوحہ

خواہر شہ نے کہا ذبح نہ کر بھائی کو
شمر بے مہر یا ذبح نہ کر بھائی کو
بہر خدا و رسول بہر جناب بتول
بہر شہ لا فتیٰ ذبح نہ کر بھائی کو
اس کے عوض میرا سر کاٹ لے او بدگہر
مان مری التجا ذبح نہ کر بھائی کو

ہوا پھر چرخ کا رنگ فق دل انبیا کو ہوا قلق
مہ آسماں کو گہن لگا قتل الحسین بکربلا
جو قیامت آئے تو کیا غضب کہ کنار نہر تشنہ لب
بہزار کرب و بصد بلا قتل الحسین بکربلا
مجھے فکر یہ ہے اے زمیں کہ نہ الٹا اب طبق زمیں
نہ فلک زمیں پہ کیوں گرا قتل الحسین بکربلا

یہ بتول کہتی ہے پیٹ کر کہ میں لٹ گئی مرے جگر
مرے دادرس مرے کبریا قتل الحسین بکربلا
یہ ہے حکم حق کرو ذبح گر تو نہ بھوکا پیاسا ہو جانور
یہ ستم کہ شہ تشنہ و گرسنہ قتل الحسین بکربلا
نہ ہو کیوں یہ چرخ کو ہلہلہ ہو کیوں نہ زمیں کو زلزلہ
کہ ستون عرش بریں گرا قتل الحسین بکربلا

ہوک سے خنجر اسے حلق پہ فرزند کے
رکتے ہے زہراؑ گلا ذبح نہ کر بھائی کو
گرا نہیں آیا جلال کھولینگی وہ سر کے بال
ہووے گا محشر بپا ذبح نہ کر بھائی کو
یہ ترا مہمان ہے فاطمہؑ کی جان ہے
خوف خدا کر ذرا ذبح نہ کر بھائی کو

فاطمہؑ کا لاڈلا کرتا ہے یاد خدا
سجدے میں او بے حیا ذبح نہ کر بھائی کو
ہے یہ وفور عطش پیاسے پہ طاری ہے غش
تھوڑا سا پانی پلا ذبح نہ کر بھائی کو
یہ ترا جور و ستم شمر خدا کی قسم
رانڈوں کو رلوائیگا ذبح نہ کر بھائی کو

ہونٹوں پہ نکلی زباں پیاسے کی ہائے الاماں
خوف خدا کی ہے جا ذبح نہ کر بھائی کو
الٹا تھا مقتل رزیں بنت علیؑ کہتی تھیں
جب یہ سنیں پیاس کا ذبح نہ کر بھائی کو

نوحہ دیگر

نوحہ

کہتے تھے یوں زین العبا آزاری ہوں طاقت نہیں
کیونکر چلوں میں ننگے پا آزاری ہوں طاقت نہیں
ہے طوق گردن میں گراں او پہ دہری بیڑیاں
پھر پوچھ کب تھا بھلا آزاری ہوں طاقت نہیں
اے شمر از بہر خدا کوڑا نہ تو ہر دم لگا
للہ میں مرجاؤنگا آزاری ہوں طاقت نہیں

اک ہم ہیں کہ اب اور بڑھا غم پہ ہمارا
رویا کریں گے ہم کو بھی دن رات سکینہ
سیلی کا نشاں کان چہرے سے تھا یوں پھرا کرتا
ان صدموں کے قابل نہ تھی ہیہات سکینہ
للہ دل عابد مضطر کی خبر لے
اے دختر حلال مہمات سکینہ

جس جا پہ لحد غسل کی ننھی سی کھدی ہے
یاں بیٹھی ہوئی روتی تھی دن رات سکینہ
سیلی کا الم عمو کا غم باپ کا ماتم
زنداں میں ہوئی تیری مدارات سکینہ
دن رات مری پیاری نے ایذائیں اٹھائیں
پر خوب بسر کر گئیں اوقات سکینہ

نوحہ

کہتے تھے عابد ہائے غم سوجی ہیں میری پنڈلیاں
ظالم خدا کا خوف کر سوجی ہیں میری پنڈلیاں
تپ سے بدن ہے جل رہا اور سامنا ہے دھوپ کا
لیتا نہیں دم درد سے سوجی ہیں میری پنڈلیاں
کھینچوں زمام اشتراں یا میں سنبھالوں بیڑیاں
چلنا ہے مشکل گام بھر سوجی ہیں میری پنڈلیاں

زخمی گلا سب کر دیا رسی کے جھٹکوں نے مرا
اسکو تو کھلوا دے ذرا آزاری ہوں طاقت نہیں
دے حکم اپنی فوج کو دم دے کے اس کو پھر چلیں
جلدی نہ تھم اتنی کرو آزاری ہوں طاقت نہیں
چبھتا تھا جب کانٹا کہیں اس وقت وہ ہو کر حزیں
رو کر یہی فرماتا تھا آزاری ہوں طاقت نہیں

اس دھوپ میں بیحد غش ہے مجھ پہ چلنے کا
اٹھے قدم کیونکر بھلا آزاری ہوں طاقت نہیں
پاؤں پہ میرے ہے ورم چڑھتا ہے دم ہر ہر قدم
آنکھوں سے تو ہی دیکھتا آزاری ہوں طاقت نہیں
پانی نہیں مطلق غذا صدمہ ہے دل پر پیاس کا
للہ مجھ پر رحم کھا آزاری ہوں طاقت نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٹھو اٹھو بالشوں سے سر ہوئی نمود سحر
کریں گے خلد میں بستر نمازیو جاگو
کہاں کا راحت و آرام خواب سے کیا کام
قضا ہیں آ گئیں سر پر نمازیو جاگو
اٹھا وہ پردۂ در آیا وہ علم باہر
وہ آئے عم دلاور نمازیو جاگو

غم میں پسر کے بینش بانوے سلطان
کہتی تھی صبح و مسا مجھ کو دغا دے گیا

نوحہ دیگر

صدا یہ دیتے تھے اکبر نمازیو جاگو
پڑھو فریضۂ داور نمازیو جاگو

کہتی ہی اے پسر مجھ کو نہ برباد کر
مر کے نہ دیکھا ادھر مجھ کو دغا دے گیا
اس کا بھلا بگڑ گیا لٹ گیا جو لٹ گیا
اپنا بھلا کر گیا مجھ کو دغا دے گیا
اس کوئی کیا لگائے جان کوئی گنوائے
لال جواں جب ہوا مجھ کو دغا دے گیا

گھر یہ بانوؑ کا تھا ہائے رے لوٹ گئی
مر گیا بچہ مرا ہائے رے لوٹ گئی
کوکھ سے اور مانگ سے چوڑیاں ہاتھ کی
آج بی کربلا ہائے رے میں لٹ گئی
صبح سے تا دوپہر دیکھتے ہی دیکھتے
لوٹ لیا گھر بھرا ہائے رے میں لٹ گئی

نوحۂ دیگر

ہائے حکم شاہِ حجازی کہاں اک غازی
سنبھالے تیغ دو پیکر نماز یوجا گو
میتیں اٹھیں بہ قیامت فرشتۂ رحمت
جگائیں گے یہی کہکر نماز یوجا گو

بلکتی ہیں پھپھی اماں حرم ہیں محو فغاں
سکینہ شورشِ محشر نماز یوجا گو
ہیں غش میں عابدؑ مضطر سوا پنہ کچھ پڑھکر
حضور آتے ہیں باہر نماز یوجا گو
وداع ہو چکے مولا سبھوں سے واویلا
وہ آیا تازی سرور نماز یوجا گو

نوحہ

بانو نے کہا اصغر آ دودھ پلاؤں میں
ماں صدقے گئی تجھ پر آ دودھ پلاؤں میں
ہے رات پہر باقی تجھکو نہیں نیند آتی
روتے ہی کٹی شب بھر آ دودھ پلاؤں میں
میں جھولا جھلاؤنگی پوشاک پنھاؤنگی
غصہ نہ کرو تجھ پر آ دودھ پلاؤں میں

والی کے سر پر مرے کردیا خنجر رواں
نیزے پہ سر ہی چڑھا ہائے رے میں لٹ گئی
بلوے میں سر ہی کھلا فاطمہ کی جائی کا
خواہر شہ بے روا ہائے رے میں لٹ گئی
روز قیامت میں دیکھئے ہوتا ہے کیا
دے گی جو زہرا صدا ہائے رے میں لٹ گئی

چادر خیر النسا ظالموں نے چھین لی
اور دی مسند جلا ہائے رے میں لٹ گئی
فاطمہ در پر کھڑی روتی ہو اک سمت کو
بن گئی تجھ پر یہ کیا ہائے رے میں لٹ گئی
غش ہے سکینہ پڑی خون میں کرتا بھرا
موتی کوئی لے گیا ہائے رے میں لٹ گئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہتا کہ او بے حیا بانیٔ جور و جفا
یہ تو ستمگر بتا ہم بھی چھٹیں گے کبھی
باپ کا چالیسواں کرتے ہیں پیر و جواں
ہم بھی کہو بھائی جاں ہم بھی چھٹیں گے کبھی
ہائے یہ گھر کی وبا ہم ستم لائے قضا
دیں سے اے خدا ہم بھی چھٹیں گے کبھی

جب سے کہ بابا موا کوئی نہیں پوچھتا
روز نئی ہے جفا ہم بھی چھٹیں گے کبھی
ہاتھ رسن سے بندھے سر پہ طمانچے لگے
طوق گلے میں پڑے ہم بھی چھٹیں گے کبھی
پھر کبھی عابد سے جا کہتی تھی آنسو بہا
پوچھو تو حاکم سے جا ہم بھی چھٹیں گے کبھی

اے شہ عقدہ کشا آپ سے ہے التجا
نانا ہے خیر الورا ہم بھی چھٹیں گے کبھی
تھے یہ سکینہ کے بین سر کھڑی با شور و شین
کیوں شہ بدر و حنین ہم بھی چھٹیں گے کبھی
آگ سے خیمے جلے وارث و والی موئے
قید میں در در پھرے ہم بھی چھٹیں گے کبھی

کھائے جو تھے تن پہ گھاؤ کیسے ہیں یہ تیاؤ
دیکھو تو ماں جائے آؤ صدقے تری گور کے
پھرنے لگی جب چھری کہئے ہو کیا گذری تھی
میں بھی سنوں یا اخی صدقہ تری گور کے
روضۂ سلطان دیں دیکھوں تو کوکر کہیں
چھوٹوں یہ کہکر یہیں صدقے تری گور کے

دیکھو تو بھائی اٹھو لاڈلے بھائی اٹھو
ماں کی کمائی اٹھو صدقے تری گور کے
چادر زہرا اٹھاؤ پردے میں مجکو بٹھاؤ
وارثی کرنے کو آؤ صدقے تری گور کے
ہائے یہی کربلا اور مدینہ لٹا
ہائے یہ کیا ہوگیا صدقہ تری گور کے

نوحہ
کہتی تھی شہ کی بہن صدقے تری گور کے
بھائی غریب الوطن صدقے تری گور کے
مجکو تڑپتے ہوئے بھائی یہ دن آ چکے
اب تو لگائے گلے صدقے تری گور کے
اے دل و جان بتول آئی ہے زینب ملول
مجرا مرا ہو قبول صدقے تری گور کے

اے حضرتِ قیدیہ امت کی رہائی
کر صبر کہ یہ جائے مناجات ہے زینب
محروم نہ رہ جائے کوئی فیض سے اپنے
مشہور یہ گھرانہ سادات ہے زینب
محفوظ ہے عاصیوں کی عقدہ کشائی
کنبہ ترا حلال مہمات ہے زینب

بس سوکھا گلا میرا ہے اور خنجر ہے آب
اب ذات تری مورد آفات ہے زینب
زینب مگر اس سر کے کٹانے پہ ہمارے
قربان اسی شرم ترے ہاتھ ہے زینب
اب رسی ہے یا بجائی مری اور مری زینب
اور داوی کی ایذا تجھے دن رات ہے زینب

ہیہات ہے زینب ہے ہیہات ہے زینب
اب آخری اپنی یہ ملاقات ہے زینب
اب بالی سکینہ مری کھانے کی طمانچے
اب قیدی ہے اور عابد خوش ذات ہے زینب
امت میں بڑی دھوم سے دریا کے کنارے
احمد کے نواسے کی مدارات ہے زینب

نوحہ

نجہ کو مجھے رہا ہے شمر طمانچے میں روتی ہوں جا کر
اگر مجھے ظالم کے طمانچوں سے بچا لو بھیا علی اصغر
یاد آتے ہیں جب گیسو تمہارے غم ہوتا ہے پیارے علی اصغر
لہ بچاتی ہوں منہ کو تھام کے ہاتھوں سے جگر کو بھیا علی
لیجانے نہ دیتی ہیں کبھی سبط نبی کو وہ رونے لگی ماں
کہ جاتی ہیں ہم تمہیں سر بنکو پہ چلے ہو بھیا علی اصغر

زنداں میں کہا آہ سکینہ نے کہاں بھیا علی اصغر
اب خشک ہے یاں ہمکو دکھائے نہیں رو رو بھیا علی اصغر
ہو غصہ سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہیں یہ آنکھیں تم سے جو بچھڑ جا
پھر چاند سی صورت مجھے اک بار دکھا دو بھیا علی اصغر
جنت میں ہے کیا کوئی کھلونے والا ہمراہ تمہارے
اس خواہر ناشاد کو پاس اپنے بلا لو بھیا علی اصغر

یہ صبر ترا آج کا کل روز قیامت
امت کے گناہوں کی مکافات ہے زینب
رخصت ہوئے شہ پھر یہ مثل کہتے ہیں یہ
وہ ختم بس اب حرف و حکایات ہے زینب

نوحہ دیگر

ابر تر ہو کے ہی بیمار کا دیکھوں گا کھا ہو گیا
اس واسطے با چشم تر میں منتظر تھا دیر سے
وہ تو نہ آئے نامہ بر لا خط ہی رکھوں آنکھوں پر
ٹھنڈے ہوں تا قلب جگر میں منتظر تھا دیر سے
آیا وہ قاتل ہے یہاں بار ہے سر دوش پر
ہم سے کٹے ایسے سنگ میں منتظر تھا دیر سے

آیا وہ قبر پر اچھے تو ہوجائی مری
کے روز میں آیا وہ جس میں منتظر تھا دیر سے
شاداں تو ہیں اہل وطن قاصد برائے ذوالمنن
ان سب کی سنے کو خبر میں منتظر تھا دیر سے
جس دن تو یثرب سے چلا معلوم مجھکو ہو گیا
آنکھیں لگی تھیں راہ پر میں منتظر تھا دیر سے

منہ تکتے تھے ہمشیر کا حسرت کی نظر سے کیا یک بار کر
جب تک چلے تھے سر تو شہ تمہیں لے کر کھڑا علی اصغر

نوحہ دیگر

بولے امام بحر و بر میں منتظر تھا دیر سے
عرصہ ہوا کیوں نامہ بر میں منتظر تھا دیر سے

اس نامہ کی امید پر بانو تو کل ہی سے دم
پھرتی تھی ادھر ادھر میں منتظر تھا در سے
اب جب بلا میں شاہ دیں تو روضہ پر جا کے ہیں
کہنا کہ بادر دو حزیں میں منتظر تھا در سے

نوحہ دیگر

بولی سکینہ چچا اب تو خبر لو مری
اچھے چچا میں فدا اب تو خبر لو مری
چھن گئے گوہر مرے گوہر تم نے نہ لی پر خبر
خون میں کرتا بھرا اب تو خبر لو مری
پہلے ہوئی بے پدر پھرتی ہوں اب دربدر
عمو برائے خدا اب تو خبر لو مری

گوشوں سے گھرکیاں لے کے مری بالیاں
منہ پہ طمانچے جڑا اب تو خبر لو مری
کوئی نہیں وا اقربا سب ہوئے ساتھی بھی پھر چل بسے
پھوپھی پہ یہ جور دیکھا اب تو خبر لو مری
چھن گئے گوہر مرے گوہر خون میں ہوئی تر بتر
کرتا لہو سے بھرا اب تو خبر لو مری

رن سے صدا شہ نے دی بانو سے کہدو کوئی
میری کمائی لٹی بانو سے کہدے کوئی

چھوٹی یہ تقدیر کی آہ کمائی تری
آج ٹھکانے لگی بانو سے کہدے کوئی

بچکو ہو پانے کی آرزو مدت سے تھی
دیکھو وہ پوری ہوئی بانو سے کہدو کوئی

نوحۂ دیگر

صغرا نے ہے یہ لکھا تمکو بصد التجا
صدقے پھپھی چچا اب تو خبر لو مری

لیجیے گھر کو شہا قید الم سے رہا
عرصہ بہت ہو چکا اب تو خبر لو مری

عمو بس اب آپنے زیادہ نہ رلوایئے
کہتی ہوں کر کے بکا اب تو خبر لو مری

مجمع کفار میں ظلم کے دربار میں
جاتی ہوں بیں سنے روا اب تو خبر لو مری

ایسی ہے مجکو عطش تیئں بس غش پہ غش
قبر پہ آئے تو کیا اب تو خبر لو مری

نوحہ یہ زینب کا تھا میں نہ وطن جاؤنگی
سسکے یہ بولے زین العبا میں نہ وطن جاؤنگی
لائی تھی جو گھر بھرا ماریہ میں سب لٹا
جاینگا پھر لطف کیا میں نہ وطن جاؤنگی
سوچ تو دل میں ذرا جاینگا ہے کیا مزا
ہو کے اخی سے جدا میں نہ وطن جاؤنگی

پیاس کے دل خوش ہوا اب تو اٹھایا مزا
آخر شب یوں مٹی بانو سے کہدے کوئی
کہتے ہوئے اے متیں بخشو مجھے سلطان دیں
شکل یہی مٹ گئی بانو سے کہدے کوئی

نوحہ دیگر

تیر سفر کر گیا کھا کے سناں مر گیا
دل پہ لگی ہے انی بانو سے کہدے کوئی
گھوڑے سے ہو کر نڈھال آنکھ اٹھا کر کے لال
دم یہ ہوا سکے یہی بانو سے کہدے کوئی
پتلیاں تک پھر چکیں ہے نفس واپسیں
ٹھٹکی ہے کوئی گھڑی بانو سے کہدے کوئی

تھی کس شان وہی سامان سے
اب ہے گریباں پھٹا میں نہ وطن جاؤنگی
پردے کا اسباب سب کھو چکی ہیں ہائے غضب
اوڑھ کے کالی ردا میں نہ وطن جاؤنگی
لوگ وطن کے تمام پوچھیں گے حالِ امام
اُنسے کہونگی میں کیا میں نہ وطن جاؤنگی

پوچھا کریں گے بشر آئی وہ لٹوا کے گھر
خاک میں سب کو ملا میں نہ وطن جاؤنگی
قبرِ پیمبر سے بھی ہوگی صدا ایسی ہی
ہائے نواسہ مرا میں نہ وطن جاؤنگی
پوچھیں گی خیر النسا لال مرا کیا ہوا
دونگی جواب اُن کو کیا میں نہ وطن جاؤنگی

فاطمہ صغرا مری حال پہ پوچھے گی
اس سے کہونگی میں کیا میں نہ وطن جاؤنگی
لائے اُسے لے گھر عابدِ خستہ جگر
گو کہ بہت ہی کہا میں نہ وطن جاؤنگی

نوحہ دیگر

بڑی توقع ان کو ہی بانو لگا بیٹھے گی
چھاتی سے صبح و مسا ہنسلیاں بڑھوا جاؤ
ہمکو تو رو بیٹھے ہم ہاتھوں کو دھو بیٹھے ہم
ٹوٹ چکا آسرا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ
صدمۂ غم کس قدر ہوگا نہیں بانو سے
جب یہ کہا ہوئے گا ہنسلیاں بڑھوا جاؤ

اور گھڑی دو گھڑی زندگی ہے آپ کی
فائدہ پھر کیا بھلا ہنسلیاں بڑھوا جاؤ
صدقے ہوا ماں جلد جاؤ دن ہے زیادہ چڑھا
دور گیا قافلہ ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ
کر چکی ماں تجھ کو پیار سختے مسافر ہوا
ہو چکا ہونا جو تھا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

کہتی تھی بانو ذرا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ
پالنے والی فدا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ
تیر ستم کھاؤ جاؤ باپ کا پہلو بساؤ
جاؤ مگر دل ربا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ
دیکھ چکے بس ستمگر آپ کی نور نظر
تیر کے منہ پہ قضا ہنسلیاں بڑھواتے جاؤ

نوحہ

کہتے تھے شاہ لاشہ پہ رو کر جواب دو
بھائی حسین آیا ہے مضطر جواب دو

بھائی سے تم پھر بھی کہیں ہاتھ آتے ہیں
روئے نہ کیوں حسین برادر جواب دو

جاتے ہو تم جو خلد کو یہ تو کہو کہ کون
لاشہ مرا اٹھائے گا اٹھ کر جواب دو

ایسا ہے ضعف کانپتے ہیں دست و پا مرے
لاشہ تمہارا اٹھ سکے کیونکر جواب دو

مر جائے تم سا قوت بازو جو ہیرا ہائے
پھر کیوں نہ تم کہو برادر جواب دو

حسرت رہی یہ مجھکو نہ بھائی کبھی کہا
لو اب تو مجھ سے کہہ کے برادر جواب دو

آئی صدا یہ لاشے سے آقا غلام کا
رتبہ کہیں ہوا ہے برابر جواب دو

ہے آرزو اک اور بھی بھائی حسین کی
چھاتی لگا کے مجھکو دلاور جواب دو

کافی نہیں ہے تاب رقم شہ کے بین کی
ہر دم یہی صدا تھی برادر جواب دو

حال دیکھے حالت مری دشوار ہے اب زندگی
پہنچا ہوں مرنے کے قریب بیمار ہوں طاقت نہیں
کیونکر بھلا اشرار کی کھینچوں بتا او بدگماں
ہیں غمزدہ اندوہگیں بیمار ہوں طاقت نہیں
کس جرم پر کیا جان کے قیدی بنایا مجھے
ہوں بے پدر دیں میں بیمار ہوں طاقت نہیں

کہتے تھے زین العابدین بیمار ہوں طاقت نہیں
پیدل نہ سیداں او لعیں بیمار ہوں طاقت نہیں
جلدی چلوں کیونکر بتا اے شمر تیرا ہو برا
کیا سوجھتا مجکو نہیں بیمار ہوں طاقت نہیں
ورزانہ ورزانہ اٹھا میں ہوں عزیز مصطفیٰ
اور ماسوا اسکے آں واں بیمار ہوں طاقت نہیں

اہل جفا نے کر کے دغا کنبہ کا کنبہ قتل کیا
ہائے غضب کہ بیسرو پا اصل کی شبیر پہ ستم
بنکر احسن بتو زباں دل میں گھٹا ئے غم کا دود
سنکے یہ درد انگیز صدا اہل کی پیٹیں سب ستم

نوحہ دیگر

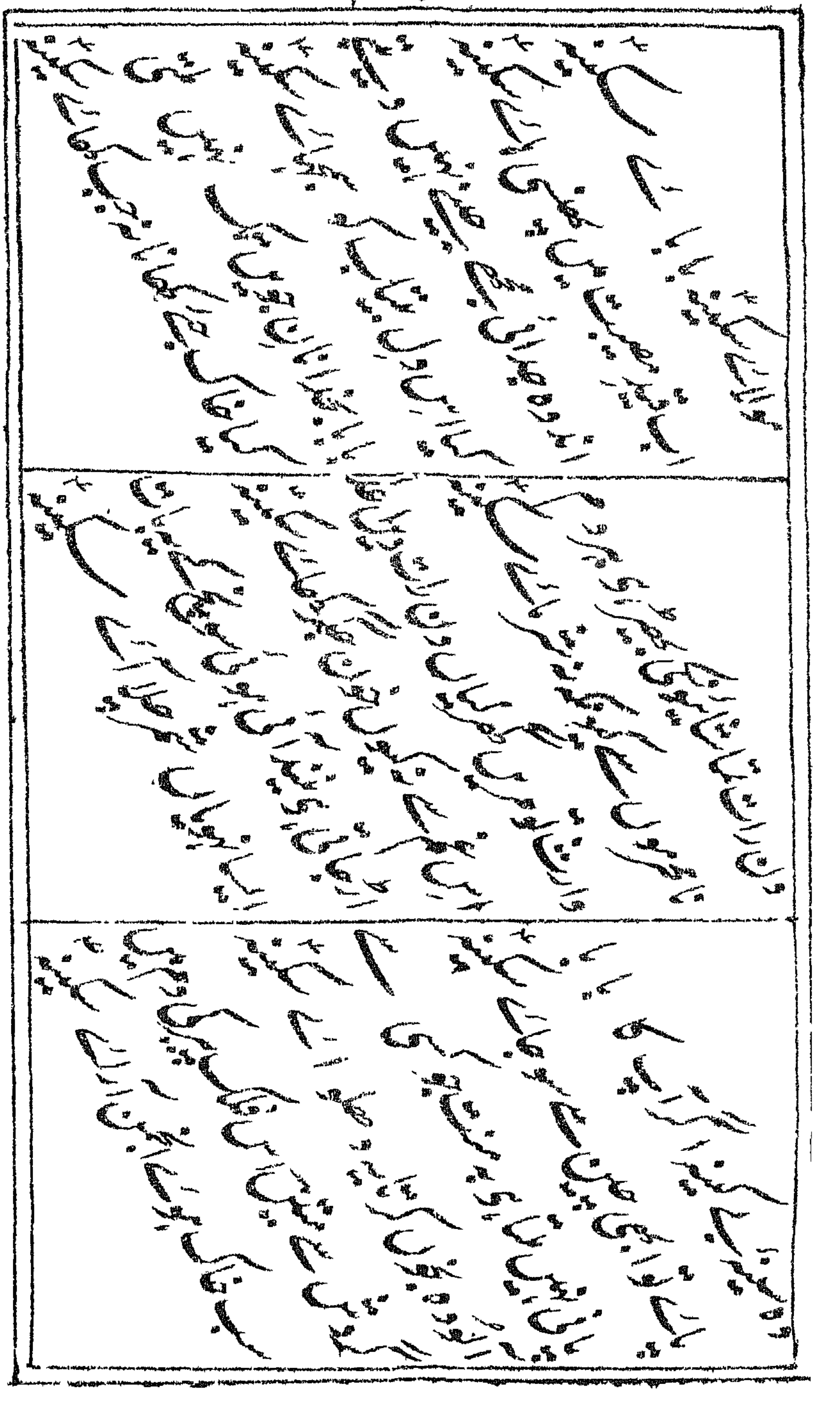
[illegible]

بھائی حسینؑ و حسنؑ دونوں کے واری ہیں
تم نے بسایا جہاں رہ گئی رونے کو میں
صورتِ خیر البشر واری میں اس صبر پر
پال سکے کیوں نوجواں رہ گئی رونے کو میں
شہر پہ عباسؑ ہائے جان جواں تیری جائے
باپ کے نام و نشاں رہ گئی رونے کو میں

قاسمؑ و عبد اللہؑ آہ دونوں مجھے منہ دکھاؤ
کر گئے گھر سُونا جہاں رہ گئی رونے کو میں
باپ چچا بھائی گئے رو کے پیا اک دل جلی
ڈھانپ کے منہ الاماں رہ گئی رونے کو میں
پھول سے پھلواری سب بیکسی کی ہے غضب
اجڑی دل ناتواں رہ گئی رونے کو میں

کاش نہ اس دن رہوں تو وطن میں کہیں
کنبہ ہوا رائیگاں رہ گئی رونے کو میں
دل پہ مصیبت ہے ہم اب تو خدا کی قسم
سخت یہ کلمہ ہے ہاں رہ گئی رونے کو میں

نوحہ دیگر



دودھ کی پائی نہ دھار روکے چھاتیاں نثار
ننھے مرے مہماں تم بھی سفر کر چلے
مجھ کو بتا کیا کروں کس کے سہارے جیوں
کون ہے میرا یہاں تم بھی سفر کر چلے
پالو کے حق کا نباہ خوب کیا واہ واہ
ایسے ہوئے مہرباں تم بھی سفر کر چلے

کیا حال ہوگا جبکہ شاہ احسن یہ کہتے ہونگے آہ
تشنہ وہاں خستہ جگر دلبر مرے اکبر ۲ اٹھو

نوحہ دیگر

کرتی تھی یاں تو بیاں تم بھی سفر کر چلے
صدقہ ہوا صغریٰ یہ ماں تم بھی سفر کر چلے

طاقت نہیں باقی رہی طاری ہوئی مجھ پر غشی
ہے حال ابتر سر بسر دلبر مرے اکبر ۲ اٹھو
ساتھی نہیں کوئی رہا جو اٹھ کے لے مجھ کو بچا
نرغہ میں ہوں میں نوحہ گر دلبر مرے اکبر اٹھو
اٹھو چلو ہمراہ اب ہو جائیں گے تر خشک لب
کوثر کا ہے عزم سفر دلبر مرے اکبر ۲ اٹھو

ایک ہی کو روتی تھی اور یہ آفت ہی
بانو کے آرام جاں تم بھی سفر کر چلے
ایسے برے وقت میں ماں کو جو چھوڑ دیں
رسم نہیں میری جاں تم بھی سفر کر چلے
دیکھے جو ہیں دن کڑے آنکھیں [illegible]
کاہے کو یہ تھا گماں تم بھی سفر کر چلے
پیٹ کے سر وہ حزیں کہنے لگی [illegible]
میرے گل بوستاں تم بھی سفر کر چلے

نوحہ دیگر

شہ نے تڑپ کر کہا دکھتا ہے سینہ مرا
خوف خدا کی ہو جا دکھتا ہے سینہ مرا
پہلے ہی تھا داغ داغ سینہ یہ زخموں کا باغ
ایسا ہرا ہر کھلا دکھتا ہے سینہ مرا
ناوک [illegible] زخموں سے گو ہوں فگار
سب سے مگر اب سوا دکھتا ہے سینہ مرا
نیزوں کے پھل ٹوٹ کر رہ گئے ہیں سر بسر
چھپتے ہیں وہ جا بجا دکھتا ہے سینہ مرا

موزہ پہنکر چلا پاؤں جو تو نے وہ صرا
سوچ تو کیا موقع تھا دکھتا ہی سینہ مرا
شمر پہ اے کردگار مجھ کو نہ اس دکھ سے مار
رحم کی ظالم ہی جا دکھتا ہی سینہ مرا
کاٹتا ہی سر اگر پاؤں نہ رکھ سینہ پر
یاں ترا مطلب ہی کیا دکھتا ہی سینہ مرا

صدقے تمہیں ہو شہا اسے یہ قول پکا
مانے نہ وہ بیحیا دکھتا ہی سینہ مرا

نوحہ دیگر

چلائی زینب پیٹ کر صغرا مدینہ لٹ گیا
مشتاق دیدار پدر صغرا مدینہ لٹ گیا

سبط رسول اللہ تو بنکر مسافر چل بسا
گذرا ہی واری سال بھر صغرا مدینہ لٹ گیا
سر ننگے بے آب و غذا پھرتی رہی آفت زدہ
بے وارثی میں دربدر صغرا مدینہ لٹ گیا
ہی ایک صحرا نینوا واں جب گیا سب قافلہ
عاشور کے دن ظہر پر صغرا مدینہ لٹ گیا

ہوئے اسیر کربلا یارب تری فریاد ہے
باغ محمدؐ کٹ گیا یارب تری فریاد ہے
عباسؑ بازوئے پدر شانے کٹائے خاک پر
ہے خوں میں لتھڑا پڑا یارب تری فریاد ہے
ہمشبیہات اکبرؑ سا جواں بیجاں ہوا کیا کربستاں
اور حلق اصغرؑ چھد گیا یارب تری فریاد ہے

القصہ جب کام آچکے پایا اکیلا شمر نے
کاٹا ترے بابا کا سر صغراؑ مدینہ لٹ گیا
بیمار با جان حزیں غش ہو گئی سنکر ستمیں
زینبؑ کے منہ سے یہ خبر صغراؑ مدینہ لٹ گیا

نوحہ دیگر

اک بوند پانی کے لئے غازی ترستے رہ گئے
ناسور ہے غم سے جگر صغراؑ مدینہ لٹ گیا
اُس روز آگے آنکھوں کے کیا خاک اور خوں میں بہے
زہراؑ کے سب لال وہ گھر صغراؑ مدینہ لٹ گیا
دن نکلے سب ان پر چڑھے میں کیا کہوں کیسا کڑا
القصہ بعد از دو پہر صغراؑ مدینہ لٹ گیا

[illegible]

احسن کی یہ حسرت ہے کہ آ جھولے کسی دن
وہ آپ کی تربت کی بنے خاک سکینہ ۳

نوحۂ دیگر

دہیان یہ مسلم کا تھا بھائی نہ آئے مرا
کوفہ میں رہا ہائے بھائی نہ آئے مرا

مارا ترے عمو کو لب نہر پیاسا
بے دینوں کی یہ تو نہ تھی املاک سکینہ ۳
کرتا یہ بچھا خاک میں آ وہ سراپا
یہ پھول سا تن اور یہ پوشاک سکینہ ۳
تھا چاند بھی جس رخ پہ فدا ایک کی صورت
اس رخ پہ بیتی کی جمی خاک سکینہ ۳

لٹکایا سر نیزہ پہ سر باپ کا تیرے
ہمراہ رہا خولی سفاک سکینہ ۳
اس ننھے سے دل پر ترے کیا ہوگی گذری
سوچا نہ ذرا ظالم بیباک سکینہ ۳
کیا کیا نہ اذیت تجھے ان ظالموں نے دی
اے دختر سبط شہ لولاک سکینہ ۳

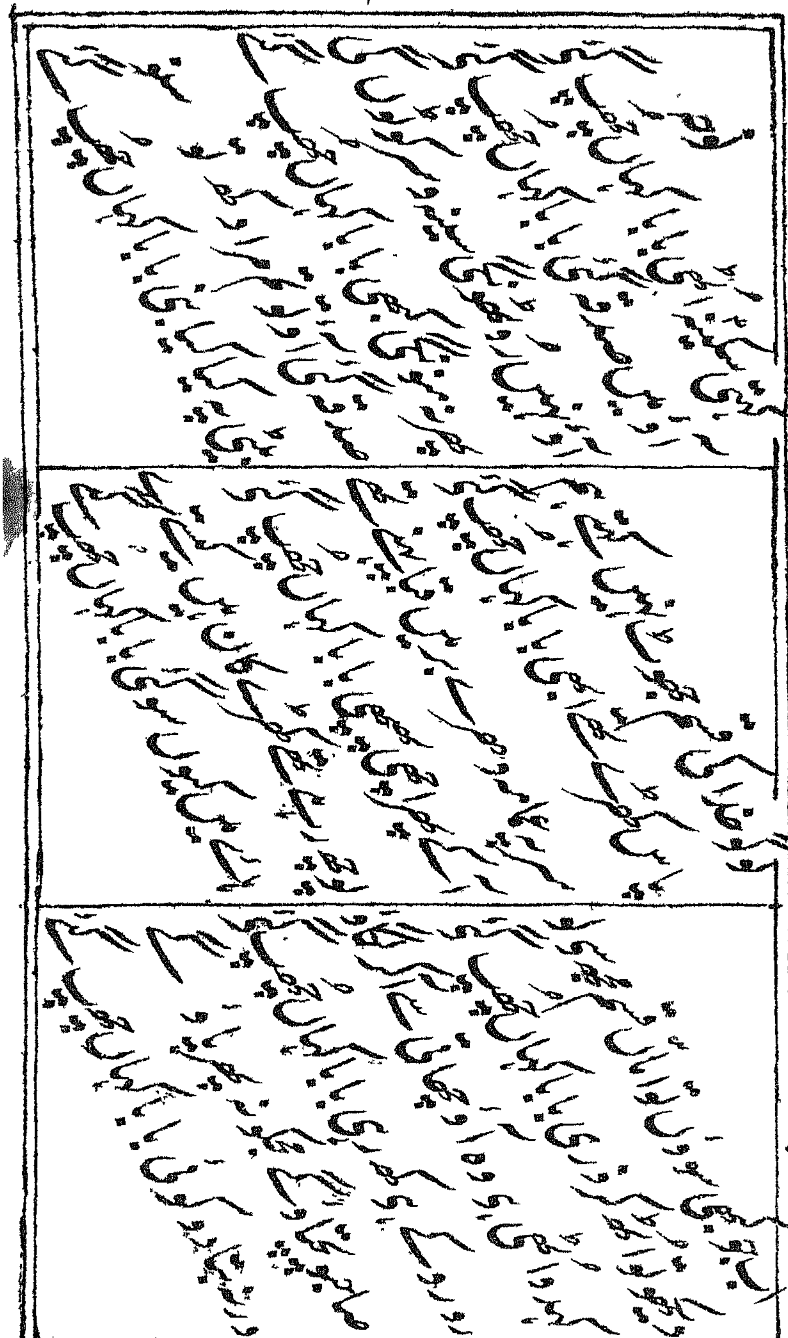
مجھ سے برادر ہزار نور خدا پر نثار
خالی کریں تن تو کیا بھائی نہ آئے مرا
ایسے برادر رکھی جس کو غم اپنا نہ تھا
ہاں یہ مثیل غم رہا بھائی نہ آئے مرا

نوحہ دیگر

کر کے مجھے زیر تیغ اس سے بھی سب بیدریغ
کوئی کریں گے دغا بھائی نہ آئے مرا
چھوٹے کی زہرا کی گود رہووے گا عالم میں شور
ان کا اگر سر کٹا بھائی نہ آئے مرا
ساتھ میں سارے حرم بچوں کی ہے عمر کم
ہوتا ہے کیا کربلا بھائی نہ آئے مرا

ہو چکا مضمون غلط گم ہوا ہائے وہ خط
پھر طلب جو کیا بھائی نہ آئے مرا
مجھ سے کہیں گے چچا تو نے تھا خط کیوں لکھا
اس سے الٰہی بچا بھائی نہ آئے مرا
خلق میں بعد از حسن دین رسول زمن
جاری ہے اس سے خدا بھائی نہ آئے مرا

[illegible]



اکبر و عباس آہ کھاتا ہوں میں کہاں
کیا کروں میں یہ بتاؤ ساتھی سفر کر گئے
عشق کہتا تمکو بڑا وقت ہے ہم پر آ پڑا
ہوں میں اکیلا کھڑا ساتھی سفر کر گئے
سینہ ہوا شمر پائے زانو کے نیچے وہائے
کوئی نہیں جو بچائے ساتھی سفر کر گئے

ساتھ میں لے کر چلا تھا قافلہ کا قافلہ
آ کے یہاں لٹ گیا ساتھی سفر کر گئے
ہائے غریبی مری اور مری بے کسی
جان الم میں پھنسی ساتھی سفر کر گئے
لاکھوں ہیں پیش علم اپنا اکیلا ہوں میں
جن کے بھروسے تھے ہم ساتھی سفر کر گئے

عشق پہ ہی شمس لیتی و ماتم نشیں
کہتی تھی مر گئے بابا کہاں چھپ گئے

نوحہ دیگر

کرتے تھے سرور دین ساتھی سفر کر گئے
حج کے کر کے گیا حسین ساتھی سفر کر گئے

[illegible]

اب تو میں روتی نہیں آنکھیں بھی بند کیں
چھوٹی اودھر اور چھٹی قبر میں سوجاؤں گی
کھینچا گیسوں سے چلا قیدیوں سے مت جھڑ
جھوٹ نہیں بولی قبر میں سوجاؤں گی
سونے کی عادت تھی سخت زمیں پر بھی
اب ستم گر مجھے بھی قبر میں سوجاؤں گی

بولی سکینہ ابھی قبر میں سوجاؤنگی
اب نہ کبھی روؤنگی قبر میں سوجاؤنگی
رحم کی جا ہے شقی بچی ہوں بن باپ کی
کیا ہوا گر روئی بھی قبر میں سوجاؤنگی
روتی اگر ہیں تو تھا بچپنے کا مقتضا
کرتا ہے کیوں زیادتی قبر میں سوجاؤنگی

صحن میں گاڑو علم لاؤ کفن پہنیں ہم
چل کے بساؤ جناں صبح شہادت ہوئی
رخت کہن پہن لو ملک عدم کو چلو
ترک کرو یہ جہاں صبح شہادت ہوئی

نوحہ دیگر

میری چادر چھنی تو لاسی ہے ستم یہ کہ اہل جفا نے
پھونکدی ہائے سند تمہاری ہے مقتول مظلوم بھائی
کیا ہوا ارشاد نکلوں میں کیونکر لیکے عزت کو بلوے میں لیکر
آگئے ہیں خیموں میں ناری ہے مقتول مظلوم بھائی
کس طرف جاؤں کنبہ کو لیکر راہ مقصود معدوم ہے سب
ہے کجاری نہ کوئی سواری ہے مقتول مظلوم بھائی

بنت زہرا یہ رو کر پکاری ہے مقتول مظلوم بھائی
پھر کے آئی نہ نیزہ سواری ہے مقتول مظلوم بھائی
لٹ گئے خیمہ میں شمر شقی نے لوٹی بالی سکینہ کی چھینی
سر سے زینب کے چادر اتاری ہے مقتول مظلوم بھائی
دو بالی سکینہ کو آکر طمانچے ہیں دو اس کا سر
دونوں کانوں سے ہے خون جاری ہے مقتول مظلوم بھائی

اب سے جب آئیگی شام در در پہ گی ماں
ماں پھوپھی جاگو کوئی شمر میں سو جاؤ نگی
آہ میں شمر نے زور سے مارا اسے
گرچہ وہ کہتی رہی شمر میں سو جاؤں گی

نوحہ دیگر

خوف کھا کھا کے معصوم بچے گوشہ گوشہ میں چھپ چھپ کے روتے
یہ مصیبت پریشانی ہماری ہائے مقتول مظلوم بھائی
کچھ نہیں جان و دل کے کھوتے بچھڑ کر چھوڑ نہیں گر کے روتے
ابر غم ہم پر اک پہ طاری ہائے مقتول مظلوم بھائی
کوئی جنگل میں پھرتی ہے نالاں جا کے تجھ کو ہے نہیں کوئی کرتی
ایسا کیا کروں کیا ہے آفت کی ماری ہائے مقتول مظلوم بھائی

کس طرف جاؤں کس کو بلاؤں کس طرح سے بچاؤں بھائی
ہوش دیتی نہیں ہیں ہماری ہائے مقتول مظلوم بھائی
کیا پڑے رہیں سوتے ہو آ کے ظلم اعدا ہے ہو بچاؤ
حد سے گذری مصیبت ہماری ہائے مقتول مظلوم بھائی
چھوڑتے کاش بے سر نہ تجھ کو یاں رات و دن تیرے پاس رہتے
کرتی تربت کی خدمت گذاری ہائے مقتول مظلوم بھائی

جاتی ہوں شام کو قید ہو کر یاں تو بے کس ہو رہا تیرا سر
تم نہ مرتے نہ ہوتی یہ خواری ہائے مقتول مظلوم بھائی
کچھ نہ بیکسی زینب رو کے دشمن جب کہا بنت زہرا نے حسن
کہتا تھا اں سے حالت ہماری ہائے مقتول مظلوم بھائی

نوحہ دیگر

سلطان جہاں فخر سلیماں حسینا
یہ کیا ہوا شبیر ترے قرباں حسینا
کس نے ترے شہزادے کا سر تن سے اتارا
کس نے دل زہرا کیا بریاں حسینا
کیوں سوکھے ہیں لب اے پسر ساقی کوثر
کئی روز سے پیاسے تھے جو دی جان حسینا

میں جاتی تھی گھر اگلہائے چمن سے
ہو ویگا کبھی رشک گلستان حسینا
سوغاتیں منگائیں تھیں کہ سب نذر کرونگی
جب آئیں گے یاں اکبر ذیشان حسینا
منجدھار میں پڑا مرے ارمانوں کا ڈونگا
کیا چاہا تھا کیا ہو گیا سامان حسینا

دعوت کے سر انجام پہ اب فاتحہ ہوگی
ہے رنج مرے سینہ مرے ذیشان حسینا
کچھ گھر سے سروکار نہ مطلب ہے وطن سے
اب شہر ہے اور کوہ و بیاباں حسینا
مایوس نہ ہو دیکھیں عرش کی جانب
فریاد رس خلق ہے حیران حسینا

[illegible]

فہرست بیاض نوحہ جات حسین

مختصر فہرست کتب مجوعہ مطبع اثنا عشری دہلی

عمدۃ الانشاء	۷ر	اعجاز داؤدی	عہ ۴ر
بشارت احمدی	۸ر	الایمان خمسہ مظہریہ	عہ ۴ر
فیض عام حسنیہ	۸ر	جامع عباسی اُردو (۲) بابی	۶ر
توحید الائمہ	عہ ۴ر	ثبوت شہادت	۵ر
تضمین ہفت بند کاشی	۲ر	تصویر کربلا	۱۰ر
تذکرۃ المعصومین	عہ ۴ر	افلاک غم	عہ
تنبیہ المنکرین	۵ر	تذکرۃ الطاہرین	۶ر ۴ر
احکام النسا	۴ر	ابواب المصائب	۱۰ر
دانش نامہ جہاں	عہ	بزم ماتم	۱۰ر
شمس الضحیٰ	عہ ۶ر	دُر المصائب	۶ر
تجہیز الموتیٰ	۳ر	قرۃ العین ماتم	۶ر ۴ر
سیف حسینی	۷ر	سراج غم ہر دو جلد	۶ر
شعلۂ طور	۲ر	مجموعۂ رباعیات	۸ر
خطبات منبر	۵ر	مجموعہ مخمسات	۱۲ر
اعجاز وصی	۲ر	نجم الہدیٰ	عہ ۴ر
تنبیہ الاطفال	۲ر	نور العینین	۳ر
آیات جلی فی شانِ مولانا علی	۶ر ۴ر	مولود سرور کائنات صلعم	۴ر

معجزہ رد الشمس	۵ر	الزام الائمہ فی جواب امہات الامہ	۱۲ر
مناقب اہلبیت	۲ر	ماہ کامل	[illegible]
مناقب مشکلکشا	۲ر	سوانح عمری حضرت مختار رح	[illegible]
مودۃ الاسلام	۸ر	ذخیرہ مناقب مع ہفت بند کاشی	۱۰ر
مجاہدہ عرب	۹ر	بے نقط مرثیہ	۴ر
گلدستہ محاورات	۱۴ر	بزم نفیس	[illegible]
قصہ جمیلہ بنت عامر	۲ر	انتخاب المراثی	۸ر
فضائل امیر المومنین	۶ر	نوائب کربلا	۱۰ر
فالنامہ خواجہ علی محمد	[illegible]	تقویہ دعا	[illegible]
الفقہ الکامل	[illegible]	حدیث کسا منظوم بطرز مرثیہ	[illegible]
دربار حسین	[illegible]	چہار بند کوثر شیرازی	۳ر
سیرۃ الفاطمہ	[illegible]	بنیاد اعتقاد	۳ر
شمس الظلام فی احوال صاحب العصر	[illegible]	صدیقہ ماتم	[illegible]
ترجمہ عقائد شیخ صدوق علیہ الرحمہ	[illegible]	احسن الدلائل	۷ر
اوراد القرآن	[illegible]	استخارہ سجادیہ	۵ر
علوم القرآن	۱۲ر	تحفۃ المومنین	۱۲ر
پنجہ فولادی	[illegible]	اوصاف الاشراف	۵ر
فضائل مرتضوی کلاں	[illegible]		
فضائل مرتضوی نظم و نثر	۱۰ر		

منیجر مطبع اثنا عشری دہلی